



www.KitaboSunnat.com

شرح صحيح بخاری

عزالحماسید



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

شرح صحیح بخاری

سُرُوحٌ صَحِيحٌ بِنَجَارِي

عز الحسام
پروفیسر عبد القیوم



ادارۃ ثقافت اسلامیہ
۲۔ کلب روڈ، لاہور

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول ۱۹۹۱ء

ناشر
محمد سہیل عمر
ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ
۲۔ کلب روڈ، لاہور

مطبع
کلبائین پریشرز، لاہور

قیمت ۴ روپے

New Price
Islamic Culture
2-Club road, Lahore

اس کتاب کی طباعت و اشاعت اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد
کی مالی معاونت کی بذلت ممکن ہوئی ہے۔ شکریہ!

انتساب

اپنے والدِ محترم
پروفیسر عبدالقیوم مرحوم

کے نام

حرفے چند

کتب احادیث میں صحیح بخاری یعنی ”الجامع الصحیح“ کو جو اہمیت اور قدر و منزلت حاصل ہے، اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ ائمہ حدیث اور تمام محدثین کرام اس کو بالاتفاق اصح الکتب بعد کتاب اللہ قرار دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں اہل علم نے بہت کچھ لکھا ہے اور آئندہ لکھا جائے گا۔ ۱۹۶۶ء میں محترمہ غزالہ بیٹ نے ایم، اے، اسلامیات کا ایک مقالہ شروع بخاری سے متعلق پنجاب یونیورسٹی میں پیش کیا تھا، یہ مقالہ ادارہ ثقافت اسلامیہ کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس مقالے کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ کس محنت سے لکھا گیا ہے اور لائق مقالہ نویس نے کس تحقیق اور عرق ریزی سے مواد جمع کیا ہے۔ انھوں نے ثابت کیا ہے کہ صحیح بخاری کی چھوٹی بڑی اب تک دو سو سات شرحیں لکھی جا چکی ہیں، ان شرحوں میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کی نشان دہی بھی کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان کے قلمی نسخے دنیا کے کس کس کتب خانے میں محفوظ ہیں۔ یہ مقالہ پروفیسر ملک محمد اسلم (استاد حدیث شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور) کی نگرانی میں سپرد قلم کیا گیا تھا۔ ملک صاحب مرحوم بڑے باخبر اور منجھے ہوئے عالم تھے۔ یہ بہت بڑی علمی خدمت ہے جو ان کی نگرانی میں محترمہ غزالہ بیٹ نے سرانجام دی۔

غزالہ بیٹ کا مختصر الفاظ میں تعارف یہ ہے کہ یہ پروفیسر عبدالقیوم کی صاحبزادی ہیں، جو پہلے گورنمنٹ کالج (لاہور) میں عربی کے پروفیسر تھے۔ پھر ریٹائرمنٹ کے بعد اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) میں سینئر ایڈیٹر مقرر کیے گئے۔

انگریزی اور اردو کی بہت سے کتابوں کے مصنف اور ممتاز سکالر تھے۔ ۸۔ ستمبر ۱۹۸۹ء کو فوت ہوئے۔ یہ مقالہ پروفیسر صاحب کے مطالعے میں آچکا تھا اور انھوں نے اپنی صاحبزادی کو بہت سی معلومات بھی دی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ مدرجات و مشمولات کے اعتبار سے یہ مقالہ بڑا جامع ہے۔

غزالہ بٹ نے جو شادی کے بعد غزالہ حامد بیٹ کھلائیں، انتہائی محنت و کاوش سے صحیح بخاری کی دو سو سے زائد شرحوں کا سراغ لگایا ہے۔ لیکن اس عظیم الشان کتاب کی چند شرحیں اور بھی ہیں یا یہ کہ کسی نہ کسی منہج سے اس کے علاوہ بھی اس پرکھ ہوئے، جس کا ذکر اس مقالے میں نہیں ہو سکا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم اور اصحاب فضل کی اس خدمت کا مختصر الفاظ میں یہاں تذکرہ کر دیا جائے۔

۱۔ فیض الباری: صحیح بخاری کے بارے میں یہ مولانا نور شاہ کشمیری کے افادات و تحقیقات ہیں جو عربی میں ہیں اور چار جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ان افادات کو مولانا بدر عالم میرٹھی نے جمع اور مرتب کیا۔

۲۔ انوار الباری: یہ بھی صحیح بخاری سے متعلق مولانا نور شاہ صاحب کشمیری کے افادات کا مجموعہ ہے جو اردو زبان میں ہے اور اس کے مرتب شاہ صاحب کے داماد مولانا احمد رضا صاحب بجنوری ہیں۔ اس کی بیس جلدیں چھپ چکی ہیں اور ابھی کام جاری ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس کی دس جلدیں اور ہوں گی۔

۳۔ لامع الدراری: یہ صحیح بخاری کے سلسلے میں مولانا رشید احمد گنگوہی کے ان افادات پر مشتمل ہے جو انھوں نے درس بخاری کے دوران میں ارشاد فرمائے۔ اس کے جامع و مراتب مولانا محمد زکریا کا ندھلوی ہیں۔

۴۔ فضل الباری: صحیح بخاری کے بعض اہم موضوعات پر یہ مولانا شمس احمد عثمانی کی درسی تقریریں

ہیں جو تاحضیٰ عبدالرحمن نے مرتب کی ہیں اور دو جلدوں پر محیط ہیں۔

۵۔ ارشاد الساری: یہ مفتی رشید احمد لہیاناوی کی تصنیف ہے جو اردو میں ہے۔

اس کی چھ جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔

۶ - آزادی سے قبل مولانا محمد حنیف ندوی نے شرکت علمی لمیٹڈ (لاہور) کی طرف سے صحیح بخاری کے اردو ترجمے کا سلسلہ شروع کیا تھا، جس کے ساتھ اس صحابی کے حالات بھی انتصار کے ساتھ لکھے گئے تھے؛ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی اور پھر سلسلہ سند میں جو راوی آتے ہیں، ان کا تعارف کرایا گیا تھا، حدیث کا نہایت سستہ اردو میں ترجمہ اور اس کی جامع و مانع تشریح کی گئی تھی۔ یہ سلسلہ پانچ پاروں تک پہنچا تھا، ابتدا کا کچھ حصہ چھپا تھا، باقی مسودہ تھا۔ اب وہ مسودہ بھی علوم نہیں کہاں ہے۔ شرکت علمی لمیٹڈ کا ماہانہ رسالہ ”اسلامی زندگی“ کے نام سے شائع ہوتا تھا اور صحیح بخاری کے اس ترجمہ و شرح وغیرہ کو اس کی بعض اشاعتوں میں شائع کیا گیا تھا۔

انسوس ہے یہ کام تکمیل کو نہیں پہنچا۔ اگر یہ مکمل ہو جاتا تو بہت عمدہ کام تھا۔

۷ - تجرید البخاری: سید رئیس احمد جعفری نے (مکررات حذف کر کے) صحیح بخاری کا اردو ترجمہ کیا تھا جو عرصہ ہوا لاہور کے ایک ناشر نے چھپا تھا۔

۸ - ترجمہ صحیح بخاری؛ ہندوستان کے ایک عالم مولانا محمد داؤد راز کا اردو ترجمہ دہلی سے شائع ہوا۔

اس کے علاوہ بھی صحیح بخاری کے سلسلے میں کام ہوا ہوگا، جو ہمارے علم میں نہیں آیا اس وقت ذہن میں نہیں آ رہا ہے۔ اسی ریسرچ میں ممکن ہے بعض دیگر علمائے دین سے عربی، اردو، سنسکرت، پشتو وغیرہ زبانوں میں خدمات سرانجام دی ہوں اور ہم اس سے ناواقف ہوں۔

”شروح صحیح بخاری“ کے نام سے محترمہ غزالہ حامد کی یہ تحریر ایڈٹ کر کے کتابی شکل میں شائع کی جا رہی ہے اور اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے۔ اس موضوع کے بارے میں اتنی زیادہ معلومات کسی زبان میں یک جہانیں ملیں گی۔ غزالہ حامد پہلی مصنفہ ہیں جنہوں نے انتہائی محنت و کاوش سے یہ مقالہ تحریر کیا ہے اور ادارہ ثقافت اسلامیہ پبلسٹیشنز نے اس کا ادارہ ہے جو اسے شائع کر کے اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

لائق احترام مصنف نے عربی عبارتوں کا ترجمہ چند مقامات پر ہی کیا ہے۔ ہم نے یڈٹ کرتے وقت تمام عربی عبارتوں کا اردو ترجمہ کر دیا ہے تاکہ وہ حضرات بھی اس سے استفادہ کر سکیں جو عربی سمجھنے کی پوری استطاعت نہیں رکھتے۔
یہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: — تعارف حدیث ہے۔

دوسرا باب: — امام المحدثین امام بخاری کے حالات۔

تیسرا باب: — الجامع الصحیح۔

چوتھا باب: — شرح صحیح بخاری۔

ہمیں یقین ہے اہل علم میں یہ کتاب مقبول ہوگی اور اس کا مطالعہ دلچسپی سے کیا جائے گا۔

محمد اسحاق بھٹی

۳۱۔ اگست۔ ۱۹۹۰ء

۸۔ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

۲۵	گزارش احوال واقعی
	پہلا باب
۲۷	تعارف حدیث
۳۰	حدیث کی شرعی اہمیت
۳۰	قرآن اور تمسک بالسنۃ
۳۳	سنّت کی اہمیت زبانِ پیغمبر میں -
۳۵	سنّت کی اہمیت علمائے حدیث کے نزدیک
۳۵	جمع و تدوین حدیث
۳۵	عہد نبوی میں کتابت حدیث
۳۷	تاریخی دستاویزات
۳۸	عہد نبوت کے مکتوبہ صحیفہ
۳۸	صحیفہ سعد بن عبادہ رضی
۳۸	صحیفہ سمرہ بن جندب رضی
۳۹	صحیفہ جابر بن عبد اللہ رضی
۳۹	الصحیفۃ الصادقہ
۳۹	صحیفہ عبداللہ بن عباس رضی
۳۹	صحیفہ ابی ہریرہ رضی ہمام بن منبہ کے لیے
۴۰	عہدِ تابعین و تبع تابعین
۴۰	حضرت قتادہ رضی

صفحہ نمبر

۴۰	امام زہریؒ
۴۰	محدثین کا اہتمام
۴۰	امام مالکؒ
۴۱	عبداللہ بن مبارکؒ
۴۱	امام وکیعؒ
۴۱	سقیان ثوریؒ
۴۱	امام احمد بن حنبلؒ
۴۲	امام بخاریؒ
	دوسرا باب
۴۳	امام بخاریؒ کے حالاتِ زندگی
۴۵	نام و نسب
۴۶	خاندان
۴۷	ولادت
۴۸	تربیت و تعلیم
۵۰	شیوخ و اساتذہ
۵۰	محمد بن سلام بیکندی
۵۰	عبداللہ بن محمد مستدی
۵۰	ابراہیم بن الاشعث
۵۲	طلبِ علم
۵۳	علل حدیث کی شناخت میں کمال
۵۷	جرحِ روّات میں احتیاط
۵۸	اخلاق و عادات
۶۰	ذوقِ عبادت

صفحہ نمبر

۶۱

اتباع سنت

۶۱

سلاطین اور اُمّ الا کی مخالفت سے پرہیز

۶۲

امام بخاریؒ کی شہرت

۶۳

حدیث مقلوب کی بحث

۶۴

درس و افتا

۶۶

وفات

تصانیف امام بخاریؒ

۶۹

الجامع الصحیح

۶۹

التاریخ الکبیر فی تاریخ روّات و اخبارہم

۷۰

التاریخ الصغیر

۷۱

کتاب الخلق افعال العباد

۷۱

کتاب الضعفاء الصغیر

۷۲

کتاب الکُنّی

۷۲

کتاب الادب المفرد

۷۳

تنویر العینین برفع الیدین فی التسلوٰة

۷۳

خیر الکلام فی القراۃ خلف الامامؒ

مخطوطات

۷۳

التاریخ الاوسط

۷۴

کتاب الضعفاء الکبیر

۷۴

المسند الکبیر - التفسیر الکبیر

۷۴

اسامی الصحابہ رضی

۷۴

الجامع الصغیر فی الحدیث

صفحہ نمبر

نایاب تصنیفات

۷۵	الجامع الكبير
۷۵	كتاب المبتدئ
۷۵	كتاب الوحدان
۷۵	كتاب الميسوط
۷۶	كتاب العلل
۷۶	كتاب الفوائد
۷۶	بر الوالدین
۷۶	كتاب الاشریہ
۷۶	قضايا الصحابة والتابعين
۷۷	كتاب الرقاق

تفسیر ابواب

۷۹	الجامع الصحيح
۸۱	صحيح بخاری کی مقبولیت و اہمیت
۸۴	تالیف صحیح بخاری
۸۴	وجہ تالیف
۸۶	مدت و کیفیت تالیف
۸۸	عنوان کتاب
۹۰	تراجم البواب
۹۰	تراجم البواب سے متعلق مستقل تصانیف
۹۲	ترتیب صحیح بخاری
۹۳	شروط صحیح بخاری
۹۴	صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر ترجیح اور تفصیلت

صفحہ نمبر

چوتھا باب

۹۷

شرح صحیح بخاری

۱۰۰

اعلام السنن

۱۰۱

شرح الملتب

۱۰۱

شرح ابن بطلال

۱۰۱

مختصر شرح الملتب

۱۰۲

شرح صحیح البخاری

۱۰۲

کتاب النجاح فی شرح کتاب اخبار الصحاح

۱۰۲

شرح صحیح البخاری

۱۰۲

شرح صحیح البخاری

۱۰۲

شرح صحیح البخاری للنووی

۱۰۳

مہجۃ النفوس وغایہما

۱۰۵

شرح صحیح البخاری للمحلی

۱۰۵

شرح صحیح البخاری

ارشاد السامع والقاری المنتقی من صحیح البخاری

۱۰۵

ومن الکتب المصنفة علی صحیح البخاری

۱۰۶

شرح صحیح البخاری

۱۰۶

الکواکب الدراری

۱۰۸

التلویح شرح الجامع الصحیح

۱۰۸

مختصر شرح مغلطانی

۱۰۹

التقیح لالفاظ الجامع الصحیح

۱۱۰

شواہد التوضیح

۱۱۰

الفیض الجاری

صفحہ نمبر

۱۱۱

شرح صحیح البخاری

۱۱۱

منح الباری

۱۱۲

الافہام لسانی صحیح البخاری من ابہام

۱۱۲

مصایح الجامع الصحیح

۱۱۳

اللامع البصیح بشرح الجامع الصحیح

۱۱۵

الکوکب الساری فی شرح صحیح البخاری

۱۱۵

التلخیص لفہم قاری الصحیح

۱۱۶

المختصر الزیج والمسعی الزیج

۱۱۶

افتتاح القاری الصحیح البخاری

۱۱۶

تکلیف

۱۱۶

شرح صحیح البخاری

۱۱۹

فتح الباری شرح صحیح البخاری

۱۱۹

ہدی الساری مقدمہ فتح الباری

۱۲۱

الاعلام بمن ذکر فی البخاری من الأعلام

۱۲۱

تلخیص التعلیق

۱۲۱

انتقاض الاعتراض

۱۲۳

حافظ ابن حجر عسقلانی کے حالات زندگی

۱۲۷

عمدۃ القاری

۱۲۸

تلخیص ابی الفتح لمقاصد الفتح

۱۲۹

شرح البخاری

۱۲۹

مختصر شرح البخاری للبرہان حلبی

۱۲۹

التوضیح للادوہام الواقعة فی الصحیح

۱۳۰

الدر فی شرح صحیح البخاری

صفحہ نمبر

۱۳۰

شرح البخاری

۱۳۰

الکوثر الجاری علی ریاض البخاری

۱۳۰

شرح صحیح البخاری

۱۳۱

شرح صحیح البخاری

۱۳۱

التوضیح علی الجامع الصحیح

۱۳۲

شرح کتاب الصوم من صحیح البخاری

۱۳۲

ارشاد الساری علی صحیح البخاری

۱۳۳

تحفة الباری بشرح صحیح البخاری

۱۳۳

شرح عدۃ احادیث صحیح البخاری

۱۳۴

شرح صحیح البخاری

۱۳۴

فیض الباری

۱۳۴

بداية القاری فی ختم صحیح البخاری

۱۳۴

فتح الباری

۱۳۵

الخیر الجاری شرح صحیح البخاری

۱۳۵

شرح صحیح البخاری

۱۳۵

ضیاء الساری

۱۳۶

فیض الباری شرح صحیح البخاری

۱۳۶

المختصر علی تحفة الباری

۱۳۶

نور القاری

۱۳۶

شرح علی الاحادیث المشروحة فی کتاب الاخیر

۱۳۶

الفیض الجاری

۱۳۷

الفیض الطاری

۱۳۷

الاعلام بشرح احادیث سید الانام

صفحة نمبر	
۱۳۷	سبحان القاری
۱۳۷	إضالة الدراری
۱۳۸	ضوء الدراری
	شرح علی الاحادیث المشروحة
۱۳۸	فی کتاب الاخیر
۱۳۸	زاد المجد الساری بشرح صحیح البخاری
۱۳۸	نیل الاوطار
۱۳۹	نور الساری
۱۳۹	عون الباری لحل ادلة البخاری
۱۳۹	شرح صحیح البخاری
۱۳۹	شرح صحیح البخاری
۱۳۹	شرح السراج
۱۴۰	شرح صحیح البخاری
۱۴۰	شرح صحیح البخاری
۱۴۰	شرح ابن التین
۱۴۱	شرح ابن المنیر
۱۴۱	المتواری علی تراجم البخاری
۱۴۱	شرح صحیح البخاری
۱۴۱	مجمع البحرین وجواهر البحرین
۱۴۱	غایة التوضیح للجامع الصحیح
۱۴۲	الکوکب الساری فی شرح صحیح البخاری
۱۴۲	شرح صحیح البخاری
۱۴۲	شرح صحیح البخاری

صفحہ نمبر	
۱۲۲	داؤدی
۱۲۳	شرح صحیح البخاری
۱۲۳	شرح صحیح البخاری
۱۲۳	البارع الفصیح فی شرح جامع الصحیح
۱۲۳	بغیة السامع فی شرح الجامع
۱۲۴	معونۃ القاری
۱۲۴	مصباح القاری
۱۲۴	سلم القاری
۱۲۴	شرح صحیح البخاری
۱۲۵	شرح صحیح البخاری
۱۲۵	شرح صحیح البخاری
۱۲۵	شرح صحیح البخاری
۱۲۵	مقدمہ و شرح للکتابین الاولین
۱۲۵	من صحیح البخاری
۱۲۵	الفیض الطاری شرح صحیح البخاری
۱۲۶	شرح صحیح البخاری
۱۲۶	مختصرات و نتجیات صحیح بخاری کی شرح
۱۲۶	کتاب الثلاثیات للبخاری
۱۲۶	شرح لاجمدین محمد العجمی الوفائی -
۱۲۶	شرح للقاری الہروی
۲۷	معلم القاری
۲۷	الفرائد المرویات فی فوائد الثلاثیات
۲۷	العقد الغالی فی حل اشکال صحیح البخاری

صفحہ نمبر

۱۴۷

شرح صحیح البخاری

۱۴۷

التعلیق الفخری

۱۴۸

شرح الشنوائی

۱۴۸

فتح المبدی

۱۴۸

عون الباری

۱۴۹

شرح مختصر البخاری

۱۴۹

حل صحیح البخاری

۱۴۹

صیانتہ القاری عن الخطا فی صحیح البخاری

اشواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات

۱۴۹

الجامع الصحیح

۱۵۰

زبدۃ البخاری

۱۵۰

الالف المختارة

۱۵۰

النور الساری من فیض صحیح البخاری

۱۵۰

بواہر البخاری

۱۵۰

لکوکب الساری فی اختصار البخاری

۱۵۱

مقصر البخاری

۱۵۱

مختصر بعد الحق

۱۵۱

مختصر للنووی

۱۵۱

مختصر صحیح البخاری

۱۵۱

تشریح التفسیر

۱۵۱

شرح تجرید الصحیح للزبیدی

۱۵۲

تحریر علی کتاب العلم من صحیح الامام بخاری

۱۵۲

مختصۃ الباری فی جمع روایات البخاری

صفحہ نمبر

۱۵۲

نکلت

۱۵۲

حاشیہ

۱۵۳

حاشیہ صحیح البخاری

۱۵۳

تعلیقات علی اعراب القاری

۱۵۳

تعلیقہ

۱۵۳

تعلیقہ صحیح البخاری

۱۵۳

تعلیقہ

۱۵۳

تعلیقہ

۱۵۳

تعلیقہ

۱۵۵

تعلیقہ

۱۵۵

کتب تراجم و رجال

۱۵۵

تعلیقات علی البواب البخاری

۱۵۵

شرح تراجم البواب صحیح البخاری

۱۵۵

حل اغراض البخاری المہتمہ

۱۵۴

فی الجمع بین الحدیث والترجمہ

۱۵۴

الاحتفال فی بیان احوال الرجال

۱۵۴

اسماء التابعین

۱۵۷

اسماء رجال الصحیح

۱۵۷

اسامی الرواۃ لصحیح البخاری

۱۵۷

عقد الجمع اللامع المنتقى

۱۵۷

من قعر بحر الجامع

اشارات صحیح البخاری و اسانید

اسماء من روا عنہم بخاری

صفحہ نمبر	
۱۵۷	فیض الباری
۱۵۷	تسبیل القاری
۱۵۸	فضل الباری
۱۵۸	ترجمہ صحیح البخاری
۱۵۸	تیسیر الباری
۱۵۸	ترجمہ صحیح بخاری (انگریزی)
۱۵۸	ترجمہ جامع صحیح البخاری (فرانسیسی)
۱۵۹	غنیمتہ القاری
۱۵۹	الاجوبہ علی المسائل المستغریۃ من البخاری
۱۵۹	التوضیح فی اعراب البخاری
۱۵۹	ترجمان التراجم
۱۶۰	الراموز علی صحیح البخاری
۱۶۰	غریب حدیث البخاری
۱۶۰	تقریب الغریب فی غریب صحیح بخاری
۱۶۰	تیسیر منہل القاری فی تفسیر مشکل البخاری
۱۶۰	ترتیبین العبارة بدون تحیز الاشارة
	تشفیف المسامع لبعض فوائد الجامع
۱۶۱	اد الحواشی الفریدة
۱۶۱	حاشیہ
۱۶۱	عثمانی
۱۶۱	حاشیہ العدة
	حل صحیح بخاری یعنی نسخہ عتیقہ صحیحہ مع
۱۶۱	حل مشکلات و حواشی و جمع نسخ

صفحہ نمبر

۱۴۳

حل صحیح بخاری

۱۴۳

مصابیح الاسلام من حدیث خیر الانام

۱۴۴

رجال الصیحین

۱۴۴

کتاب التعلیل والتجرح لرجال البخاری

الجمع بین الصیحین او تفسیر

۱۴۴

غریب ما فی الصیحین

۱۴۴

تقید المسئل وتمیز المشکل

۱۴۴

کتاب الجمع بین رجال الصیحین

۱۴۴

الجمع بین الصیحین

۱۴۵

کشف مشکل حدیث الصیحین

۱۴۵

المعلم فی ما رواه البخاری علی شرط مسلم

۱۴۵

المنہل الجاری

۱۴۵

غایۃ المرام فی رجال البخاری

الریاض المستطابۃ فی جملۃ من روی فی الصیحین

۱۴۶

من الصحابہ

۱۴۶

رفع الالباس

۱۴۶

القوائد المنتقیات المخرجة علی الصیحین

۱۴۶

قرۃ العین فی اسماء رجال الصیحین

۱۴۶

اطراف الصیحین

۱۴۶

مفتاح صحیح البخاری

۱۴۸

نبراس الساری فی اطراف البخاری

۱۴۸

مفتاح البخاری

۱۴۸

مفتاح کنوز البخاری

صفحہ نمبر

۱۶۸

شرح صحیح البخاری

۱۶۸

شرح صحیح البخاری

۱۶۸

شرح صحیح البخاری

۱۶۹

تیسیر القاری

۱۶۹

منح الباری

۱۶۹

شرح فارسی

۱۶۹

شرح ثلاثیات البخاری

۱۷۰

فصل الباری شرح ثلاثیات البخاری

۱۷۰

العام المنعم الباری بشرح ثلاثیات البخاری

۱۷۰

در الدراری فی شرح رباعیات البخاری

۱۷۰

مفتاح کنوز السنۃ

۱۷۰

مشارق الانوار

۱۷۱

النصیحة فی شرح البخاری

گزارش احوال

صحیح بخاری کی شروح پر گفتگو کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ امام بخاریؒ اور ان کی "الجامع الصحیح" کے بارے میں کچھ واقفیت حاصل کی جائے، اور "واقفیت" کی منزل تک پہنچنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا تعارف پیش کیا جائے۔

حدیث کے مفہوم و مطالب، اہمیت و ضرورت، عہد نبوی، عہد صحابہ اور عہد تابعین، تبع تابعین اور تدوین حدیث کے مختلف مراحل کا ہلکا سا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ آئندہ سطور میں اختصار کے ساتھ امام بخاریؒ کے حالات اور الجامع الصحیح کی تدوین و تالیف اور محاسن و فضائل بیان کیے جاتے ہیں۔

شروح صحیح بخاری کے سلسلے میں گزارش ہے کہ جتنی شروح کے نام میسر آسکے محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ ان کے مصنفین کے اسمائے گرامی کی فراہمی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑی کامیابی عطا فرمائی ہے، اگر میں یہ کہوں کہ کسی زبان میں شروح صحیح بخاری کے اتنے نام یکجا نہیں مل سکتے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔

امام بخاری کی الجامع الصحیح کی شروح مفصل بھی ہیں، متوسط بھی ہیں اور مختصر بھی۔ پھر صحیح بخاری کی مختصرات و منتخبات کی شروح لکھی گئیں۔ بخاری کے تراجم پر بہت کچھ لکھا گیا۔ اس کے اجمال بھی زیر بحث آئے۔ بعض مفصل شروح کے اختصار و مرتب کیے گئے، بخاری کی تعلیقات بھی لکھی گئیں اور پھر علمائے ان کو ہدف بحث ٹھہرایا۔ صحیح بخاری کی مشکلات کی توضیح بھی کی گئی۔ غریب الفاظ کی تشریح ہوئی، بخاری کی توضیحات لکھنے کے بعد اعراب و لغت کے شواہد بھی ضبط تحریر میں لائے گئے۔

مختصر یہ کہ صحیح بخاری کا کوئی علمی، ادبی، صرفی و نحوی، لسانی و لغوی اور فنی گوشہ ایسا نہیں جس پر اہل علم و فن اور اصحاب نقد و نظر نے سیر حاصل بخشیں نہ کی ہوں۔ عربی شرح اور اردو تراجم و شروح کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری کی دو سو سے زائد شرحیں لکھی گئیں۔ ان کتابوں کی موجودگی اس بات کی صریح دلیل ہے کہ اُمت محمدیہ نے اس اہم کتاب کو ہر پہلو سے سمجھنے اور سمجھانے کے لیے انتہائی محنت و انہماک اور بہ درجہ غفلت تحقیق و کاوش سے کام لیا ہے۔ ہر دور اور ہر زمانے میں صحیح بخاری کے پڑھنے اور پڑھانے والے ہزاروں کی تعداد میں موجود رہے ہیں۔ یہ سب کچھ صحیح بخاری کی اہمیت اور رفعت کی غمازی کرتا ہے۔ میں نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ شارحین کی تاریخ وفات کا اندراج کیا جائے۔ بعض مقامات پر تاریخ وفات کے اختلاف کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ البتہ بعض شارحین کی تاریخ وفات نہیں مل سکی۔ چند شارحین کے مختصر سے حالات بھی قلم بند کر دیے گئے ہیں۔ البتہ حافظ ابن حجر کے حالات ذرا طویل ہو گئے ہیں۔ اسم کی وجہ یہ ہے کہ وہ "فتح الباری" جیسی اہم اور ضخیم شرح کے مصنف ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

پہلا باب

تعارفِ حدیث

حدیث

لغت میں حدیث کے معنی خبر، گفتگو، بات چیت، قصہ کہانی، نئی چیز اور زبانی روایت کے ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کے لیے ”أَحْسَنُ الْحَدِيثِ“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

ان احسن الحدیث کتاب اللہ ﷺ

اس کے علاوہ قرآن حکیم میں حدیث کا لفظ متعدد جگہ پر استعمال ہوا ہے۔

إِنَّ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ مِنْهُدًى بِهَذَا الْحَدِيثِ اسْقَاهُ (الکہف: ۶)

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا (زمر: ۲۳)

خدا نے کتاب (قرآن) کی صورت میں نہایت اچھی باتیں نازل فرمائی ہیں۔

اسلامی اصطلاح میں حدیث سے مراد وہ علم ہے، جس میں رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے اقوال و اعمال اور احوال و تقریرات سے بحث کی گئی ہو۔ تقریر سے مراد

وہ افعال و اعمال ہیں جو آنحضرت ﷺ کے سامنے کیے گئے تھے اور آپ نے انھیں جائز

ٹھہرایا یا رضامندانہ سکوت اختیار فرمایا۔ حدیث کے مفہوم میں صحابہ کرام کے وہ اقوال

بھی شامل ہیں جن میں کسی صحابی نے یہ بتایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو کوئی کام کرتے دیکھا یا

۱۔ کتب لغات، تحت مادہ ح د ث

۲۔ صحیح البخاری، کتاب ۷۸، باب ۷۵

کچھ فرماتے سنا بالفاظِ دیگر سنت کے بیان کو حدیث کہتے ہیں۔^۳

حدیث کی شرعی اہمیت

شریعتِ اسلام کے دوسرے حصے ہیں، ایک قرآن مجید اور دوسرا حدیثِ نبویؐ۔ قرآن مجید کی توضیح و تشریح اور احکامِ الہی کی تفصیلات کو سمجھنے کے لیے حدیث کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ قرآن مجید کو اساسی قانون کی حیثیت حاصل ہے اور حدیثِ قانونِ ثانوی ہے۔ تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیثِ حجتِ شرعی ہے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اتباعِ رسولؐ اور ایمان بالرسولؐ کا حکم دیا ہے۔ جب تک حدیثِ ہمارے سامنے نہ ہو ہم رسولِ کریمؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے عمدہ برائیاں نہیں ہو سکتے۔

قرآن اور تمسک بالسنتہ

۱۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (الحجرات: ۱۵)
مومن تو وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔

۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ (الانفال: ۲۰)
اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو۔

۳۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا (المائدہ: ۹۲)
خدا کی فرماں برداری اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور ڈرتے رہو

۴۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء: ۸۰)

جو شخص رسول کی فرماں برداری کرتا ہے، اس نے بے شک خدا کی فرماں برداری کی۔

۵۔ وَمَا أَسْكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر: ۷)

(الحشر: ۷)

جو چیز تم کو پیغمبر سے وہ لے لو، جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔

(النور: ۵۴)

۶ - اِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا

اگر تم رسول کی اطاعت کرو گے تو سیدھی راہ پاؤ گے۔

ان تمام آیات سے یہی آشکارا ہے کہ رسول کریم کی اطاعت اور فرمانبرداری لازمی ہے اور ان کے حکم کو اللہ کے حکم کی طرح تسلیم کرنا فرض ہے۔ رسول کریم کا ہر ہر نطق اور ہر فرمان و عمل فرمانِ خدا کی طرح واجب اللطاعت بلکہ عین فرمانِ خدا ہے۔ جیسے کہ ارشادِ ربانی ہے:-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وُحْيٌ يُوحَىٰ ۗ (النجم: ۳، ۴)

رسول خدا خواہش نفس کی بنا پر منہ سے بات نہیں نکالتے، یہ قرآن حکیم خدا ہے جو ان کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تردید و تحریف کرنا عین قرآن کی تردید و تحریف کے مترادف اور صریح کفر ہے۔ خلیب عجاج رقم طراز ہیں۔

فتقبل المسلمون السنة من الرسول الله صلى الله عليه وسلم كما تقبلوا القرآن الكريم استجابةً لله ورسوله، لانها المصدر الثاني للتشريع بعد القرآن الكريم يشهادة الله عز وجل ورسوله -

مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اسی طرح قبولیت کا مستحق گردانا جس طرح کہ اللہ اور رسول کے حکم کو مانتے ہوئے مستحق قبولیت گردانا تھا۔ اس لیے کہ اللہ اور اس کے رسول کی شہادت کے مطابق سنت رسول قرآن کے بعد شریعت اسلامی کا دوسرا ماخذ ہے۔

حدیث و سنت کے بغیر قرآن مجید کا سمجھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ حدیث قرآن کی توضیح و تشریح کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر نماز کو فرض قرار دیا، لیکن نماز کے اوقات، ارکان اور رکعات کا تعین قرآن میں نہیں ملتا، اس کی تمام تفصیلات و کیفیات کی وضاحت حدیثِ رسول سے ہوئی۔ رسول کریم نے فرمایا:

۱۰ السنة قبل التدوين، محمد عجاج الخلیب، ص ۲۴، ۲۵

صلوا كما دار ايتمونى اصلى ﷺ

یعنی تم اسی طرح نماز پڑھو، جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔
اسی طرح اللہ نے حج فرض کیا، لیکن حج کے مناسک کا قرآن میں ذکر نہیں ملتا۔
رسول کریم ﷺ نے حج کی کیفیت و مناسک کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا:
خذوا و اعنی مناسککم ﷺ

مناسک حج مجھ سے سیکھو۔

اللہ نے زکوٰۃ فرض کی، لیکن قرآن میں نصاب کا تعین اور مقدار زکوٰۃ کی وضاحت
نہیں کی گئی۔ زکوٰۃ کا نصاب اور مقدار زکوٰۃ کا تعین رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔
قرآن مجید میں ہے:-

وَالسَّادِقُ وَالسَّادِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (المائدہ: ۳۸)

آیت میں قطع ید یعنی ہاتھ کاٹنے کی خاص جگہ کی قید نہیں۔ اور ہاتھ کا اطلاق کف،
ساعد اور ذراع پر ہوتا ہے۔ و لكن السنة قیدت القطع بان يكون من الرسغ
سنت نے قید لگادی کہ قطع ید پہنچے سے ہوگا۔

رسول کریم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا؛ حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

أَتَى بَسَادِقِي فَقَطَع يَدَهُ مِنْ مَفْصَلِ الْكَفِّ ﷺ

رسول کریم ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا، آپ نے اس کا ہاتھ پہنچے سے کاٹ دیا۔
مختصر یہ کہ حدیث درحقیقت قرآن کی تفسیر ہے، قرآن مجید کے اجمالی احکام کی تفصیل و
تشریح حدیث بیان کرتی ہے، قرآن کے قواعد کلیہ کی تفصیلی جزئیات حدیث مہیا کرتی
ہے، قرآن مجید کی طرح حدیث و سنت بھی نص شرعی ہے اور تمام فرقوں کے نزدیک

۱۔ صحیح بخاری طبع دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ ص ۱۲۵، ۱۲۶

۲۔ صحیح مسلم ص ۹۴۳ حدیث ۳۱۰ ج ۲ طبع مصر،

۳۔ السنۃ قبل التدریس: عجاج خطیب ص ۲۶

واجب العمل ہے۔

آنحضرتؐ نے اپنے مشہور صحابی حضرت معاذ بن جبلؓ کو حاکم بنا کر من بھیجا تو پوچھا، تم کیسے فیصلے صادر کرو گے؟ انھوں نے عرض کیا: قرآن مجید کی روشنی میں۔ آپؐ نے فرمایا اگر کسی معاملے میں قرآن خاموش ہو تو پھر کیا کرو گے؟ عرض کیا، رسول کریمؐ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطابؓ نے قاضی شریح کو لکھا کہ جو مسئلہ قرآن میں موجود ہے، اس کے متعلق کسی سے نہ پوچھو اور جو قرآن میں موجود نہیں، اس کے متعلق سنت نبویؐ کی اطاعت کرو۔

سنت کی اہمیت زبان پیغمبر میں

۱۔ عبد اللہ بن عمرؓ رضی عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا:

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتہ بہما کتاب اللہ وسنتیؐ
میں تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تم ان پر عمل کرتے رہو گے،
گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ دو چیزیں ہیں۔ قرآن مجید اور میری سنت۔

۲۔ من رغب عن سنتی فلیس منیؐ

جس نے میری سنت سے اعراض کیا، اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

۳۔ من احب بسنتی فقد احببنیؐ

جس نے میری سنت کو محبوب جانا، اس نے مجھے محبوب جانا۔

۱۔ فصول فی اصول التشریح الاسلامی: ص ۳۰

۲۔ فصول فی اصول التشریح الاسلامی: سلیمان ص ۳۰

۳۔ موطا امام مالکؒ

۴۔ متفق علیہ

۵۔ ترمذی

۴ - نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاَهَا وَإِذَا هِيَ حَتَّى يُؤَدِّيَهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا ۞

اللہ اسے خوش رکھے، جس نے میری بات سنی، پھر اسے یاد رکھا اور اس شخص تک پہنچایا، جس نے میری بات کو نہیں سنا تھا۔

۵ خیر الہدیٰ ہدیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۞

بہترین ہدایت وہی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔

۶ - من اجبا سنة من سنتي قد اُميتت بعدئذ فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شيئاً ۞

جس نے میرے بعد میری مردہ سنت کو زندہ کیا، اس کو اتنا ہی اجر ملے گا، جتنا اس شخص کو ملے گا، جس نے اس پر عمل کیا، اس کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

۷ - عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين ۞

تم میری سنت اور خلفائے راشدین کے طریق عمل کو اپنائے رکھو۔

۸ - رسول كريم صم نے عام حکم فرمایا:

يلبلغ الشاهد الغائب قرب مبلغ اوعى من سامع ۞

چاہیے کہ حاضر میری باتیں اس شخص کو پہنچادے جو غائب ہے، بسا اوقات سنتے والا سنانے والے سے زیادہ ذہین ہوتا ہے۔

۹ - ساتھ ساتھ ترہیب و تنبیہ بھی کی ہے:-

من كذب علي متعمداً فليتبوا مقعده من النار ۞

جس نے مجھ پر جھوٹ بولا، اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

۱۰ - معرفتہ علوم الحدیث: امام حاکم ص ۲۷ ۱۱ - مشکوٰۃ المصابیح ص ۸۹۴

۱۲ - ترمذی، ابن ماجہ ۱۳ - باب الاعتصام بالسنة الفتح الرباني، مسند احمد
۱۴ - بتبویہ جدیدہ: ۱۸۸ ۱۵ - متفق علیہ ۱۶ - بخاری کتاب العلم باب ۳۸

سنت کی اہمیت علمائے حدیث کے نزدیک

- ۱۔ امام اوزاعیؒ بیان کرتے ہیں:

ان السنة جاءت قاضية على الكتاب ولم يجئ الكتاب قاضياً على السنة
سنت رسول، قرآن مجید کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے، قرآن مجید، سنت
کے بارے میں فیصلہ نہیں کرتا۔
- ۲۔ یحییٰ بن کثیرؒ کا بیان ہے:

السنة قاضية على القرآن وليس القرآن بقاضٍ على السنة
سنت قرآن پر قاضی ہے، قرآن سنت پر قاضی نہیں۔
- ۳۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں:

لولا السنة ما فهم أحدٌ منّا القرآن
اگر سنت نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی شخص قرآن کو نہ سمجھ پاتا۔

جمع و تدوین حدیث

عہدِ نبوی میں کتابت حدیث

عہدِ نبوی میں حفاظت حدیث کے دو طریقے تھے۔ ایک حافظ اور دوسرا آیت عربوں کا حافظ بہت اچھا تھا اور ان کے ہاں اکثر قوتِ حافظہ سے کام لیا جاتا تھا۔ کتابت کا رواج بہت کم تھا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کا رواج عام کر دیا تھا۔

حضرت نبی کریمؐ کی حدیثیں اکثر و بیشتر زبانی یاد رکھی جاتی تھیں۔ ابتدائے نزول

۱۔ معرفتہ علوم الحدیث: حاکم ص ۶۵

۲۔ دارمی

۳۔ کتاب المیزان: امام شعرانی ص ۵۲

قرآن میں آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا کہ سوائے قرآن کے اور کوئی چیز نہ لکھی جائے۔ حدیث میں آپؐ کے الفاظ یوں ہیں:

لَا تَكْتُبُوا عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ - ۱۵

قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ نہ لکھو۔

اس کا مقصد یہ تھا کہ آغاز وحی میں قرآن مجید کے ساتھ کوئی اور چیز شامل نہ ہونے پائے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قرآن اور غیر قرآن کا شعور پیدا ہو گیا تو آپؐ نے کتابت حدیث کی اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ آپؐ نے بعض احادیث خود لکھوا کر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے ذاتی علم اور یادداشت کے لیے حدیثیں لکھیں؛ مثلاً ۱۔ مکہ معظمہ میں قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے قبیلہ بنو لیت کا ایک آدمی مارڈالا آنحضرتؐ کو خبر ملی تو آپؐ نے مکہ مکرمہ کی عزت و حرمت نیز اس میں قتل و قتال کی ممانعت سے متعلق ایک خطبہ دیا۔ حاضرین میں سے ایک یمنی شخص ابو شاہ نے یہ عرض کیا کہ مجھے یہ باتیں لکھوادیں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

اَلْكِتَابُ لِابْنِ شَاهٍ ۱۶

یہ باتیں ابو شاہ کے لیے لکھ دو۔

۲۔ آنحضرتؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک صحیفہ یعنی مختصر رسالہ لکھوایا، اس میں مدینے ماحرم ہونا، ذمیوں کے احکام، غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے کی حرمت، زمینوں کے نشانات و علامات کی چوری، والدین کو برا کہنے پر لعنت اور دیگر مسائل مرقوم تھے۔

۱۵ صحیح بخاری میں باب کتاب العلم یعنی لکھنے کی اجازت کا ذکر تو ہے لیکن لکھنے کی ممانعت یا کراہت کا کوئی باب نہیں۔

۱۶ صحیح بخاری ج ۱ - ص ۳۲ - صحیح مسلم ج ۱ - ص ۴۳۹ - بحوالہ صحیفہ ہمام بن منیہ: ۱۰۰
۱۷ الکتر حمید اللہ ج ۳ - صحیح مسلم ج ۲ - ص ۴۴۲

۳۔ حضرت رسول کریمؐ نے حضرت رافع بن خدیج کو اپنی تمام حدیثیں لکھنے کی اجازت دی۔ ۱۷

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو بھی آنحضرتؐ نے اپنی تمام حدیثیں لکھنے کی اجازت دی تھی۔ ۱۷

تاریخی دستاویزات

اس کے علاوہ آپؐ نے کئی تاریخی دستاویزات لکھوائیں جن کا ذکر کتب احادیث میں موجود ہے۔

۱۔ آنحضرتؐ نے صلح حدیبیہ کی شرائط لکھوا کر سہیل بن عمرو کو دی تھیں اور ایک نقل اپنے پاس رکھی تھی۔ ۱۷

۲۔ یہود مدینہ سے جو معاہدہ ہوا تھا آپؐ نے اُسے لکھوایا۔ ۱۷ یہود خیبر کو ایک مقتول صحابیؓ کا لٹون بہا ادا کرنے کی تحریر آپؐ نے بھیجی تھی۔ ۱۷

۳۔ رسول کریمؐ نے مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کو خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔

۴۔ آپؐ نے اپنی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے مختلف علاقوں کے حکام کے پاس بھیجنے کے لیے مسائل زکوٰۃ لکھوا کر ایک جگہ جمع کر دیے تھے۔ احادیث میں اسی نوشتے کا نام "کتاب الصدقة" مرقوم ہے۔ یہ کتاب حضرت عمرؓ کے خاندان میں عرصے تک رہی۔ ۱۷

۱۷ منتخب کنز العمال ج ۴۔ ص ۵۸، مجمع الزوائد ج ۱۔ ص ۶۰۔

۱۸ مسند احمد ج ۲۔ ص ۴۰۳، الاستیعاب بحاشیہ اصابہ ج ۲۔ ص ۳۴۷۔

۱۹ صحیح بخاری ج ۱۔ ص ۲۵۳، مسلم ج ۲۔ ص ۱۰۴،

۲۰ سیرۃ ابن ہشام ج ۱۔ ص ۱۷۸

۲۱ صحیح بخاری ص ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲

۲۲ سنن ابی داؤد۔

آپ نے اپنے آخری عہد میں حدیثوں کی ایک عظیم الشان اور ضخیم تحریر تیار کر کے حضرت عمرو بن ہزیم رضی اللہ عنہما کی معرفت اہل یمن کو بھیجوائی تھی۔ اس میں تلاوت قرآن، نماز، زکوٰۃ، طلاق، عتاق، قصاص، خون بہا، نیز فرائض و سنن اور کثیرہ گناہوں کی تفصیلات درج تھیں۔ یہ امام ابن قیم رحمہ نے "زاد المعاد" میں اس کی بابت لکھا ہے کہ یہ ایک عظیم الشان نوشتہ تھی، اس میں بہت سے شرعی اور فقہی مسائل و احکام درج تھے۔

عہد نبوت کے مکتوبہ صحیفے

۱۔ صحیفہ سعد بن عبادہ رضی

امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صحیفہ تھا اس میں رسول کریم کی احادیث اور سنن درج تھیں۔ یہ ان کے بیٹے نے اس صحیفے سے روایت بیان کی۔ ۳

۲۔ صحیفہ سمرہ بن جندب رضی

(۶۰ھ) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بھی حدیثیں جمع کیں، جو ان کے بیٹے سلیمان بن سمرہ کو وراثت میں ملیں۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ سلیمان نے اپنے باپ کے حوالے سے ایک بڑا رسالہ روایت کیا ہے۔ ۴ اور ابن سیرین کہتے ہیں ۵ کہ سمرہ نے اپنے بیٹوں کے لیے جو رسالہ لکھا اس میں علم کا عظیم ذخیرہ موجود ہے۔ ۶

۱۔ نسائی ص ۲۷، ۲۸ - جامع بیان العلم ج ۱ - ص ۷۱، تاریخ بغداد ج ۸ - ص ۲۲۸

۲۔ سنن ترمذی کتاب الاحکام باب الیمین امع الشاہد

۳۔ علوم الحدیث: صبحی الصالح ص ۲۴

۴۔ تہذیب التہذیب: ابن حجر ج ۲ - ص ۱۹۸

۵۔ محمد بن سیرین بصری جن کی کنیت ابو بکر تھی، بصرہ میں اپنے عہد کے امام تھے۔

۶۔ ۱۱ھ میں فوت ہوئے۔ تہذیب التہذیب ج ۹ - ص ۲۱۴، تہذیب التہذیب ج ۴ - ص ۲۳۶

۳۔ صحیفہ جابر بن عبد اللہ رضی

(۸۷ھ) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی کے پاس بھی ایک صحیفہ لکھا ہوا تھا۔ امام مسلمؒ بیان کرتے ہیں کہ اس میں مناسک حج کے متعلق احادیث درج تھیں۔ ۱۷۰ ان کی احادیث کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چالیس ہے۔ ۱۷۰

۴۔ الصحیفۃ الصادقہ

یہ مشہور ترین صحیفہ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی نے رسول کریمؐ کی اجازت سے اس میں بہت سی احادیث لکھی تھیں۔ ۱۷۰ ابن الاثیر کے قول کے مطابق یہ صحیفہ ایک ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ ۱۷۰

۵۔ صحیفہ عبد اللہ بن عباس رضی

(۶۹ھ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی کے پاس رسول کریمؐ کی سنت اور سیرت کے متعلق الراجح پر بہت کچھ لکھا ہوا تھا اور مجالس علم میں وہ اس صحیفے کو اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ ۱۷۰ ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث ان سے مروی ہیں۔ ۱۷۰

۶۔ صحیفہ ابوہریرہ رضی ہمام بن منبہ کے لیے

حضرت ابوہریرہ رضی (۵۸ھ) کے پاس حدیث نبویہ کے بہت سے نوشتے تھے جنہیں ہمام بن منبہ تابعی نے جو ان کے شاگرد تھے، ان سے روایت کیے۔ ۱۷۰ حضرت ابوہریرہ سے مروی احادیث کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوبتر ہے۔

۱۔ علوم الحدیث ص ۲۶۔

۲۔ فتح المغیث ص ۳۷۹۔

۳۔ علوم الحدیث، صبحی الصالح ص ۲۷۔

۴۔ اُسْدُ الغَابِیہ: ابن الاثیر ترجمہ عبد اللہ بن عمر ج ۳ ص ۲۳۲۔

۵۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۲۳۔

۶۔ فتح المغیث ص ۳۷۹۔

۷۔ علوم الحدیث: صبحی الصالح ص ۳۱۔

عہدِ تابعین و تبع تابعین

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین میں تو حدیث لکھنے کا رواج عام ہو گیا تھا۔ موی غلیقہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کی تحریک کی اور امام ابن شہاب زہریؒ نے ان کے حکم سے ایک مبسوط کتاب تالیف کی۔ تابعین کے بعد تبع تابعین نے احادیث یاد رکھی اور انھیں صحیفوں میں قلم بند بھی کیا۔ اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت قتادہؒ

حضرت قتادہؒ مشہور تابعی ہیں۔ خود ان کا بیان ہے کہ جو چیز میرے کان میں پڑ جاتی وہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جاتی۔

امام زہریؒ

مشہور مدون حدیث اور قوی الحافظ امام ہیں۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ میں نے جو حدیث بھی کسی محدث سے سنی وہ ہمیشہ کے لیے میرے ذہن میں محفوظ ہو گئی۔ یہ دو ہزار دو سو حدیثوں کے حافظ تھے۔

محدثین کا اہتمام

ائمہ حدیث نے بڑی محنت، عرق ریزی اور جانفشانی سے احادیث کی اسناد اور متن میں چھان بین اور تحقیق کے بعد کتابیں تیار کیں، محدثین کی تالیف و تصنیف کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ چند محدثین کے اسمائے گرامی ملاحظہ ہوں۔

امام مالکؒ

امام مالک ضبط حدیث اور تدوین حدیث میں مشہور ہیں۔ امام ترمذی لکھتے ہیں کہ

۱۔ جامع ترمذی کتاب العلیل ص ۲۴۴

۲۔ مذکرۃ الحفاظ ج ۱۔ ص ۱۰۳، ۱۰۶

اس قدر احتیاط و صحت کے ساتھ احادیث کو ضبط فرماتے کہ ب اور ت کا فرق نہ ہونے پاتا۔ ان کی کتاب "الموطا" مشہور عالم کتاب ہے۔ وہ امام زہری اور امام نافع جیسے کبار حفاظ کے شاگرد ہیں۔ موطا امام مالکؒ میں پانچ چھ سو کے قریب احادیث درج ہیں۔ ۱۰

عبد اللہ بن مبارکؒ

احادیث نبویہ کے حافظ تھے اور کتاب میں بھی احادیث قلم بند کرتے تھے۔ یہ یحییٰ بن معینؒ اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ ائمہ کبار کے شیخ ہیں۔ بیس ہزار حدیثوں کے باختلاف طرق حافظ تھے۔ ۱۱

امام وکیعؒ

مشہور حافظ الحدیث، محدث عراق و صاحب کتاب ہیں۔ ۱۲

سفیان ثوریؒ

بڑے قوی المحافظ امام، سید الحفاظ، محدث کبیر ہیں۔ ۱۳ فرماتے ہیں: جو کچھ اپنے سینے میں رکھ لیا۔ سینے نے اس میں کبھی خیانت نہیں کی۔ باختلاف طرق تیس ہزار احادیث کے حافظ تھے۔ ۱۴

امام احمد بن حنبلؒ

ان کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہے۔ احادیث نبویہ کے عالم اور حافظ تھے۔ ساڑھے سات لاکھ احادیث سے ان کا انتخاب "مسند امام احمد بن حنبل" کے

۱۰ الموسویٰ شرح موطا ص ۱۰ -

۱۱ تذکرہ الحفاظ ذہبی ج ۱ - ص ۲۵۴، ۲۵۵

۱۲ تذکرہ الحفاظ ج ۱ - ص ۳۸۳

۱۳ فتح المغیث ص ۲۵۳

۱۴ تذکرہ الحفاظ ج ۱ - ص ۱۹۱، ۱۹۲

نام سے دُنیا ئے اسلام میں دائمی مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ بقولِ امام ابو زر عہ ۲؎ یہ
دوسرا لاکھ احادیث کے باختلاف طرق حافظ تھے۔ ۱۰

امام بخاری ۲؎

آپ کے حفظِ حدیث اور تصنیف صحیح پر غلغلہ تحسین سارے عالم میں بلند ہے۔
آپ نے صحیح بخاری کو چھ لاکھ احادیث میں سے منتخب کیا۔ اپنی جامعیت اور تنوع کے
اعتبار سے یہ کتاب بے مثل سمجھی جاتی ہے۔

دوسرا باب

امام بخاری کے حالات زندگی

نام و نسب

محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، امام المحدثین اور امیر المؤمنین فی الحدیث ان کا لقب ہے۔ امام سبکی رحمہ نے امام بخاریؒ کو امام المسلمین و قدوة الموحدين و شیخ المؤمنین و المعول علیہ فی حدیث، سید المرسلین و حافظ نظام الدین کے پُر افتخار القاب سے یاد کیا ہے بلکہ ابن العباد نے ان کے لیے ”الامام حبر الاسلام صاحب الصحیح، امام عالی الشان و المقتدی بہ فیہ و المعول علی کتابہ بین اہل الاسلام کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ۱۷

امام بخاری کا شیخہ نسب یہ ہے: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن ابی برد ذبیہ بن بَدِذِیة - آخر کے دو ناموں سے امام بخاری عجمی النسل معلوم ہوتے ہیں۔ بَرْدِذِیة کے معنی محدثین نے کسان کے بتائے ہیں۔ صرف علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں بَرْدِذِیة کے والد کا نام بَدِذِیہ لکھا ہے۔ ان کے سوا دوسرے تذکرہ نویس امام بخاریؒ کے نسب نامے کو بَرْدِذِیة تک پہنچا کر ختم کر دیتے ہیں۔ بعض مورخین برد ذبیة کی بجائے امام بخاریؒ کے پردادا کا نام اَحْنَفُ بیان کرتے ہیں۔ ۱۸

۱۷ طبقات شافعیہ: سبکی ج ۱، ص ۲ ۱۸ شدات الذہب، ج ۲، ص ۱۳۴

۱۹ البرود ذبیة سبکی نے اس کو ضبط کیا ہے۔ طبقات شافعیہ: ج ۲، ص ۱

۲۰ احنف بن قیس عربوں میں ایک بہت عقل مند انسان ہو گا رہا ہے۔ جب لوگ کسی کو بہت زیادہ عقل مند پاتے تو اسے احنف کہتے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ برد ذبیة نہایت عقل مند تھا، اسی وجہ سے لوگ اسے احنف کہتے ہوں گے۔ لیکن اصل نام بَرْدِذِیة تھا۔

الاحنف رجل مشہور بالعقل فضر بہ مثل (حاشیہ دارمی)

یعنی احنف عقل و فہم میں اس قدر مشہور تھا کہ لوگ اس کو بطور مثال بیان کرتے تھے۔

امام بخاریؒ کے پردادا مغیرہ نے حاکم بخارا یمن جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور بخارا میں سکونت پذیر ہوئے اور اس وقت کے اسلامی دستور کے مطابق ان کی "نسبتِ ولا" جعفی کی طرف ہوئی۔

جس شخص کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام قبول کرتا، اس کی نسبتِ ولا اسی کی طرف کی جاتی تھی۔ یعنی ان کی طرف جعفی کی نسبتِ ولا اس بنا پر ہوئی۔

خاندان

امام بخاریؒ کے والد کا نام اسماعیل، کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ بڑے پایہ کے محدث تھے۔ یہ امام مالکؒ کے تلمیذ اور ان کے صحبت یافتہ تھے۔ افسوس ابوالحسن اسماعیل کی کسی تصنیف کا پتہ نہ چل سکا۔

اسماعیل نے حماد بن زید، امام مالکؒ، ابو معاویہ اور دیگر اعیانِ زمانہ سے حدیثیں روایت کیں۔ یہ عبداللہ بن مبارک کی صحبت اور تربیت میں بھی رہے۔ اہل عراق اور احمد بن حفص اور نصر بن الحسین وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔

علامہ اسماعیل بڑے پاکباز، صالح اور متقی بزرگ تھے۔ احمد بن حفص بیان کرتے ہیں کہ وفات کے وقت میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس وقت انھوں نے فرمایا کہ میں اپنے حاصل کردہ مال میں ایک درم بھی مشتبہ نہیں پاتا۔ احمد بن حفص کہتے ہیں:

فتصا غرت الی نفسی عند ذالک

یعنی یہ دُمن کر میں نے اپنے دل میں نہایت ندامت محسوس کی۔

امام بخاریؒ میں علاوہ دیگر فضائل و محاسن کے ایک خوبی یہ تھی کہ باپ بیٹا دونوں محدث اور صاحبِ فضل تھے۔ یہ فخر اہل اسلام میں محدودے چند لوگوں کو حاصل ہوا۔

۱۔ ضحیٰ الاسلام: ج ۲- ص ۱۱۰

۲۔ طبقات شافعیہ: ج ۲- ص ۳

امام بخاریؒ کی والدہ بڑی عبادت گزار اور خدارسیدہ خاتون تھیں۔ خدا سے دُعا کرنا، رونا، عاجزی کرنا ان کا خاص امتیاز تھا۔ امام بخاریؒ کی آنکھیں صفرسنی میں خراب ہو گئی تھیں اور ابطاً علاج سے عاجز آگئے تھے۔ امام بخاریؒ کی والدہ نے حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ تمہارے رونے اور دُعا کرنے سے تمہارے بیٹے کی آنکھیں خدا نے درست کر دی ہیں۔ یہ واقعہ غنجانے نے تاریخ بخارا میں اور لاسکانی نے شرح السنہ میں باب کرامات الاولیاء میں بیان کیا ہے۔ ۱۷۷

وہ کہتی ہیں کہ جس شب کو میں نے خواب دیکھا، اس کی صبح کو میرے بیٹے (محمد) کی آنکھیں درست ہو گئیں اور بصارت عود کر آئی۔ ۱۷۸ بصارت عود کرنے کے بعد بینائی کی قوت کا یہ حال تھا کہ چاندنی راتوں میں تاریخ کبیر کا مسودہ تیار کیا۔

ولادت

امام بخاریؒ خراسان کے مشہور و معروف شہر بخارا میں نماز جمعہ کے بعد ۱۳ شوال ۱۹۲ھ (۶۸۱۰) میں پیدا ہوئے۔ ۱۷۹

۱۷۹ طبقات شافعیہ: ج ۲ - ص ۲

۱۸۰ تسہیل القاری: مولانا وحید الزماں ص ۱۰۔ مقدمہ فتح الباری ج ۲ - ص ۱۹۳

۱۸۱ تاریخ بغداد: ج ۲ - ص ۱۰ (ترجمہ جامع صحیح البخاری محمد منیر یہ دمشق ص ۳) علامہ سبکی کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کی بصارت دومرتبہ ضائع ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ بچپن میں اور دوسری مرتبہ طالب علمی کے زمانے میں، جب ان کو دھوپ اور شدت گرمی میں اکثر سفر کے مواقع پیش آئے۔ چنانچہ اس طالب علمی کے زمانے میں جب وہ خراسان پہنچے تو کسی نے بتایا کہ سرکے بال منڈوا کر سر پر گل خطمی کا ضما د لگائیں، یہ تدبیر کارآمد ثابت ہوئی اور بینائی لوٹ آئی۔ (طبقات کبریٰ ص ۱۲)

۱۸۲ تسہیل القاری: مولوی وحید الزماں: ص ۱، ترجمہ صحیح البخاری منیر یہ -

ترتیب و تعلیم

علامہ قسطلانی نے امام بخاریؒ کی تربیت کے سلسلے میں کسی محدث کا یہ نہایت جامع جملہ نقل کیا ہے۔

فَقَدَرْنَا فِي حَجْرِ الْعِلْمِ حَتَّى دَبَّادَرْتَصَعْنَا نَدَى الْفَضْلِ فِطَامُهُ عَلِي

هَذَا -

یعنی انھوں نے علم کی گود میں پرورش پائی اور مادرِ علم و فضل کا دودھ پیا اور اسی پر فطام واقع ہوا۔

بچپن میں والد کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ جانے کی وجہ سے امام بخاریؒ کی پرورش و تربیت کی متکفل ان کی والدہ ہوئیں۔ وہ کمزور جسم کے تھے، نہ دراز قامت نہ کوتاہ بلکہ درمیانہ قد کے تھے۔

وراق کتے ہیں: میں نے امام بخاریؒ سے پوچھا کہ آپ کے دل میں جس وقت حفظ حدیث کا شوق دامن گیر ہوا، اس وقت آپ کی عمر کیا تھا؟ فرمایا: عَشْرَ سِنِينَ أَوْ أَقَلَّ - (یعنی دس سال یا اس سے بھی کم) اسی عمر سے وہ محدثین کے حلقہ درس میں شامل ہونے لگے۔ ضحیٰ الاسلام میں احمد امین لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے حفظ حدیث دس سال کی عمر میں شروع کی اور جب وہ سولہ برس کے ہوئے تو ان کو وکیع اور ابن مبارک کی کتابیں حفظ تھیں، اور یہ دونوں مشہور محدث تھے۔

ابتداءً تحصیل علم میں ایک روزیہ واقعہ پیش آیا کہ علامہ داخلی (محدث بخارا) حسب معمول درس دے رہے تھے، امام بخاریؒ بھی درس میں شامل تھے۔ علامہ داخلی نے ایک حدیث کی سند یوں پیش کی: "سَفِيَانُ عَنْ أَبِي الزَّبَيْرِ عَنِ ابِرَاهِيمَ" امام بخاری

۱۔ تاریخ بغداد ج ۲- ص ۶

۲۔ ترجمہ جامع صحیح البخاری منیر ص ۴

۳۔ ضحیٰ الاسلام: ج ۲- ص ۱۱۰

نے عرض کیا: ان ابا الزبیرؓ پر کم یرو عن ابراہیم یعنی ابو زبیر نے ابراہیم سے روایت نہیں کی ہے۔ امام بخاریؒ کا مطلب یہ تھا کہ حدیث کی سند میں آپ غلطی کرتے ہیں، اس سے علامہ داخلی چونک پڑے اور برہم ہی کے ساتھ کچھ ڈانٹ کے الفاظ فرمائے۔ امام بخاریؒ نے تہایت متانت سے عرض کیا: "اگر آپ کے پاس اصل ہو تو اس کی طرف مراجعت فرمائیں۔" علامہ داخلی گھر تشریف لے گئے اور اصل کو ملاحظہ فرمایا تو امام بخاریؒ کا ٹوکنا تسلیم کر لیا اور اپنی غلطی پر متنبہ ہوئے۔ لیکن سند کی تصحیح باقی رہ گئی تھی۔ منصف مزاج محدث نے براہ انصاف یا یوں کیسے کہ امتحاناً اس سند کی تصحیح کا سوال امام بخاریؒ ہی پر پیش کر دیا۔ گھر سے باہر آ کر فرماتے ہیں: کیف ہو یا غلام؟ لڑکے صحیح سند کس طرح ہے؟ امام بخاریؒ نے برجستہ عرض کیا صحیح سند یوں ہے:

"الزبیر و هو ابن عدی عن ابراہیم۔" علامہ داخلی نے قلم لے کر کتاب کی تصحیح کر لی اور فرمانے لگے لڑکے تمہاری بات صحیح تھی، غلطی میری تھی۔ اس وقت امام بخاریؒ کی عمر گیارہ برس کی تھی۔

جس طرح امام بخاریؒ کے دل میں دس برس کی عمر سے حفظ حدیث کا شوق پیدا ہوا اور ہمیشہ ترقی کرتا گیا۔ اسی طرح اس کے ساتھ ہی یہ شوق بھی نشوونما پاتا گیا کہ صحیح حدیثوں کو غیر صحیح سے الگ کریں، حدیثوں کے علل کو پہچانیں، رواۃ حدیث کے حالات سے واقفیت پیدا کریں، ان کی عدالت، قوت، ضبط، دیانت، صدق، طرز معاشرت، جائے سکونت، سن وفات، ملامت و تقاد وغیرہ سے کامل آگاہی حاصل کریں، سلسلہ روایات کو ایک دوسرے سے ملا کر ان کی جانچ پڑتال کریں اور ان کے اتصال و انقطاع پر عبور حاصل کریں۔ فنون حدیث کو درجہ تکمیل تک پہنچائیں، حدیثوں سے مسائل کا استنباط کریں اور آیات قرآنیہ کو احادیث پر تطبیق دیں۔ غرض ان امور کی طرف پہلے ہی سے میلان موجود تھا۔ پھر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، ان مقاصد کا

خیال دل میں راسخ و جاگزیں ہوتا چلا گیا۔

شیوخ و اساتذہ

وہ شیوخ بخارا جن کی درسگاہیں امام کے زمانہٴ ابتدائے تحصیل میں نہایت ممتاز تھیں، اور وہ بڑے پایہ کے محدث اور مرجع خلّاق مانے جاتے تھے، ان میں سے امام بخاری کے چند شیوخ و اساتذہ کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے اور وہ ہیں محمد بن سلام بیکندی، محمد بن یوسف بیکندی، عبداللہ بن محمد مسندی، ابراہیم بن الاشعث۔ امام بخاریؒ کا دامن تحصیل ابتداءً انھیں اساتذہ کی تربیت اور فیض صحبت کا رہیں منت ہوا۔

محمد بن سلام بیکندی

یہ عبداللہ بن مبارک اور ابن عیینہ کے شاگرد ہیں۔ امام مالکؒ کا زمانہ پایا۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل و اشاعت میں اسی ہزار درہم صرف کیے۔ امام محمد نے ان سے حدیث روایت کی۔ ۲۲۵ھ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن محمد مسندی

ان کو احادیث مسندہ کے ساتھ خاص شغف تھا، اس وجہ سے ان کو مسندی کہا جاتا ہے۔ ابن عیینہ، فضیل بن عیاض، معمر ابن سلیمان کے تلمیذ ہیں۔ ۱۱۲ھ میں ولادت ہوئی اور ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔ احمد بن لیسار کہتے ہیں: عوف بالضببط و الالتقان (یعنی یہ ضبط و اتقان میں بہت معروف تھے) یمان جعفی کے پوتے ہیں، بن کے ہاتھ پر امام بخاریؒ کے دادا مسلمان ہوئے تھے۔

ابراہیم بن الاشعث

بخارا کے رہنے والے ہیں۔ فضیل بن عیاض اور ابن عیینہ کے شاگرد ہیں۔ صاحب مسند

۱۔ الطبقات الکبریٰ: بسکی ص ۱۲

۲۔ تذکرۃ الحفاظ

۳۔ تذکرۃ الحفاظ

حمیدی، ابن حمید کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری نے فنون حدیث کا اُن سے بہت بڑا ذخیرہ حاصل کیا اور رسول پر مبنی عمر تک اپنے وطن کے ان شیوخ سے جو حدیث و روایت کے بارے میں قابل وثوق اور قابل اخذ تھے، تحصیل علم سے فارغ ہو چکے تھے۔

عبداللہ بن مبارک کی روایات ان کو ازبر تھیں۔ اہل الرائے کے اقوال و مسائل اجتہاد یہ سے کامل آگاہی حاصل کر لی تھی۔ ان کے شیوخ و اساتذہ کے دلوں میں ان کے حفظ و اتقان کا سکہ جم چکا تھا۔ اکثر وہ شیوخ بھی جو اپنے وقت کے امام فن مانے جاتے تھے، ان کے حلقہ درس میں پہنچ کر مرعوب ہو جاتے اور حدیث بیان کرنے میں تامل کرتے تھے کہ مبادا محمد بن اسماعیل کے سامنے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔

امام بخاری کے اساتذہ ان کے سامنے اپنی کتابیں پیش کرتے کہ وہ ان کی غلطیوں کی تصحیح فرمائیں۔ کوئی کہتا بین لنا اغلاط شعبۃ کہ ہمیں شعبہ کی اغلاط سے مطلع کریں۔

ترجمہ جامع صحیح البخاری منیر یہ میں بیان کیا گیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو ستر ہزار سے زائد احادیث ازبر تھیں۔ امام سبکی، امام بخاری کا قول پیش کرتے ہیں کہ جو قول یا فعل صحابی یا تابعی کا روایت کروں گا، اس کے ساتھ یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ ان کا یہ قول کون سے کس آیت یا حدیث سے ماخوذ ہے۔

خطیب بغدادی رقم مرزبانی: قال قل اسم فی التاریخ الاولہ عندی قصۃ، الا انی کرہت لطمین الکتاب۔

۱۰ ثقات ابن جناب

۱۱ ترجمہ جامع صحیح البخاری منیر یہ ص۔ ۱، طبقات شافعیہ ج ۲۔ ص ۸

۱۲ مقدمہ فتح الباری ج ۲۔ ص ۱۹۷

۱۳ تاریخ بغداد: ج ۲۔ ص ۷، مقدمہ فتح الباری ج ۲۔ ص ۱۹۴

یعنی تاریخ میں جو نام مذکور ہیں، ان کے بارے میں مجھے کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور معلوم ہے، لیکن ان سب کے نقل کرنے سے ڈرتا ہوں کہ کتاب کی ضخامت بڑھ جائے گی۔

امام بسکی نے یہ بھی لکھا ہے کہ محمد بن سلام بیکندی کہتے تھے کہ جب یہ لڑکا میرے پاس آتا ہے تو میں حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہوں، اور جب تک یہ موجود رہتا ہے، میں اس سے ڈرتا رہتا ہوں۔ لہٰذا وہ کہا کرتے تھے۔
 هذا الذي ليس مثله لہ

یعنی ذہانت اور حفظ حدیث میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔
 حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے علامہ بیکندی کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں :
 کما دخل علی محمد بن اسماعیل تحیرت ولا اذال خالفاً منه یعنی ان یخطی بحضورہ۔

کہ جب محمد بن اسماعیل میرے حلقہٴ درس میں آتا ہے تو میں حیران ہو جاتا ہوں اور خوف زدہ رہتا ہوں کہ اس کی موجودگی میں کوئی غلطی نہ ہو جائے۔
 محمد بن سلام بیکندی کے یہ اقوال اس دور کے ہیں جب امام بخاریؒ کی تحصیل علم اپنے شہر بخارا کے شیوخ تک محدود تھی۔ جب وہ وطن سے رخصت ہو گئے تو علامہ بیکندی کو ان سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔^۳

طلب علم

امام بخاریؒ کے متعدد اساتذہ ایسے ہیں جو امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے شیوخ کے ہم طبقہ ہیں اور ان کا سلسلہ تین واسطوں سے صحابہ کرامؓ تک پہنچتا ہے۔

۱۔ طبقات شافعیہ ج ۲، ص ۸

۲۔ مقدمہ قسطلانی ص ۱۲

۳۔ مقدمہ فتح الباری ص ۱۲

امام بخاریؒ سولہ برس تک اپنے ہی ملک کے اساتذہ کرام سے تحصیل علم کرتے رہے۔ ان سے فارغ ہو کر انھوں نے ملک حجاز کا قصد کیا جو علوم اسلامیہ کا ماویٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا۔ یعنی ۲۱ صہ میں عمر کے سولہویں برس میں اپنی والدہ کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچے۔ اس سفر میں ان کے ساتھ ان کی والدہ اور بڑے بھائی احمد بھی تھے۔ والدہ اور بھائی نے حج سے فارغ ہو کر وطن کا قصد کیا، لہٰذا لیکن امام بخاریؒ نے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کی اور علوم اسلامیہ کے حصول کے شوق میں والدہ اور بھائی کی مفارقت اختیار کر لی۔

امام بخاریؒ نے اٹھارہ سال کی عمر میں تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا۔ یہ عید الدین موسیٰ کا زمانہ تھا۔

امام بخاریؒ بہت سے شہروں میں ہزاروں مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے تحصیل علم کرتے رہے۔ ضبط اور حفظ حدیث کے لیے وہ شام، مصر، بغداد، کوفہ، جزیرہ، حجاز اور بصرہ گئے۔ محمد بن عبد شمسی رقم طراز ہیں کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں طب علم کے لیے میں شام، مصر، جزیرہ دو مرتبہ گیا۔ بصرہ میں چار مرتبہ اور حجاز میں سات برس مقیم رہا اور مجھے معلوم نہیں کہ میں کوفہ اور بغداد میں کتنی مرتبہ گیا۔

ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ متعدد ملکوں میں علم حاصل کرنے کے لیے گئے۔ ان کے اساتذہ و شیوخ کثیر تعداد میں ہیں۔ وہ مکہ، مدینہ، شام، بخارا، مرو، بلخ، رھن، بغداد، واسط، بصرہ، کوفہ، جزیرہ، مصر، ہرات اور نیشاپور وغیرہ شہروں میں علم حاصل کرنے کے لیے گئے اور ہر شہر میں اپنے

۱۔ تاریخ بغداد: ج ۲۔ ص ۷

۲۔ تذکرۃ الحفاظ: ج ۲۔ ص ۱۲۲

۳۔ طبقات شافعیہ: ج ۲۔ ص ۵

۴۔ حیات بخاری: جمال الدین قاسمی، ص ۶

اساتذہ کرام کے ساتھ ٹھہرے۔ جعفر بن محمد قطان کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاریؒ کو کہتے ہوئے سنا:

كُتِبَتْ عَنِ الْفِ بْنِ شَيْخٍ وَكَثْرًا مَعْنَى حَدِيثِ الْأَذْكَرِ اسناداً يَلَهُ
میں نے ایک ہزار شیوخ سے کتابت روایت کی اور مجھے اکثر احادیث کی اسناد

یاد ہیں۔

ابن العماد رقم طراز ہے:

يقول كتبت عن الف نفر من العلماء وزيادة ولم اكتب الا ممن

قال الايمان قول عمَلٌ ۱۷

میں نے ایک ہزار سے زیادہ علمائے حدیث سے کتابت حدیث کی اور اسی عالم سے کی، جس نے کہا کہ ایمان قول اور عمل سے عبارت ہے۔

امام بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہؓ اور تابعینؒ سے مروی کوئی ایسی حدیث نہیں کہ مجھے اس کے راوی کی ولادت، جائے سکونت اور وفات کا علم نہ ہو، لیکن میں نے ان تمام باتوں کو طوالت کے خوف سے حذف کر دیا ہے۔ ۱۷

علل حدیث کی شناخت میں کمال

محدثین کی اصطلاح میں علت حدیث ان وجوہ و اسباب کو کہتے ہیں جو نہایت خفی اور غامض ہوتے ہیں، اور اس کے ساتھ ہی حدیث کی صحت اور قبولیت میں قاجح ہوتے ہیں، حالانکہ ظاہری طور پر حدیث ہر طرح صحیح و سالم ہوتی ہے۔ علوم حدیثیہ میں یہ علم نہایت دقیق اور مشکل سمجھا گیا ہے۔ وفيات، موالید، إقاعہ روايات پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ ہر راوی کے الفاظ حدیث اور حدیثوں کا احاطہ بھی ضروری ہے۔ ۱۷

۱ طبقات حنابلہ ج ۱۔ ص ۲۷۵

۲ شذرات الذہب: ج ۲۔ ص ۱۳۴

۳ طبقات شافعیہ: ج ۲۔ ص ۵

۴ فتح المغیث ص ۱۲

محدثین بالاتفاق کہتے ہیں کہ یہ علم نہایت غامض اور ادق ہے۔ اس فن میں کلام کرنے کی قدرت اُمی محدثین کو ہوئی، جن کو فہم و فراست اور قوت حافظہ میں کمال حاصل تھا، اور جن کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ۱۱

امام حاکم کہتے ہیں کہ حدیث کی تعلیل میں تین مجموعی قوتوں کا کمال ہے اور وہ ہیں: حفظ، فہم اور معرفت۔ ۱۲

حقیقت یہ ہے کہ جو حدیث ظاہر میں موصول معلوم ہوتی ہے، اس کے مخفی ارسال و انقطاع کو جاننا یا یہ معلوم کرنا کہ ظاہر میں مرفوع ہے، لیکن یہ پتا چلنا تاکہ دراصل یہ حدیث موقوف ہے، فلاں راوی نے اسے مرفوع کر دیا ہے یا کسی حدیث کا دوسری میں اختلاف کا پتا لگانا یا کسی راوی کے وہم کو معلوم کر لینا نہایت مشکل کام ہے۔ روایات کے موالید، وفيات، تاریخی واقعات، سلسلہ استادى اور شاگردى، روایات کی رحلت، ان کی سکونت، شاگرد اور استاد کا لقا و عدم لقا، ایک حدیث کی متعدد سندوں کا علم، جیت تک ان امور میں مہارت تامہ نہ ہو اس فن میں کسی طرح دسترس نہیں ہو سکتی۔ ۱۳

امام بخاری نے علل حدیث کی واقفیت میں بڑی مہارت حاصل کی۔ حافظ ابن حمدون کہتے ہیں کہ مجھے عثمان ابو سعید بن مروان کے جنازے میں امام بخاریؒ کے ساتھ شرکت کا اتفاق ہوا۔ میں نے محمد بن یحییٰ ذہلی کو دیکھا جو امام فن ہیں، وہ امام بخاریؒ کے سامنے اسما و روایات اور علل حدیث کے سوالات پیش کرتے ہیں اور امام بخاریؒ اس سبب اور تیزی سے جواب دیتے ہیں جیسے کوئی سورہٴ قل هو اللہ احد پڑھ رہا ہو۔ ۱۴

ابو احمد اعمش کہتے ہیں کہ ایک روز میں نیشاپور میں محمد بن اسماعیلؒ کی خدمت میں

۱۱ شرح جرجانی ج ۱ ص ۱۲

۱۲ فتح المغیبت: ص ۱۲

۱۳ ایضاً

۱۴ مقدمہ فتح الباری ج ۲ ص ۲۰۱

حاضر تھا۔ امام مسلم آئے اور انھوں نے ایک حدیث کے ابتدائی الفاظ پڑھ کر یہ سوال پیش کیا کہ اگر اس حدیث کی سند یاد ہو تو آپ اس معلق حدیث کو متصل کر دیجیے، اور حدیث کا بھی صرف اشارہ کر دیا، اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:-

عبید اللہ ابن عمرو عن ابی الزبیر عن جابر قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریة ومعنا ابو عبیدة الحدیث بطوله - عبید اللہ بن عمر تابعی ہیں، ان کے نیچے کے روایات کا تذکرہ سوال میں چھوڑ دیا گیا، دیکھنا یہ تھا کہ امام بخاریؒ کے پاس سند ہے یا نہیں، اگر سند ہے تو معلل ہے یا صحیح۔
اگر معلل ہے تو امام بخاریؒ کو اس کی علت کا علم ہے یا نہیں۔ امام بخاری نے اسی وقت اس حدیث کو متصل الاسناد پڑھ دیا: حد ثنا ابن ابی اویس حدثنی اخی عن سلیمان بن بلال عن عبید اللہ فذکر الحدیث بتسامیہ۔

امام مسلمؒ نے ایک معلول حدیث کو مستند اور متصل الاسناد پڑھتے سن کر فرمایا:
لَا يُعِينُكَ الْأَحْسَدُ وَالشَّهْدَانُ لَيْسَ فِي الدِّيَا مِثْلُكَ يَلِه
کہ آپ کی کوئی حاسد ہی عیب جوئی کر سکتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی آپ کا ہم سر نہیں۔

امام ترمذیؒ لکھتے ہیں کہ میں نے جامع ترمذی میں جس قدر حدیثوں کی علتیں بیان کی ہیں یا رجال یا تاریخ میں گفتگو کی ہے اس کا اکثر حصہ امام بخاریؒ کی تاریخ سے لکھا ہے، اور زیادہ تر علل میں نے خود اپنے استاد امام بخاریؒ سے بالمشافہ سیکھے ہیں۔ امام بخاریؒ کی اس غامض اور دقیق فن (علل حدیث) میں کمال دست گاہ رکھنے کی بنیاد امام ترمذیؒ کما کرتے تھے۔

سے مقدمہ فتح الباری: ج ۲- ص ۲۰۱

۲۵ شذرات الذہب: ج ۲- ص ۱۳۲

كُمُ ار فِي الْعِلِّ وَالرَّجَالِ اَعْلَمُ مِنَ الْبِخَارِيِّ“ ۱۷
 کہ میں نے علل ورجال میں کسی کو امام بخاری سے زیادہ عالم نہیں پایا۔
 ابن حجرؒ نے اپنے مقدمے میں امام ترمذیؒ کے الفاظ یوں لکھے ہیں۔

لَمَّا ار اَعْلَمُ بِالْعِلِّ وَالْاَسَانِيْدِ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِيْلِ الْبِخَارِيِّ ۱۸
 میں نے علل و اسانید میں محمد بن اسماعیل بخاری سے بڑا ماہر کوئی نہیں دیکھا۔

جرح روایات میں احتیاط

امام بخاریؒ نے جو احتیاط جرح رجال میں اختیار کی وہ ان کی اعلیٰ درجے کی دیانت،
 اخلاص اور تقویٰ پر دلالت کرتی ہے۔ جرح رجال میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ ایسے
 الفاظ میں جرح کی جائے کہ جرح کرنے والے پر کوئی مواخذہ نہ کر سکے۔ ان کی جرحیں ترکہ،
 انکروہ الناس، المتروک، الساقط، فیہ نظر، سکتوا عنہ پر مشتمل ہیں۔ کذاب،
 وضاع جیسے الفاظ انھوں نے بہت کم استعمال کیے ہیں ۱۹ سب سے زیادہ سخت
 جرح امام بخاریؒ کی ”منکر الحدیث“ ہے۔ جب وہ منکر الحدیث بولتے ہیں تو امام
 بخاریؒ کی اصطلاح میں اس سے روایت جائز نہیں ۲۰

ایک دفعہ کسی نے ان سے ایسی حدیث کے متعلق پوچھا جس میں تدلیس کا گمان
 تھا۔ فرمایا تم کو گمان ہے کہ میں تدلیس کرتا ہوں، حالانکہ میں نے اسی تدلیس کے شبہ میں
 ایک شخص کی دس ہزار بلکہ اس سے بھی زائد حدیثیں ترک کر دیں ۲۱

۱۷ مقدمہ فتح الباری ج ۲ - ص ۱۹۹

۱۸ امام ترمذیؒ کی کتاب العلیل، ص ۳۳۵

۱۹ مقدمہ فتح الباری: ج ۲ - ص ۱۹۵

۲۰ فتح المغیث ص ۱۲

۲۱ مقدمہ فتح الباری: ج ۲ - ص ۱۹۶

امام بخاریؒ کو تحصیل علوم حدیث کے زمانے میں ایک دفعہ سمندر کا سفر پیش آیا۔ ایک شخص کو پتا چل گیا کہ ان کے پاس ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی ہے، اس نے ان سے وہ تھیلی چھیننے کی غرض سے شور مچا دیا کہ میری تھیلی گم ہو گئی ہے۔ امام بخاریؒ نے چپکے سے وہ تھیلی سمندر میں پھینک دی۔ جب پھر اس شخص نے جہاز سے اتر کر نہائی میں ان سے پوچھا کہ آپ نے اس قدر کثیر رقم کا ضائع ہونا کیونکر گوارا کیا؟ تو فرمایا: تمہاری عقل کہاں ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ میری تمام عمر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی طلب میں صرف ہو گئی اور میری نقاہت دُنیا میں مشہور ہے۔ کیا میرے لیے مناسب تھا کہ میں اپنے آپ پر چوری کا الزام لگالیتا؟ جس دولت (یعنی نقاہت اور اعتبار) کو میں نے عمر بھر کی تنگ و دو سے حاصل کیا، اس کو چند اشرفیوں کے لیے ختم کر دیتا۔ ۱۶

اخلاق و عادات

امام بخاریؒ نے اپنے مال کو مضاربت میں لگا دیا تھا اور اس طرح وہ معاش سے فارغ ہو کر علم نبویؐ کی خدمت میں مصروف ہو گئے تھے۔ ۱۷ اس تجارت کی آمدنی سے خدق خدا کو نفع پہنچانا ان کا مقصد حیات تھا۔ اہل علم اور طلباء کی خبر گیری کرتے، شیوخ اور محدثین کی مدد کرتے۔ ۱۸ اہل علم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حسن سلوک کرتے، کھانے پینے کے تکلفات اور عیش پسندی سے بہت دُور رہتے، جفاکشی کی عادت ان کی طبیعتِ ثانیہ بن گئی تھی۔ ۱۹ سفر کے دوران خرچ ختم ہونے پر کئی روز گھاس اور پتیاں کھا کر گزارہ کرتے اور کسی کو اس کی خبر نہ ہونے دیتے۔ ۲۰

۱۶ مقدمہ فتح الباری

۱۷ مقدمہ فتح الباری: ج ۲ - ص ۱۹۵

۱۸ مرقاة شرح مشکوٰۃ: ص ۲

۱۹ مرقاة: ص ۱۲

۲۰ طبقات کبریٰ: ص ۱۲

ایک مرتبہ مجلسِ درس میں کئی روز دکھائی نہ دیے، آخر معلوم ہوا کہ پینے کو کپڑے نہیں ہیں، سب کپڑے سوائے لنگی کے فروخت ہو چکے ہیں، اس لیے جیسا سے باہر نہ نکل سکے۔

ایک مرتبہ ابو معشر دورانِ درس میں ہاتھ اور پیر ہلا رہے تھے، انھیں دیکھ کر امام بخاری کو ہنسی آگئی۔ بعد میں ان سے معافی مانگی، حالانکہ انھیں اس کا پتا بھی نہیں چل سکا تھا۔

ایک دفعہ کسی شخص نے ان کی ریش مبارک سے ایک تنکا نکال کر وہیں مسجد میں پھینک دیا۔ ان کی نگاہ وہیں رہی، لوگوں کی نظر سے بچا کر انھوں نے وہ تنکا آستین میں رکھ لیا اور پھر باہر پھینک دیا۔^{۱۶} فرمایا کہ جس سے داڑھی صاف رکھی جائے، اس سے مسجد کو بھی صاف رکھنا چاہیے۔^{۱۷} یہی واقعہ ترجمہ جامع صحیح البخاری میں ابو الفضل احمد بن علی ہیمان کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔^{۱۸}

وہ غیبت سے ہمیشہ کنارہ کش رہتے، زندگی بھر کسی کی غیبت سے اپنی زبان کو آلودہ نہیں کیا۔ فرماتے قیامت کے دن میرا کوئی مدعی نہ ہوگا۔^{۱۹} بکر بن منیر نے کہا کہ میں نے امام بخاری کو کہتے ہوئے سنا:

ارجد ان القی اللہ ولا یحاسبینی انی اُغتبتُ احدًا۔^{۲۰}

میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اس کے دربار میں حاضر ہوں گا تو مجھ سے یہ محاسبہ

نہیں کیا جائے گا کہ میں نے کسی کی غیبت کی ہے۔

^{۱۶} مقدمہ فتح الباری: ج ۲ - ص ۱۹۵

^{۱۷} تاریخ بغداد: خطیب، بغدادی ج ۲ - ص ۱۳

^{۱۸} تسمیل القاری: وجد الزمان ج ۱ - ص ۱۰۰

^{۱۹} جامع صحیح الباری: ص ۱۴

^{۲۰} ترجمہ جامع صحیح البخاری: ص ۱۴

^{۲۱} طبقات شافعیہ: ج ۲ - ص ۹

امام بخاریؒ کا ایک بے نظیر وصف ان کی بے تعصبی ہے کہ صحیح بخاری میں صحت کے یقینی ہونے پر بھی استخارے کے بعد حدیث درج کرتے ہیں۔ سندوں میں ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جو اہل سنت کے خلاف تھے اور امام بخاریؒ خود بھی ان سے اختلاف رکھتے تھے، لیکن جیب ان کی روایت میں صحت کا اشتباہ نہ ہوتا تو بغیر کسی تعصب کے اسے درج کر لیتے۔

ذوق عبادت

نماز میں کسی آیت یا سورت پڑھنے میں اس قدر شغف ہے کہ موذی جانور کی نیش زنی کا بھی احساس نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ جیب کہ امام بخاری رح نماز پڑھ رہے تھے، ایک بھڑنے ان کو سترہ جگہ پر ڈسا، جب نماز ختم کی تو آپ نے فرمایا: دیکھو یہ کون سی موذی شے ہے جس نے مجھے نماز میں ایذا دی۔ لوگوں نے دیکھا تو بھڑھڑھٹی۔ اس نے سترہ مقامات پر ڈس کر جسم کو متورم کر دیا تھا۔ لیکن آپ نے نماز جاری رکھی اور بھڑھڑ کے سننے کی پروا تک نہ کی۔ اس سے ان کے ذوق عبادت اور انہماک فی الصلوٰۃ کا پتا چلتا ہے۔

امام بخاریؒ رمضان میں لوگوں کے ساتھ ایک قرآن ختم کرتے اور خود تنہا نصف شب سے سحری تک تین راتوں میں قرآن مجید ختم کرتے اور صبح سے افطاری تک ایک قرآن ختم کر لیتے۔ اس طرح رمضان میں اکتالیس دفعہ قرآن ختم کرتے اور کہا کرتے تھے کہ ہر ختم قرآن پر دُعا قبول ہوتی ہے۔

امام بخاریؒ پچھلی شب کو تیرہ رکعتیں نماز پڑھتے ان میں دو تریک رکعت پڑھتے۔ فرمایا کرتے کہ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ اور یہ بھی بتواتر ثابت ہے

۱۔ تاریخ بغداد: خطیب بغدادی ج ۲- ص ۱۲

۲۔ مقدمہ فتح الباری: ج ۲- ص ۱۹۶

۳۔ تاریخ بغداد: ج ۲- ص ۱۳

کہ رمضان میں حضرت جبرائیلؑ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے، اس لیے رمضان میں خدا کے بندوں کا قرآن سے شغف بڑھ جاتا ہے۔

اتباع سنت

رسول کریمؐ کے صحابہ کرامؓ میں جس قدر آپ کے اقوال، افعال اور تقریرات کے شیدا اور شیفتہ تھے، اس کا اندازہ قیاس سے باہر ہے، محدثین کو بھی رسول کریمؐ کے ساتھ اور آپ کی احادیث کے ساتھ اور ان پر عمل کرنے کے ساتھ ایسی ہی شیفتگی اور وابستگی تھی، جس کا بیان کرنا امکان سے باہر ہے۔

یہ اندازی اگرچہ علما کا فن نہیں جو مکہ سنت سے ثابت ہے اس لیے امام بخاریؒ تیر اندازی کی مشق کے لیے برابر میدان میں جاتے رہے، نتیجتاً اس میں اتنے مشاق ہو گئے کہ کوئی تیر خط نہ جاتا تھا۔ ۱۷

شہر بخارا میں ایک مہمان سرا تعمیر کرانے کے وقت معماروں کے ساتھ خود اینٹیں اور پتھر اٹھاتے اور جب کوئی منع کرتا تو فرماتے: هو الذی ینفَعُنِی (یہ وہ کام ہے جو مجھ کو نفع دے گا)۔ رسول کریمؐ غزوہ خندق میں اپنے ہاتھوں سے خندق کھودتے تھے، مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت صحابہ کے ساتھ پتھر اور اینٹیں ڈھوتے تھے۔ صحاح میں یہ واقعات اور وہ اشعار جو رسول کریمؐ اس وقت پڑھتے تھے، بڑی تفصیل سے مذکور ہیں۔ یہ سنت امام بخاریؒ کیونکر چھوڑ سکتے تھے، انھوں نے رسول کریمؐ کی ہر سنت پر عمل کیا۔

سلاطین و امرا کی مخالفت سے پرہیز

امام بخاریؒ سلاطین اور امرا کی جا اور بے جا خوشامدوں سے پرہیز کرتے تھے اور ان کی موابطت اور مخالفت سے دور رہتے تھے، ان کے خیال کے مطابق ان کی صحبت

۱۷ طبقات کبریٰ: ص ۱۲

۱۸ مقدمہ فتح الباری: ج ۲- ص ۱۹۵

میں دین میں استقامت باقی نہیں رہ سکتی اور یہ ان کا اپنا اجتہاد نہ تھا، بلکہ حدیث نبویؐ کی تعمیل تھی۔ امام صاحب کے ملفوظات میں ہے: "کہ امرا کی صحبت میں علم کی ذلت ہے اور ان کی خوشامد میں دین کا نقصان"۔ ۱۷

امام بخاریؒ نے جب درس دینا شروع کیا تو ان کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی تھی۔ لوگ مستفید ہونے کے لیے جوق در جوق آنے لگے۔ خالد بن احمد ذہلی والی بخارا نے یہ پیغام بھیجا کہ وہ شاہی حرم میں آکر اس کے بچوں کو درس دیں۔ آپ نے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ یہ رسول کریمؐ کی میراث ہے، اس میں عام و خاص سب کا مساوی حق ہے۔ میری درس گاہ کا دروازہ ہر شخص کے لیے کھلا ہے جسے شوق ہو آکر مستفید ہو۔ رزم نامہ خوش ہو اور ناراض ہو تو میرا درس طاقت اور زور سے بند کر دو۔ لیکن عذر عند اللہ یوم القیامۃ۔ ۱۸ (تاکہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک عذر کیا جاسکے) اس صاف اور خشک جواب سے والی بخارا سخت ناراض ہوا، اور بالآخر ایک جھوٹا الزام لگا کر ان کو شہر چھوڑنے کا حکم دیا۔ ۱۹

امام بخاریؒ کی شہرت

امام بخاریؒ کی شہرت دُور دُور کے ممالک میں پھیل گئی تھی اور لوگ ان کی زیارت کے لیے بے چین ہوتے تھے۔ وہ جہاں جاتے مسلمانوں کا ہجوم ہو جاتا۔ لوگ ان کے افضل و کمال، بے مثال فقاہت، خداداد حافظہ، تبحر فی العلم کی حکایات سن کر دیکھنے اور آزمانے کی خواہش کرتے۔

امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ جب امام بخاریؒ نیشاپور تشریف لائے تو چار ہزار فخر سواروں، فخر سواروں، اور پیدل لوگوں نے ان کا استقبال کیا۔ ۲۰ اور

۱۷ مشکوٰۃ کتاب العلم

۱۸ تاریخ بغداد: ج ۲ - ص ۳۳

۱۹ مقدمہ فتح الباری: ج ۲ - ص ۲۰۵

۲۰ طبقات شافعیہ: ج ۲ - ص ۱۰

میں نے وہ شان، وہ تزک و احتشام آج تک نہ کسی حاکم کا دیکھا اور نہ کسی اہل علم کا۔ اہل شہر نے دو دو منزل اور تین تین منزل سے جا کر ان کا استقبال کیا۔
حدیث مقلوب کی بحث

ایک دفعہ بغداد کے دس آدمیوں نے دس دس احادیث کی سند اور متن کو خلط ملط کر کے امام بخاریؒ کو باری باری سوا حدیث سنائیں۔ امام بخاریؒ ہر حدیث سنتے اور فرماتے: ”لا اعرفہ“ (مجھے اس کا علم نہیں) جب سن چکے تو آپ نے اسی ترتیب سے سو حدیثیں ایک ایک کر کے صحیح متن اور صحیح سند کے ساتھ سنائیں۔ تمام لوگ اس خداداد حافظہ اور ذکاوت و قنانت کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے، آپ کی بے پناہ یادداشت کا اعتراف کیا اور علم روایت اور علم درایت میں انفرادیت کی شہادت دی۔ ابو عبد اللہ محمدی نے کتاب جَدْوَالُ الْمُقْتَسَبِ میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اور دیگر بہت سے مصنفین نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے۔
 امام بخاریؒ بصرہ گئے اور وہاں لوگوں کی درخواست پر مجلس اطلاق قائم کی، جس میں تمام فقہاء اور محدثین و حفاظ شامل تھے۔ امام نے بصرہ والوں کو وہ حدیثیں بتائیں جو ان کے ہاں نہ تھیں اور آپ یوں فرماتے اے بصرہ والو! یہ حدیث تمہارے پاس اس سند سے نہیں پہنچی، بلکہ دوسری سند سے مروی ہے۔
 امام بخاریؒ کی قوت حافظہ کے واقعات محدثین میں ضرب المثل ہیں۔ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں بیان کیا ہے:

وكان راسا في الذكاء راسا في العلم۔^۱

یعنی وہ ذہانت اور علم میں بڑے چوٹی کے عالم تھے۔ اور صفِ اول میں شمار ہوتے

تھے۔

۱۔ مرآة الجنان: ج ۲- ص ۱۶۷-۱۶۸

۲۔ طبقات شافعیہ: ج ۲- ص ۶

۳۔ تذکرۃ الحفاظ: ج ۲- ص ۱۲۲

ابن صاعدؒ جب امام بخاریؒ کا ذکر کرتے تو کہتے: الْكَبِشُّ الشُّطَّاحُ -
وہ تو سینگ مارنے والا بندھا ہے۔

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ ہمارے ساتھ شیوخ بصرہ کی درس گاہوں میں شامل ہوتے، لیکن لکھتے سے انھیں کوئی تعلق نہ تھا۔ لوگ ان کو کہتے: آپ کو سنتے کا کیا فائدہ جب کہ آپ لکھتے نہیں۔ ایک دن آپ نے تنگ آکر کہا کہ اپنی لکھی ہوئی احادیث نکالو۔ سب نے لکھی ہوئی احادیث نکالیں تو آپ نے اسی ترتیب کے ساتھ تمام احادیث ایک ایک کر کے سنادیں۔ لوگ اس سے نہایت حیران ہوئے۔ ۱۷ ترجمہ جامع صحیح البخاری میں یہی واقعہ وراق کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ امام بخاریؒ نے پندرہ ہزار احادیث سنا کر سامعین کو حیران کر دیا۔ ۱۸

سیمان بن حرب، امام ابو زرعہ ابو الطیب، حاتم بن منصور کا شمار اونچے مرتبے کے اصحاب الحدیث میں ہوتا ہے، وہ سب امام بخاریؒ کی بصیرتِ علمی، علم میں تجرّب، ذکاوت و ذہانت اور حفظِ حدیث میں ان کی برتری و فضیلت کا اعتراف کرتے ہیں۔

وراق کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے رات میں احادیث شمار کرتی شروع کیں تو دو لاکھ احادیث کو شمار کیا۔

دُرس و افتا

امام بخاریؒ کے جس وصف نے اس دور کے اہل اسلام کو اس بات پر مجبور و آمادہ کیا کہ وہ انھیں مسندِ درس پر بٹھا کر ان سے استفادہ کریں، وہ ان کی بے پناہ

۱۷ تمذیب التہذیب: ابن حجرؒ ج ۹ - ص ۵۱

۱۸ تاریخ بغداد: خطیب بغدادی ج ۲: ص ۱۵

۱۹ ترجمہ جامع صحیح البخاری ص ۱۰-۱۱

قوتِ اجتہاد، علمِ رجال سے کامل واقفیت اور فنِ حدیث کے نکات سے بدرجہ غایت آگاہی تھی، نیز حدیثوں کے عللِ غامضہ میں تبحر تھا۔ علاوہ ازیں آپ کا حافظہ قابلِ رشک تھا۔

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ اہل علم احادیثِ سننے اور سمجھنے کے لیے امام بخاریؒ کے پیچھے پیچھے پھرتے، اثنائے راہ میں ان کو روک لیتے اور کہیں بٹھا کر استفادہ کرتے۔ ۱۷

وراق لکھتے ہیں: کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ میں درس دینے کو اس وقت تک نہیں بیٹھتا جب تک کہ صحیح حدیثوں کا سقیم حدیثوں سے امتیاز نہ کر لیا ہو، اہل الرائے کی کتابوں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کر لیا ہو، اور بصرہ کی کل حدیثوں کا استقصا نہیں کر لیا ہو۔ صحیح حدیثوں کو سقیم سے امتیاز کرنا جتنا مشکل کام ہے، وہ اہل علم سے محقق نہیں۔ اس کے لیے کتنے فنون پر مہارت ضروری ہے۔ اور وہ ہیں۔ علم تاریخ، انساب، موایید، و فیات، حدیثوں کے عللِ غامضہ پر عبور، مراتبِ جرح و تعدیل کی شناخت اور قوتِ اجتہاد میں کمال۔ انہی کمالات کی وجہ سے امام بخاریؒ کے شیوخ عام لوگوں کو ان سے اخذِ حدیث کی ترغیب دیتے تھے۔ جب امام بخاریؒ نے مسند دوس کو زینت بخشی تو ان کے تمام اساتذہ نے ان سے تلمذ اختیار کیا۔ ۱۸

عبداللہ بن محمد المسندی، عبداللہ بن منیر، اسحاق بن احمد السمری، یاقوتی، محمد بن خلف، ابن قتیبہ وغیرہ بڑے پایہ کے لوگ تھے اور اصحابِ کمال تھے۔ لیکن امام صاحب کے نکاتِ حدیثیہ اور تحقیقاتِ فقہیہ کے ضبط کے سوا ان کو چارہ نہ تھا۔ امام بخاریؒ کے وہ اقران و معاصرین جن کو ان سے ہمسری کا دعویٰ تھا۔ لیکن وہ ان کے فضل و کمال کو مان کر ان کے حلقہٴ درس میں آکر مستفید ہوئے،

۱۷ طبقات کبریٰ، ج ۱۲، المحطۃ فی ذکر صحاح ستہ نواب صدیق حسن خان ص ۱۲۰
۱۸ مقدمہ فتح الباری

وہ ابو زرعه رازی، ابو حاتم رازی، ابراہیم الحربی، ابوبکر بن العاصم، موسیٰ بن ہارون جمال، محمد بن عبداللہ مطین، اسحاق بن احمد زبیرک فارسی، ابوبکر محمد بن اسحاق، ابن خزیمہ، قاسم بن زکریا، محمد بن عبداللہ سمری، محمد بن قتیبہ ابوبکر الاعین تھے، جو علم الرجال، فن تاریخ، فن حدیث، فن تعدیل و جرح کے امام مانے جاتے ہیں۔ وہ ان کے حلقہٴ درس میں شامل ہو کر ان کی تقریریں لکھتے تھے۔

امام بخاریؒ مختلف مقامات پر درس دیتے رہے، لیکن آخر عمر میں برابر بخارا میں درس دیتے رہے۔ امام بخاریؒ کے تلامذہ کا سلسلہ غیر محدود ہے۔ ان کے شاگردوں میں امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، امام ابوقاسم البغویؒ وغیرہ خاص طور پر مشہور ہیں۔ لے دُنیا ئے اسلام کے ہر گوشے میں ان کے تلامذہ کا اثر سلسلہ بسلسلہ پہنچا۔ نوے ہزار محدثین نے ان سے صرف صحیح بخاری سنی۔ لے مدتوں صحیح بخاری کا درس بخارا میں دیتے رہے۔ آخر کار ان کے خلاف سازش کی گئی اور ایک جھوٹا فتویٰ دینے کا الزام لگایا گیا۔ طبقات شافعیہ میں اس کا مفصل ذکر کیا گیا ہے لیکن طوالت کے خوف سے یہاں اسے حذف کیا جاتا ہے)

وفات

ایک سوچی سمجھی تدبیر کے تحت امام بخاریؒ پر ایک الزام لگایا گیا اور یہ الزام حاکم بخارا کے حکم سے ایک مشہور فقیہ حریش بن ورقاء اور ان کے چند ساتھیوں نے لگایا۔ اس الزام کو بڑی شہرت دی گئی۔ امام بخاریؒ کو اس کا انتہائی رنج ہوا۔ انھوں نے تمہ چھوڑتے وقت بددعا کی کہ اے اللہ! جس بات کا ان لوگوں نے مجھ پر الزام لگایا تو وہ بات ان کو اتنی ہی ذات اور اولاد میں دکھائیے چند روز کے بعد اس بددعا کے اثر سے خالد بن یحییٰ

۱۔ ترجمہ صحیح البخاری ص ۸

۲۔ طبقات الحنابلہ: ج ۱۔ ص ۴۴

۳۔ تاریخ بغداد: خطیب بغدادی: ج ۲، ص ۳۴

حاکم بخارا کی گدھے پر بٹھا کر تشہیر کی گئی۔ پھر اسے قید میں ڈالا گیا اور اسی قید میں وہ مر گیا۔
 امام بخاریؒ؟ بخارا سے بیکنے پہنچے، لیکن وہاں یہ خبر پہلے ہی مشہور ہو چکی تھی۔
 وہاں دو جماعتیں ہو گئیں، ایک امام بخاریؒ کے خلاف اور ایک حق میں۔ بیکنے پہنچنے کے
 بعد اہل سمرقند کی طرف سے درخواستیں آنے لگیں کہ وہ سمرقند آجائیں۔ امام بخاریؒ کو
 سمرقند کے بارے میں علم ہو گیا کہ وہاں بھی دو جماعتیں ہیں، اس لیے انھوں نے وہاں
 جانے سے انکار کر دیا۔ انھیں اس بات کا سخت افسوس ہوا اور اللہ سے دُعا مانگی،
 جس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

”يَقُولُ فِي دَعَاةِ اللّٰهِمَّ قَدْ ضَاقتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحبتُ فَاقْبِضْنِي
 اِلَيْكَ لَه

اے اللہ! زمین اپنی وسعت کے باوجود میرے لیے تنگ ہو گئی۔ اب تو مجھے
 اپنی طرف بلا۔

کہا جاتا ہے اس سے چند روز بعد شوال ۲۵۶ھ کو انھوں نے وفات پائی۔
 منقول ہے کہ اس الزام کے بعد اہل سمرقند اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ان پر الزام ہے۔
 انھوں نے امام بخاریؒ کو سمرقند لے جانے کے لیے اصرار کیا۔ وہ تیار ہو گئے اور
 لوگ ان کو سواری پر بٹھانے لگے تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ مجھ میں ضعف بڑھتا
 جاتا ہے۔ پھر اس قدر پسینہ آیا کہ آپ شرابور ہو گئے، آپ لیٹ گئے۔ جسم مبارک
 سے بے انداز پسینہ جاری ہو گیا، یہاں تک کہ آپ نے ہفتہ کی رات نماز عشا کے
 بعد لیلۃ الفطر شوال ۲۵۶ھ (۳۱۔ اگست ۸۷۰م) کو تیرہ دن کم ۶۲ سال کی عمر میں وفات
 پائی۔

اِنَاللّٰهِ وَاِنَا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ

۱۳۵ شذرات الذهب، ابن العما د ج ۲۔ ص ۱۳۵

۱۳۶ تمذیب التمذیب، ج ۹۔ ص ۵۲

۱۳۷ طبقات حنابلہ، ج ۱۔ ص ۲۷۸

روح پر دروازہ کر جانے کے بعد بھی لپیٹتے جاری رہا، یہاں تک کہ کفن میں لپیٹ دیے گئے۔ امام بخاریؒ کو ان کی نصیحت کے مطابق عمامے اور کرتے کے بغیر تین کپڑوں میں کفنایا گیا۔ لہٰذا تدفین کی جگہ میں اختلاف ہوا۔ کچھ لوگ سمرقند لے جانا چاہتے تھے اور کچھ اسی جگہ دفن کرنا چاہتے تھے۔ آخر عید الفطر کے دن نماز ظہر کے بعد خرتنک میں جو سمرقند کا ایک قریہ تھا، دفن کر دیے گئے۔

اس طرح وہ آفتاب عالمتاب، احادیث رسول کریمؐ کا خازن، دنیا بھر کے مسلمانوں کا محسن، حامل علوم نبویہؐ، خاک میں چھپ گیا اور دنیائے علم میں تاریکی چھا گئی۔ ایک شاعر امام بخاریؒ کے متعلق بیان کرتا ہے۔

كان البخاري حافظاً ومحدثاً جمع الصحيح مكمل التحريرو
میلادہ صدق و مدۃ عمرہ ۱۹۷ فیہا حمید و النقصی فی نور ۱۵۶

تدفین کے بعد قبر سے نہایت تیز خوشبو پھیلی، جسے مورخین عنبر اور مشک سے بڑھی ہوئی قرار دیتے ہیں۔ اس خوشبو کی شہرت سن کر لوگ دُور دُور سے آ کر اس مٹی لو لے جاتے تھے۔ بعد میں لوگوں نے اس خطرے سے کہ کہیں قبر کی مٹی ہی محترم نہ ہو جائے، قبر کو محصور کر دیا۔

خطیب اپنی سند سے عبد الواحد آدم الطواو لسی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول کریمؐ کو ایک جماعت کے ساتھ دیکھا کہ آپ ایک جگہ کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ میں نے سلام کر کے عرض کیا: آپ کو کس کا انتظار ہے۔ فرمایا: انتظار محمد بن اسماعیلؒ (میں محمد بن اسماعیل کا انتظار کر رہا ہوں) اور پھر جب ان کی وفات کی خبر پہنچی تو ہم نے دیکھا کہ اسی وقت امام بخاریؒ فوت ہوئے تھے جس

۱۔ ترجمہ جامع صحیح البخاری ج ۲، ص ۴۷

۲۔ ایضاً

۳۔ شذرات الذهب: ج ۲، ص ۱۳۵

وقت ہم نے رسول کریمؐ کو دیکھا تھا۔ یہ علمائے اسلام اور محدثین نے امام بخاریؒ کی موت کو علم کی موت سے تعبیر کیا ہے۔

تصانیف امام بخاریؒ

حضرت امام بخاریؒ بہت بلند پایہ مصنف اور مؤلف ہیں۔ علوم حدیث میں ان کے کارنامے سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ یہاں ان کی چند تصانیف کے نام و احوال درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ الجامع الصحیح

اس کے بارے میں آئندہ صفحات میں تفصیل آرہی ہے۔

۲۔ التاريخ الكبير في تاريخ روضة واخبارهم

یہ وہی تاریخ ہے جو امام بخاریؒ نے اپنی عمر کے اٹھارہویں سال چاندنی راتوں میں مسجد نبویؐ میں حجرہ مبارک اور منبر کے درمیان بیٹھ کر لکھی تھی۔ یہ تاریخ رجال میں بحیثیت جامعیت کے منفرد اور یکتا ہے۔ تاریخ کبیر میں امام بخاریؒ نے صحابہ کرام سے لے کر اپنے شیوخ تک تقریباً چالیس ہزار راویوں کا ذکر کیا ہے۔ اکثر جرح و تعدیل بھی ہے گویا لاستیعاب نہیں۔ امام بخاریؒ کے شیوخ اور معاصرین نے اس کتاب کو بڑی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا ہے۔ یہ امام تلح الدین سبکی کا خیال ہے کہ اس سے پہلے ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اور اس کے بعد جس نے اس موضوع یعنی تاریخ اسماء اور کینتوں وغیرہ پر قلم اٹھایا تو اس کتاب پر انحصار کیا۔

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲۔ ص ۳۴

۲۔ طبقات شافعیہ، ج ۲۔ ص ۸

۳۔ ترجمہ جامع صحیح البخاری، ص ۴

۴۔ السنۃ قبل التدوین، ص ۲۶۵

بعض علمائے حدیث و رجال نے بخاریؒ کی روایتوں کو اپنی طرف نسبت دے دی ہے اور بعض نے اس سے روایت کر دی ہے۔

تھے

آیا صوفیا۔ اس کا ایک فوٹو گراف نسخہ قاہرہ میں ہے۔ پیرس مکتبہ القرویین بیغاس، آصفیہ، المکتبۃ السنذیہ اور مکتبہ لیس باش اعیان العیاسی بصرہ میں ہے اور اسی طرح اس کا ایک نسخہ الظاہریۃ دمشق میں بھی ہے۔

التاریخ الکبیر آٹھ جلدوں میں ۱۲۶۱ھ و ۱۲۶۲ھ میں حیدرآباد (دکن) میں طبع کی ہے۔

تاریخ کبیر کا ذکر ڈاکٹر صبحی الصالح نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں صفحہ ۲۶ پر کیا ہے۔

۳۔ تاریخ الصغیر

فن تاریخ میں امام بخاریؒ کی یہ بھی ایک بے مثل تصنیف ہے۔ فن حدیث کو فن رجال کے ساتھ وہی تعلق ہے، جو روح کو جسم کے ساتھ ہے۔ اس لیے امام صاحب کو اس کے ساتھ خاص شغف تھا۔ اس کو امام بخاریؒ سے عبداللہ بن محمد بن برد الرحمن الاشرق نے روایت کیا ہے۔ اس تاریخ میں امام بخاریؒ مشاہیر صحابہ و تابعین کے سین و قات و نسب و لقا کا ذکر کرتے ہیں اور جرح تعدیل بھی کرتے ہیں۔ بقول امام بسکی کے امام بخاریؒ کو ہر شخص کے بارے میں پوری معلومات حاصل تھیں، لیکن طوالت سے خوف سے کتاب میں درج نہیں کیں۔ یہ کتاب ۱۳۲۵ھ میں الہ آباد مطبع انوار حمدی میں طبع ہوئی۔

۱۔ طبقات شافعیہ: ج ۲۔ ص ۱۰

۲۔ براکلمن ج ۳۔ ص ۱۷۸

۳۔ طبقات شافعیہ: ج ۲: ص ۵

نسخے

پٹنہ ، برلن ، بانگی پور ، رام پور ، بوہار کی لائبریریوں میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ تاریخ الصغیر کا ذکر ڈاکٹر صبحی الصالح نے علوم الحدیث میں صفحہ ۳۹۷ پر کیا ہے۔ تاریخ الصغیر پر حمدون بن عبدالرحمن الحاج نے ایک شرح بھی لکھی۔ بعنوان بھجة المسك الدداری لقادی تاریخ البخاری، جو ناس میں طبع ہوئی تاریخ طباعت درج نہیں۔ ۱۷

۴۔ کتاب الخلق افعال العباد

صحابہ رض و تابعین ۷۷ جس طرح آیات و احادیث سے باطل فرقوں کا رد کرتے تھے، وہی طرز اس کتاب کا بھی ہے، اور یہی علم کلام قدیم ہے، اس کو امام بخاری نے یوسف بن ریحان اور علامہ فرزبری نے روایت کیا ہے۔ اس کتاب میں فرق باطلہ، جہمیہ اور معطلہ کا رد ہے اور آیات و احادیث کے ساتھ آثار صحابہ و اقوال تابعین بھی درج ہیں۔

نسخے

اس کا ایک قلمی نسخہ پٹنہ میں موجود ہے۔ ۱۷

مولانا محمد شمس الحق عظیم آبادی نے ۱۳۰۶ھ میں یہ کتاب دہلی میں طبع کرائی۔

۵۔ کتاب الضعفاء الصغیر

حروف تہجی کی ترتیب سے اس کتاب میں ضعیف راویوں کے نام درج کیے ہیں۔ اکثر وجہ تصنیف اور راوی کے تلمذ کا بھی ذکر ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تصنیف میں کتنی احتیاط برتی گئی ہے۔

۱۷ براکلمن: ج ۳۔ ص ۱۷۸، ۱۷۹

۱۷ تاریخ ادب العربی: براکلمن ج ۳۔ ص ۱۷۹

نسخے:

پٹنہ، لاللی اور بانگی پور کے کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ یہ کتاب المفردات (امام مسلم) کے ساتھ یہ کتاب آگرہ میں ۱۳۲۳ھ میں چھپی۔ نیز مطبع انوار امدی الہ آباد میں ۱۳۲۵ھ میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب ۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۶۔ کتاب الکنیٰ

اس کا ذکر ابو احمد حاکم نے کیا ہے۔ یہ محدثین کے نزدیک اس فن سے واقفیت حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس موضوع میں روایت حدیث کی کئی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اس میں سے ایک راوی کا دوسرے سے اختلاف نہ ہو۔ ڈاکٹر صبحی الصالح نے علوم الحدیث کے صفحہ ۳۹ میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب جلد آباد کن میں ٹائپ میں ۱۳۶۰ھ کو طبع ہوئی۔ ۹۷ صفحات پر مشتمل ہے اور ایک ہزار کے قریب کئی کئی نسخوں سے متعلق اس میں بحث کی گئی ہے۔

۷۔ کتاب الادب المفرد

یہ وہ کتاب ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و آداب کا پتلا ڈھنڈا ہے اس کو امام بخاریؒ سے احمد بن محمد الجلیل الزرار روایت کرتے ہیں۔ اس کتاب کا ذکر بھی ڈاکٹر صبحی الصالح نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں صفحہ ۳۹ پر کیا ہے۔

نسخے

الظاہریہ دمشق، عمومیہ اور بانگی پور میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ تاہم یہ میں طبع ہونے کے علاوہ آگرہ میں ۱۹۰۶ء میں اور استنبول میں ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوئی۔ اردو ترجمے سمیت کراچی سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ براکلن ج ۳-ص ۱۷۹

۲۔ ہدی الساری، ج ۲-ص ۲۰۵

۳۔ تاریخ ادب العربی: براکلن ج ۳-ص ۱۷۹

۸ - تنویر العینین برفع الیدین فی الصلوٰۃ

یہ بڑی جامع کتاب ہے، رفع الیدین کے علاوہ عدم رفع کے بارے میں بھی اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ امام بخاریؒ سے اس کو محمود بن اسحاق الخزازی روایت کرتے ہیں جو امام بخاری کے شاگرد ہیں۔

آصفیہ اور کلکتہ میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔ اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۲۵۶ھ میں طبع ہوئی۔ دہلی میں بھی یہ کتاب اس عنوان سے شائع ہوئی۔ ۱۷

۹ - خیر الکلام فی القراءۃ خلف الامام

اس کتاب کو جو ترجمہ "قراءۃ خلف الامام" بھی کہا جاتا ہے۔ امام صاحبؒ کا یہ ایک مشہور رسالہ ہے۔ امام صاحب نے اس رسالے میں قراءۃ خلف امام کو بہ دلائل احادیث و آثار ثابت کیا ہے اور دوسرے فریق کے جوابات نہایت عمدگی سے دیے ہیں۔ اگرچہ فریق کا نام نہیں لیا، لیکن فریق خود سمجھتا ہے کہ یہ کس کا جواب ہے۔ تحریر میں انتہائی احتیاط سے کام لیا گیا ہے جو محدثین کی خصوصیت ہے۔ ۱۲۹۹ھ میں بمقام دہلی اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی۔ ۱۸

۱۰ - التاریخ الاوسط

یہ کتاب زمانی ترتیب کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہے۔ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں اس کے حوالے دیے ہیں۔ اس کو امام بخاریؒ سے عبداللہ بن احمد بن عبد السلام الجعفی، ابو محمد زینبویؒ بن محمد العباد روایت کرتے ہیں۔ اس کتاب کا ذکر ڈاکٹر صبحی الصالح نے علوم الحدیث میں صفحہ ۳۹ پر کیا ہے۔ حیدرآباد دکن میں ۱۹۳۷ء میں اس کا ایک نسخہ ملا تھا۔ ۱۹

۱۷ براکمن ج ۰۳ ص ۱۰۹

۱۸ ایضاً

۱۹ ایضاً - ص ۱۰۸

۱۱۔ کتاب الضعفاء الکبیر

اس کا ایک قلمی نسخہ پٹنہ لائبریری میں موجود ہے۔ ۱۷

۱۲۔ المسند الکبیر التفسیر الکبیر

ان دونوں کا مفصل حال معلوم نہیں ہو سکا۔ ان دونوں کا ذکر امام بخاریؒ

کے لمبید علامہ فریبری نے کیا ہے۔ ۱۷

۱۳۔ اسامی الصحابہ

اس کا ذکر ابوالقاسم بن مندہ نے کیا ہے اور وہ خود اس کو ابن فارس کے

طریق سے روایت کرتے ہیں۔ اکثر عبارتیں اس سے نقل بھی کرتے ہیں۔ ابوالقاسم

امام بخاریؒ بھی اس سے اپنی کتاب معجم الصحابہ میں نقل کرتے ہیں۔ اس موضوع پر

اس سے پہلے کی کسی تصنیف کا پتا نہیں چلتا۔ اس کے بعد ابن مندہؒ، ابن عبدالبرؒ

ابن اثیرؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اسمائے صحابہ اور ان کے تاریخی حالات میں

کتاویہ تصنیف کیں۔ ۱۷

۱۴۔ الجامع الصغیر فی الحدیث

حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ بقول ابن حجرؒ اس کتاب

کو امام بخاریؒ سے عبداللہ بن محمد الاشقر نے روایت کیا ہے اور یہ تصنیف

موجود ہے۔

۱۔ براکمن ج ۳ - ص ۱۷۹

۲۔ ہدی الساری: ج ۲ - ص ۲۰۴، ۲۰۵۔ المسند الکبیر کا پورا قلمی نسخہ امام ابن تیمیہ

کے قلم کا لکھا ہوا کتب خانہ قلمی دارالعلوم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود

تھا۔ عبید اللہ رحمانی۔

۳۔ اس کا کامل نسخہ کتب خانہ قلمی دارالعلوم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا۔ عبید اللہ رحمانی۔

۴۔ ہدی الساری مقدمہ فتح الباری: ابن حجر ج ۲ - ص ۲۰۵

۵۔ اس کا قلمی نسخہ بخط حافظ ابن حجر عسقلانی کتب خانہ دارالعلوم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم

تک موجود تھا۔ عبید اللہ رحمانی۔

نایاب تصنیفات

۱۵۔ الجامع البکیر

اس کا ذکر ابن طاہر نے کیا ہے۔ اس کتاب کا بھی مفصل حال کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ نہ اس کے کسی قسم کے وجود کا پتہ چل سکا۔

۱۴۔ کتاب المبیہ

اس کا ذکر امام بخاریؒ کے کاتب محمد بن ابو حاتم نے کیا ہے۔ اور لکھ ہے کہ یہ کتاب اس قدر جامع ہے کہ عبد اللہ بن مبارک، وکیع، ابن جراح کی کتابوں سے اس کو کچھ نسبت نہیں۔ وکیع کی کتاب المبیہ میں دو یا تین اور عبد اللہ بن مبارک کی کتاب میں صرف پانچ حدیثیں مرفوع تھیں۔ لیکن امام بخاریؒ کی کتاب میں پانچ سو کے قریب مرفوع حدیثیں ہیں، لیکن انہوں نے اس کے کسی نسخے کا پتہ نہ چل سکا۔

۱۷۔ کتاب الوحدان

اس کتاب میں امام بخاریؒ نے ان روایات صحابہ کا ذکر کیا ہے، جن سے صرف ایک ہی حدیث مروی ہے۔ امام بخاریؒ سے پہلے کسی نے اس موضوع پر کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ بعد میں امام نسائیؒ اور امام مسلمؒ نے کتاب الوحدان لکھی۔ اس کتاب کا ذکر ڈاکٹر صبحی الصالح نے علوم الحدیث میں کیا ہے۔

۱۸۔ کتاب المبسوط

کتاب المبسوط کے موضوع بحث کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ لیکن قیاس یہ ہے کہ اس کتاب میں بسط کے ساتھ وہ فقہی مسائل ہوں گے جو احادیث سے مستنبط کیے گئے ہیں۔ خلیلی نے اس کا ذکر اپنی کتاب ارشاد میں کیا ہے کہ امام بخاریؒ سے صہیب

لہ ہدی الساری: ج ۲۔ ص ۲۰۴، الجامع البکیر کا کامل نسخہ بخط حافظ ابن کثیرؒ کتب خانہ قلمی دارالعلوم جرمن میں دوسری جنگ عظیم سے پہلے موجود تھا۔

بن سلیم نے روایت کیا۔

۱۹ کتاب العلل

یہ فن نہایت دقیق اور عمدہ ہے، اس کا ذکر ابوالقاسم بن مُسَدِّہ نے کیا ہے۔

۲۰ کتاب القوائد

اس کا ذکر امام ترمذی نے اپنی کتاب "المناقب" میں کیا ہے، لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ امام بخاری نے کس قسم کے فوائد اس میں ودیعت کیے ہیں۔ لیکن قرینہ یہ ہے کہ اس میں وہ نکات حدیثیہ ہیں جو فن علل کے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۱ بر الوالدین

امام بخاری سے محدثین دُثویہ روایت کرتے ہیں۔ اس کے وجود کا پتا نہیں چل

سکا۔

۲۲ کتاب الاشریہ

اس کا ذکر امام دارقطنی نے اپنی کتاب "المؤتلف والمختلف" میں کیا ہے۔

۲۳ قضایا الصحابہ والتابعین

امام بخاری نے یہ مبارک کتاب تاریخ البکیر سے قبل ۲۱۲ھ میں تصنیف کی ہے

جب کہ آپ کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ اس میں تعامل صحابہؓ کا ذکر ہے۔ یہ نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے۔

۱۔ مقدمہ فتح الباری ج ۲ - ص ۲۰۵

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً ص ۲۰۲

۵۔ ایضاً ص ۲۰۵

۶۔ طبقات شافعیہ: ج ۲ - ص ۵

۲۴۔ کتاب الرقاق

اس کا ذکر صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ نے کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔
”کتاب الرقاق للبخاری من کتب الحدیث“۔ لیکن افسوس آج تک دُنیا کے کسی کتب
خانے میں اس کا پتا نہیں چلا اور نہ اس کا کوئی راوی معلوم ہوا۔

تیسرا باب

الجامع مع ایضاح

الجامع لصحیح

صحیح بخاری کی مقبولیت و اہمیت

علمائے اصول حدیث نے کتب احادیث کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا ہے۔
 طبقہ اولیٰ میں صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطا امام مالکؒ۔
 طبقہ ثانیہ میں جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، مسند امام احمد بن حنبل، سنن نسائی
 شامل ہیں۔

طبقہ ثالثہ میں مسند ابن ابی شیبہؒ، مسند الطیالسی، مسند ابن جمیہ، مصنف
 عبدالرزاق، سنن بیہقی۔

ان طبقات کتب میں محدثین کے نزدیک صحاح ستہ کو باقی تمام کتب حدیث پر
 فضیلت و فوقیت حاصل ہے۔ صحیح بخاری میں صحت، تفسیر اور استنباط نمایاں ہے۔
 صحیح مسلم حسن ترتیب کے اعتبار سے مشہور ہے اور ساتھ ہی تعلیقات کی قلت بھی
 ہے۔ فقہ حدیث میں کثرتِ معلومات کے لیے جامع ترمذی مشہور ہے۔ احادیث احکام
 کے متعلق سنن ابی داؤد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

۱۔ جامع حدیث کی اسی کتاب کو کہتے ہیں جس میں تمام ابواب حدیث شامل ہوں۔
 باب فردی ہیں۔ (۱) باب عقائد (۲) احکام (۳) رقائق (۴) آداب الطعام والشراب۔
 (۵) باب التفسیر والسیر (۶) سفو والقیام والعقود (۷) باب الفتن (۸) المناقب والمصائب۔
 (علوم الحدیث: صحتی الصالح صفحہ ۱۲۲)

۲۔ الرسالة المستطرفہ: محمد بن جعفر الکتانی ص ۵

صحاح ستہ میں صحیح بخاری کو افضلیت کا درجہ حاصل ہے۔
 اول من صنف فی صحیح المجرد علی ما قالہ غیرہ و احد الامام ابو عبد اللہ
 البخاری رحمہ اللہ

یعنی بقول اکثر کے امام بخاریؒ پہلے محدث ہیں جنہوں نے محض صحیح احادیث
 کو جمع کیا۔

امام بخاری کی کل تصنیفات میں الجامع الصحیح جو صحیح بخاری کے نام سے
 مشہور ہے، دُنیا کے تمام اسلامی ممالک میں شائع ہو چکی ہے اور جن دجود سے مسلمانوں
 نے امام بخاریؒ کو امام المحدثین، امیر المؤمنین فی الحدیث کا لقب دیا، ان میں ایک یہ
 مبارک کتاب بھی ہے۔ یہ رتبہ، یہ فضیلت، یہ شرف، یہ اعتبار متقدّمین سے لے کر
 متّخرّین تک اسلام میں نہ کسی محدث کی تصنیف کو حاصل ہوا نہ کسی فقیہ اور امام کی
 تالیف کو۔ اسی بنا پر امام المحدثین امام بخاری کی اس کتاب ”الجامع الصحیح“ کو
 ”صح الکتب بعد کتاب اللہ کہا گیا ہے۔“

صحیح بخاری ایک ایسی کتاب ہے کہ اگر اس کی صرف تاریخ لکھی جائے اور ہر پہلو
 سے اس پر مستقل بحث کی جائے تو اس کے لیے ایک دفتر چاہیے۔

امام بخاریؒ ایک ترجمۃ الباب لکھ کر اس کے تحت ایک حدیث کسی سند سے
 لاتے ہیں۔ پھر دوسرا باب لکھتے ہیں اور اس میں بھی وہی حدیث دوسری سند سے لاتے
 ہیں۔ اس طرح کئی کئی ترجمۃ الباب میں ایک ہی حدیث لاتے ہیں، یہاں تک کہ نظر
 بہ ظاہر وہ حدیث مکرر سہ مکرر ہو جاتی ہے۔

صحیح بخاری کے شروع کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے اور اہل علم نے
 اس کا کوئی پہلو یا کوئی موضوع ایسا نہیں چھوڑا جس پر بحث نہ کی ہو۔ کسی نے نحوی
 تحقیقات سے بحث کی، کسی نے صرف تراجم البواب کو موضوع بحث قرار دے کر
 کتاب لکھی، کسی نے لغات سے بحث کی، کسی نے رجال سے، کسی نے تعلیقات
 کو بدف گفتگو ٹھہرایا۔ کسی نے متابعات سے بحث کی، کسی نے استخراج کیا، کسی

سے صبحی الصالح ص ۱۱۶، ۱۱۷

نے استدراک کیا، کسی نے تنقید پر کتاب لکھی، تاہم امام بخاریؒ کے دقیق خیال اور لطیف استدلال تک بہت کم لوگوں کو رسائی ہوئی۔

اس کی رفعت و شان کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ کروڑوں مسلمان اس کو حایہ ناز کتاب سمجھتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ ہمارے رسول کریم ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات اسی تنقید اور تحقیق کے ساتھ اس کتاب میں جمع کیے گئے ہیں۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے پوری جانفشانی، محنت، سعی، جان نثاری اور اپنے خداداد حافظے سے کام لے کر اس کو جمع کیا۔ مسلمانوں کے تمام فرقے، تصوف و سلوک کے تمام طبقے اور سب پڑھے لکھے لوگ قرآن کے بعد اس کتاب کی صحت و جامعیت میں متفق اللسان ہیں۔

صحیح بخاری کا پڑھنا تمام بیماریوں کے لیے باعثِ شفا ہے اور ہر قسم کے حزن و ملال کا اس کے مطالعے سے خاتمہ ہو جاتا ہے۔ سخت مصیبت کے وقت، خوفِ دشمن، مرض کی شدت، قحط سالی اور دیگر بلاؤں میں جامع الصحیح کا پڑھنا تریاق کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ صلح الدین ایوبی نے صلیبی جنگ میں صحیح بخاریؒ کا ختم کرایا تھا۔ اصحابِ تقویٰ کے بہت سے خوابوں میں آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ یعنی وہ مستند خواب جس کا سلسلہ سند امام بخاریؒ تک پہنچتا ہے، بہت ہی با وقعت ہوگا۔ قربر بُری، امام بخاریؒ کے کاتب سہیل وراق سے نقل ہیں کہ میں نے امام بخاریؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ رسول کریمؐ کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور جب رسول کریمؐ اپنا پاؤں مبارک اٹھاتے ہیں تو امام بخاریؒ اپنا قدم رسول کریمؐ کے نشانِ قدم پر رکھتے ہیں۔

۱۶ براکمن، ج ۳- ص ۱۶۵،

۱۷ الحوطۃ فی ذکر صحاح ستہ ص ۸۸

۱۸ بستان المحدثین: ص ۱۷۴

۱۹ طبقات شافعیہ: ج ۲- ص ۸-

اسی طرح طبقات شافیہ میں امام سبکی فربری سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ص کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: امام بخاریؒ کے پاس! تو رسول کریم ص نے فرمایا: امام بخاریؒ کو میرا سلام کہنا۔
نجم بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول کریم ص قبر شریف سے باہر تشریف لائے اور امام بخاریؒ آپ کے پیچھے آپ کے نشان قدم مبارک پر چلے جا رہے ہیں۔

ان خوابوں کے علاوہ ابو سہیل مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں رکن بیت اللہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان سو رہا تھا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ جناب رسول کریم ص فرما رہے ہیں: ابو زید شافعی کی کتاب کا درس میری کتاب کی موجودگی میں کب تک دیا کر دو گئے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کی کون سی کتاب ہے؟ فرمایا: الجامع الصحیح لمحمد بن اسماعیل۔

ٹومس ولیم بیل اور نٹل بیوگرافیکل ڈکشنری مطبوعہ لندن (۲۱۸۹۰) میں لکھتے ہیں: امام بخاریؒ کی تصنیف صحیح بخاری کی سب سے زیادہ قدر کی جاتی ہے اور روحانی و دنیاوی معاملات دونوں حیثیت سے قرآن کے بعد معتبر سمجھی جاتی ہے۔ پھر اس سے لگے بھتے ہیں:-

اس کتاب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی، الہامات اور افعال و اقوال ہی درج نہیں بلکہ قرآن کے اکثر مشکل مقامات کی تفسیر بھی درج ہے۔

تالیف صحیح بخاری

وجہ تالیف

صحابہ کے بعد تابعین میں تو احادیث لکھنے کا رواج عام ہو گیا تھا۔ اموی خلیفہ

۱۔ طبقات شافیہ: ج ۲ - ص ۸

۲۔ مقدمہ فتح الباری: ج ۲ - ص ۲۰۲

عمر بن عبدالعزیز (خلافت ۹۹-۱۰۱ھ) نے تدوین حدیث کی تحریک کی۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے ابن شہاب زہریؒ (متوفی ۱۲۴ھ) اور ابویکر خرمی انصاری (متوفی ۱۲۰ھ) نے حدیث کی کتابیں تالیف کی تھیں۔ اس کے بعد تدوین حدیث عام ہو گئی۔ یمن میں امام مُعمر بن راشد (متوفی ۱۵۳ھ) مکے میں امام ابن جریج (متوفی ۱۵۰ھ) مدینہ میں ابی بن عقبہ (متوفی ۱۴۱ھ) شام میں امام اوزاعی (۸۸-۱۵۷ھ) بصرہ میں امام سعید بن ابی عؤبہ بصری اور یسع بن صبیح بصری (متوفی ۱۴۰ھ) اور حماد بن مسلمہ بصری، کوفہ میں سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) واسط میں بیہشم (متوفی ۱۸۸ھ)، ری میں جریر بن عبد الحمید (م ۱۸۸ھ) سمر میں لیث بن سعد (م ۱۷۵ھ) اور خراسان میں عبداللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) جیسے نامور اور شہرہ آفاق محدثین نے حدیث کی کتابیں تالیف کیں۔ اسی دور میں امام مالک (متوفی ۱۷۹ھ) نے مدینہ میں ۱۴۳ھ میں الموطا تالیف کی۔ امام بخاری کے سامنے یہ سب کتب احادیث موجود تھیں۔

۱۔ امام بخاری نے ان تصانیف کو دیکھا ان کو جانچا اور ان میں ہر قسم کی صحیح اور ضعیف حدیثوں کو مخلوط پایا تو انھوں نے صحیح احادیث جمع کرنے کا ارادہ کیا۔

۲۔ امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک روز امام اسحاق بن راہویہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انھوں نے فرمایا:

لو جمعتمہ کتاباً مختصراً الصحیح سنة النبیؐ۔

کاش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث سے ایک مختصر کتاب تم جمع کرتے۔

امام بخاری فرماتے ہیں وقع ذلک فی قلبی۔ یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی اور آگ میں روغن کا کام دے گئی۔ میں نے اسی وقت سے جامع صحیح کی تدوین شروع کر دی۔

۱۔ علوم الحدیث: صحیحی الصالح ص ۳۸۱

۲۔ فجر الاسلام: احمد امین ص ۲۶

۳۔ ترجمہ جامع صحیح البخاری: ص ۸

۳ - تیسری وجہ اس کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ محمد بن سلیمان بن فارس نے کہا کہ میں نے امام بخاری کو کہتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم کو خواب میں دیکھا کہ میں آپ کے حضور میں کھڑا ہوں، میرے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے، جس سے میں آپ کے اوپر سے مکھیاں ہٹا رہا ہوں۔ بیدار ہو کر میں نے بعض معبرین سے تعبیر پوچھی۔ تعبیر دینے والوں نے یہ تعبیر دی۔

فقال لی انت تذب عتہ الکذب

کہ تم رسول کریم پر سے جھوٹ اور اتہام کو دور کرو گے۔

یعنی جناب رسول کریم کی طرف جن جھوٹ احادیث کی نسبت کی جاتی ہے، تم ان کو دفع کرو گے۔ امام بخاری رحمہ کہتے ہیں: یہ بات ہے جس نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں صحیح احادیث کا استخراج کروں۔

اس بابرکت خواب نے امام المحدثین کے شوق میں مزید اضافہ کیا اور جامع صحیح کی تالیف میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

مدت و کیفیت تالیف

وراق نے امام صاحب کا ایک قول نقل کیا ہے کہ میں نے جامع صحیح البخاری کو سولہ برسوں میں لکھا اور یہ بھی امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے جامع الصحیح کو تین بار تالیف کیا۔

امام سبکی رحمہ طراز ہیں کہ امام بخاری رحمہ نے کہا میں نے چھ لاکھ احادیث میں سے صحیح احادیث اس میں جمع کیں اور اس کو سولہ برسوں میں مکمل کیا۔ مزید فرمایا کہ میں نے اپنے اور اللہ کے درمیان اس کو حجت بنا یا ہے۔

۱۔ کشف الظنون؛ حاجی خلیفہ ج ۲- ص ۵۴۴

۲۔ تسہیل القاری؛ ص ۱

۳۔ طبقات الحنابلہ؛ ج ۱- ص ۲۷۶

ابوالہیثم کشفہینبی کہتے ہیں: میں نے امام فرُّبری سے سنا، وہ امام بخاریؒ کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ میں نے کوئی حدیث الجامع الصَّحیح میں اس وقت تک نہیں شامل کی جب تک وضو کر کے دو رکعت نماز نہ ادا کی ہو۔^۱ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ میں نے اس کو مسجد حرام (بیت اللہ) میں تالیف کیا۔ دو رکعت پڑھ کر ہر حدیث پر استخارہ کرتا، جب مجھے پوری طرح اس کی صحت کا یقین ہو جاتا تو الجامع الصَّحیح میں درج کرتا۔^۲

علامہ ابن عدی اپنے شیوخ کی ایک جماعت سے نقل کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے الجامع الصَّحیح کے تراجم البواب کو حجرہ نبوی اور منبر کے درمیان بیٹھ کر لکھا۔ وہ ہر ترجمۃ البواب دو رکعت نماز پڑھ کر لکھتے تھے۔^۳ وراق نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ میں امام بخاری کے ساتھ تھا۔ میں نے ان کو کتاب التفسیر لکھتے دیکھا۔ وہ رات کو پندرہ بیس مرتبہ اٹھتے اور حتماً سے آگ روشن کر کے چراغ جلاتے اور حدیثوں پر نشان لگا کر سو جاتے۔ اس سے صاف پتا چلتا ہے کہ صحیح ہونے کا یقین ہو جاتا تو اس پر نشان دیتے۔^۴ اسی کتاب کے تراجم البواب کی ترتیب و تہذیب اور ہر باب کے تحت میں حدیث کو شامل کرنا، یہ خدمت امام صاحب نے ایک بار حرم محترم میں اور دوسری بار منبر و محراب کے درمیان بیٹھ کر سر انجام دی۔^۵ تراجم البواب کی ترتیب و تہذیب کے وقت جو حدیثیں تراجم البواب کے تحت میں لکھتے تو پہلے غسل کر کے استخارہ کر لیتے۔

۱ طبقات حنابلہ: ج ۱- ص ۲۷۷

۲ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۴۷

۳ تاریخ بغداد: ج ۲- ص ۹

۴ طبقات شافعیہ: ج ۲- ص ۷

۵ بستان المحدثین: ص ۱۷۲

ابو جعفر عقیلی کہتے ہیں کہ امام صاحب نے صحیح بخاری تالیف کر کے ان شیوخ کے سامنے پیش کی جن کا فضل و کمال اہل اسلام میں مسلم تھا، سب نے بالاتفاق اس کی نسبت کی شہادت دی۔

اس کتاب میں امام بخاری نے بڑی تحقیق و تنقید اور جرح و قدح کے بعد منتخب کر کے ۹۰۸۲ صحیح احادیث درج کیں۔ اگر مکرر حدیثوں کو نکال دیا جائے تو پھر حدیثوں کی کل تعداد ۲۹۷۰ رہ جاتی ہے۔ اس میں معلقات، متابعات، موقوفات اور مقطوعات شامل نہیں۔ اس کتاب کو مسائل فقہ کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ مختلف عنوان قائم کرے ہر عنوان کے تحت اسی مضمون کی صحیح حدیثیں نقل کر دی گئی ہیں۔ صحیح بخاری ۹ کتابوں اور ۳۴۵۰ ابواب میں منقسم ہے۔ سدا بقول ابن صلاح صاحب مقدمہ، صحیح بخاری میں ۲۷۵ احادیث، مکرر احادیث سمیت ہیں۔ امام نوویؒ کا بھی یہی قول ہے۔ ابن حجر کے قول کے مطابق سوائے معلقات اور متابعات کے احادیث کی تعداد ۲۹۷۰ ہے بغیر طرقات کے احادیث کی تعداد ۲۶۰۲ ہے۔ بشمول معلقات ۲۷۶۱ احادیث ہیں اور تمام قسم کی احادیث شامل کر کے ۹۰۸۲ ہیں۔ (الحطینی ذکر صحاح ستہ، ص ۱۶)

عنوان کتاب

صحیح بخاری کی تالیف کے وقت امام بخاریؒ کے پیش نظر دو تین باتیں تھیں۔ اول ان حدیثوں کا انتخاب اور جمع کرنا جن کی صحت اور مقبولیت پر امام بخاریؒ سے قبل دشمنین کا، یا اس وقت کے محدثین کا اتفاق ہو چکا تھا، اس لیے انھوں نے اس تالیف کا نام ”الجامع الصحیح من احادیث رسول اللہ و سنتہ و ایامہ“ رکھا۔ ثانی استنباط مسائل فقہیہ، استخراج نکات حکمیہ جن کو امام بخاریؒ کی دقت پسند طبیعت کے نتائج گنتا زیادہ مناسب ہے اور اسی مقصود (استخراج مسائل فقہیہ) کی وجہ سے متن میں اگر تکرار بھی ہو تو اس کی پروا نہیں کرنے، لیکن التزام یہ ہے کہ متن اور

اسناد دونوں ہر طرح مکرر نہ ہوں۔ مگر اگر صرف مضمون حدیث میں ہوتا ہے، تبدیل اسناد سے حدیث درجہ آحاد سے تراثر معنوی یا شہرت کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

استخراج مسائل میں ایک بہت ہی عمدہ التزام یہ ہے کہ پہلے آیات سے استدلال کرتے ہیں اور حدیث و آیت کی تطبیق و توفیق کا خیال مقدم رہتا ہے۔ آیت کی تفسیر حدیث سے یا حدیث کی تشریح آیت سے ہو جاتی ہے۔ استدلال کا انداز بہت ہی لطیف اور دقیق ہوتا ہے۔ اکثر لوگ ناواقفیت کی بنا پر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں اور امام صاحب کو نشانہٴ اعتراض بناتے ہیں۔

استخراج مسائل فقہیہ چونکہ اہم مقاصد میں سے ہے، اس لیے بہت سے ابواب میں صرف فیہ عن فلان سے اس حدیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جو پہلے گزر چکی ہے، خواہ قریب ہو یا بعید۔ کبھی کسی باب کے تحت متن حدیث مذکور ہے، لیکن سلسلہ سند محذوف یا حدیث معلق ذکر کی ہے۔ بہت سے تراجم ابواب ایسے ہیں جن کے تحت متعدد احادیث مذکور ہیں۔ کہیں ایک حدیث، کہیں صرف قرآن کی آیات۔ یہ سب انداز بتاتے ہیں کہ استخراج مسائل فقہیہ صحیح بخاری کی تالیف کے اہم مقاصد میں شامل ہے۔ ۱۷

بعض تراجم ابواب کے تحت نہ کوئی حدیث ہے نہ قرآن کی آیت، نہ اثر صحابی، نہ قول تابعی، بلکہ بالکل بیاض ہے۔ یہ ایسا موقع ہے کہ کوئی مسئلہ پیش آیا لیکن اس کی دلیل بروقت نہ مل سکی۔ صورت مسئلہ، بعنوان ترجمۃ الباب لکھ دیا، اس خیال سے کہ اس پر غور کریں گے، لیکن موت نے نہ ہمت نہ دی۔ بعض مقامات پر صرف حدیث ہے، ترجمۃ الباب نہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ حدیث صحیح کا تیقن ہو گیا، جسے کتاب میں داخل کر لیا، لیکن اسے بیاض مسئلہ کی نوبت نہ آئی۔ ۱۸

۱۷ ضعی الاسلام، احمدین ج ۲ - ص ۱۱۵

۱۸ ایضاً

تراجم ابواب

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے تراجم ابواب میں بڑے اعلیٰ مقام پر پیش نظر رکھے ہیں۔ کہیں تو وہ نہایت دقیق فقہی نکتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، کسی جگہ محدثانہ اصول اور حدیث کی علتِ غامضہ بتاتے ہیں، جس کے حل کے لیے نظرِ غائر، فہمِ صائب اور ذکاوت و فطانت کے علاوہ کثرتِ معلومات اور وسعتِ نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ نے عنوان یعنی باب قائم کرنے کے لیے استنباطِ احکام میں جو محنت اور کاوش کی ہے، وہ انہی کا حصہ ہے۔ امام بخاریؒ کے ابواب میں فیقہانہ رموز منسخر ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے۔

فقہ البخاری فی تراجم ابوابہ۔^{۱۵}

امام بخاری کی فقاہت کا ان کے تراجم ابواب سے پتا چلتا ہے۔

فقہا و محدثین میں یہ مقولہ مشہور ہے۔

تراجم ابواب سے متعلق مستقل تصانیف

صحیح بخاری کے تراجم ابواب کے مہتمم بالشان ہونے کا اندازہ اہل سے کیا جا سکتا ہے کہ بعض اجلہ محدثین اور فحول مصنفین نے تراجم کے مقاصدِ جلیلہ اور اشاراتِ غامضہ کے حل کرنے میں مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں، جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱۔ علامہ ناصر الدین احمد بن المنیرؒ خطیب اسکندریہ نے تراجم ابواب پر ایک مستقل کتاب لکھی جو بڑی مبسوط ہے اور اس کا نام ہے۔ ”المتواری علی تراجم البخاری“

۲۔ علامہ محمد بن منصور المغربي السجلمانی نے ایک کتاب تصنیف کی۔ اس کا نام

۱۵ علوم الحدیث

۱۶ یہ لفظ یہ تشدید ”یا“ ہے

”فك اغراض البخارى المبيهمه فى الجمع بين الحديث والترجمه“ ہے
حاجی خلیفہ نے فك كى جگہ حل اغراض البخارى رقم كيا ہے۔ ۱۷

۳۔ علامہ ابن ابى عبداللہ رشيد البتئى نے ایک ضخيم اور بسوط كتاب صحيح بخارى
كے تراجم البواب پر كھى جس كا نام ”ترجمان التراجم“ ہے۔ ليكن يہ مفيد كتاب
نا تمام رہى اور صرف باب الصوم تک كھى جاسكى۔ ۱۸

۴۔ علامہ زين الدين على بن المنير نے بھی ایک كتاب تراجم كے بارے ميں تصنيف
كى جس كا ذكر حافظ ابن حجر عسقلانى نے هدا السادى ميں كيا ہے۔

۵۔ شرح تراجم البواب صحيح البخارى ایک بڑا ہی جامع رسالہ حضرت شاه دولى اللہ

دہلوى كا ہے جو ۱۳۲۳ھ كو حيدرآباد (دکن) سے شائع ہوا۔ ۱۹ اس سے پہلے

يہ تيسير القارى شرح فارسى صحيح البخارى كے حاشيے پر ۱۳۰۵ھ ميں لکھنؤ سے

طبع ہوا تھا۔ ۲۰ اس رسالے كے ابتدا ميں تراجم البواب كے متعلق چند مختصر

ليكن جامع اصول بيان كيے گئے ہيں۔ پھر الگ الگ چار سو سے زائد تراجم پر

بحث كى گئى ہے۔ ان مستقل تصانيف كے علاوہ صحيح بخارى كى شروع ميں

تراجم البواب پر بڑى تفصيل سے لکھا گيا ہے اور اپنى معلومات كے مطابق ہر

شارح نے اس كا ذكر كيا ہے۔ اس بحث كو حافظ ابن حجر اور علامہ عيني نے خاص

طور سے لائق اعتنا گردانا ہے۔

علامہ ابن خلدون صحيح بخارى كے تراجم البواب كے متعلق بيان فرماتے ہيں:

صحيح بخارى حديث كى كتابوں ميں سب سے بلند پایہ كتاب ہے، اس ليے اہل علم

۱۷ كشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۱

۱۸ ايضاً

۱۹ براكلين ج ۳۔ ص ۱۷۷

۲۰ ايضاً ص ۱۷۴

ان کی شرح کو سخت مشکل کام خیال کرتے ہیں اور اس کے مقاصد تک پہنچنے کے لیے چند اور کاپا یا جانا ضروری ہے۔

۱۔ ایک ہی حدیث کی متعدد اسناد سے آگاہ ہونا۔

۲۔ ان اسناد کے رجال کا اس طرح علم ہونا کہ کون ان میں شامی ہے، کون حجازی اور کون عراقی ہے۔

۳۔ ان کے حالات سے آگاہ ہونے کے علاوہ یہ جانتا کہ اہل علم ان میں کیا اختلاف رکھتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اس وجہ سے تراجم ابواب کے سمجھنے میں بڑی دقیق نگاہ اور وسعت مطالعہ کی ضرورت ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ ایک ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں اور اس میں ایک سند سے حدیث لاتے ہیں، اس وجہ سے کہ دوسرے ترجمۃ الباب کی بھی یہی دلیل ہے۔ اس طرح متعدد تراجم ابواب میں بوجہ کثرت معانی و اختلاف سند حدیث مکرر ہو جاتی ہے۔

صحیح بخاری کے تراجم ابواب کو دعادی اور ان کے ماتحت کی حدیثوں یا آیتوں وغیرہ کے دلائل یا بمنزلہ دلائل خیال کر لینا غلط فہمی ہے۔ صحیح بخاری کا مطالعہ کھٹے والے اکثر حضرات اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

ترتیب صحیح بخاری

اگرچہ امام سبکی نے طبقات شافعیہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کو مسلک شافعی قرار دیا ہے، لیکن امام موصوف کسی خاص مسلک کے پابند نہیں تھے۔ درحقیقت وہ ایک بلند پایہ مجتہد ہیں۔ کبھی تو ان کے خیالات و آراء شافعی رحمہ اللہ کے موافق ہوتے ہیں اور کبھی مذہب ابنی حنیفہ رحمہ اللہ کے اور کبھی دونوں کے خلاف۔ کبھی امام بخاری رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رحمہ اللہ کے مذہب کو پسند کرتے ہیں اور کبھی مذہب مجاہد و عطاء کو۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے اس اجتہادی ذہن اور فہمی رجحان کا اثر ان کی کتاب الجامع الصحیح کی ترتیب و تالیف میں نمایاں ہے۔ اگرچہ اس میں فقہی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے، لیکن کتاب میں بعض ابواب بالکل غیر فقہی قسم کے بھی شامل کر لیے گئے ہیں۔

امام موصوف نے کتاب ”بَدْعُ الْوَحْيِ“ سے شروع کی ہے۔ پھر کتاب الایمان، کتاب العلم، کتاب الوضوء سے کتاب الجہاد تک۔ اس کے بعد کتاب بدو الخلق، کتاب الانبیاء، کتاب المناقب، کتاب فضائل اصحاب النبیؐ وغیرہ۔ ضعیٰ الاسلام کے مصنف احمد امین کا خیال ہے کہ بدو الخلق سے لے کر کتاب التفسیر تک کے ابواب غیر فقہی ہیں۔ بالآخر کتاب الاعتصام بالکتاب والسنتہ اور التوحید پر صحیح بخاری کو ختم کیا گیا ہے۔ بہر حال کتاب کی ترتیب امام بخاریؒ کی اجتہادی اور فقہی بلندی کا پتہ دیتی ہے۔

شروط صحیح البخاری

امام ابو عبد اللہ حاکم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام بخاری نے صحیح بخاری کی مسند حدیثوں کے لیے (جو اصل موضوع کتاب ہیں) یہ شروط معین فرمائی ہیں کہ ہر صحابی سے دو مشہور تابعیوں نے روایت کی ہو۔ اور ہر تابعی سے دو دو راوی ثقہ، عادل، ضابط جامع شروط صحت نے روایت کی ہو۔ اسی طرح سلسلہ روایت ہر طبقے میں چلا جائے۔ یہاں تک کہ امام بخاریؒ تک وہ حدیث پہنچی ہو۔

صحیح بخاری کی حدیثوں کی شرائط مندرجہ ذیل بیان کی جاتی ہیں:

- ۱۔ سب ناقلین و رواۃ حدیث صحابی تک ثقہ ہوں اور ان کی ثقاہت پر اتفاق ہو۔ یعنی رواۃ مسلم، صادق، غیر مدلس، غیر مختلط، متصف بصفات عدالت، ضابط، متحفظ، سلیم الذہن، قلیل الوہم، سلیم الاعتقاد ہوں۔ اور یہ صفات اعلیٰ درجے کی ہوں۔
 - ۲۔ سلسلہ روایت منقطع نہ ہو۔ ان یکون اسنادہ متصلاً۔
- متصل ہوں)

۱۔ ضعیٰ الاسلام ج ۲ ص ۱۱۳
۲۔ ایضاً

۳۔ اگر معنعن روایت ہو تو راوی کا اپنے شیخ سے لقاصر و ثنایت ہونا چاہیے۔
 ۴۔ اس حدیث کی صحت اور مقبولیت پر امام بخاریؒ سے پہلے کے محدثین کا اتفاق ہو یا امام بخاریؒ کے معاصرین کا اتفاق ہو۔

۵۔ علت اور شذوذ سے خالی ہو۔ مندرجہ بالا صفات روایات کے علاوہ روایات اعلیٰ طبقے کے ہوں، ادنیٰ یا اوسط ہونا کفایت نہیں کرتا۔

صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر ترجیح اور فضیلت

بلحاظ صحت جمہور محدثین کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ امام بخاریؒ کی کتاب ”صحیح بخاری“ متعدد وجوہ سے تمام کتب احادیث پر مقدم ہے، یہاں تک کہ اس کے بارے میں یہ مقولہ زبان زد خاص و عام ہو گیا ہے۔

أَصْحَبُ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللَّهِ الْبِأَرِي الْجَامِعِ الصَّحِيحَ لِلْبُخَارِيِّؒ۔

بعض مشائخ حدیث مثلاً حاکم کے استاد ابوعلی نیشاپوری نے صحیح مسلم کے بارے میں کہا ہے کہ آسمان کے نیچے صحیح مسلم سے زیادہ کوئی کتاب صحیح نہیں ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: ماتحت ادیم السماء اصح من کتاب مسلم؛ لیکن حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ اس قول میں یہ صراحت نہیں ملتی کہ صحیح مسلم صحیح بخاری سے اصح ہے۔ ابوعلی نیشاپوری نے صرف اس کتاب کے وجود کی نفی کی ہے جو مسلم سے زیادہ صحیح ہو، لیکن اس کے برابر کتاب سے انکار نہیں کیا۔

اسی طرح بعض علمائے مغرب نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت دی ہے۔ لیکن یہ فضیلت صحت اور قوت کی بنا پر نہیں ہے بلکہ فقط ان زائد از اصل امور میں ہے جو کہ حسن سیاق اور جودت وضع و ترتیب کے لحاظ سے اس میں پائے جاتے ہیں۔

صحت کے لحاظ سے بخاری کی کتاب مسلم سے افضل ہے، کیونکہ جن صفات و شرائط پر مدار صحت ہے، وہ صحیح مسلم کی نسبت صحیح بخاری میں زیادہ اتم، اشد، قوی اور پختہ ہیں۔ چنانچہ اتصال سند میں امام بخاریؒ نے یہ شرط عائد کی ہے کہ

راوی کی ملاقات اپنے شیخ سے ثابت ہونی چاہیے، اگرچہ یہ ملاقات ایک ہی بار کیوں نہ ہو۔ اس کے برعکس امام مسلمؒ نے صرف معاشرت یعنی راوی اور مروی عنہ کے ہم عصر ہونے پر اکتفا کیا ہے۔ پھر امام بخاریؒ کے نزدیک راوی کا اپنے شیخ سے سمانت ثابت ہونا چاہیئے۔

اسی طرح عدالت اور ضبط میں امام مسلمؒ کی نسبت امام بخاری کے روات کو فضیلت حاصل ہے۔ امام بخاریؒ کے منفرد رجال کی تعداد چار سو پینتیس ہے اور تقریباً انہی رجال پر طعن و جرح کی گئی ہے۔ برخلاف اس کے امام مسلمؒ کے منفرد رجال کی تعداد چھ سو دس ہے اور ان میں سے ایک سو ساٹھ رجال پر طعن کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ امام بخاریؒ کے مطعون رجال اکثر ان کے شیوخ یاں، جن کے بارے میں اور جن کی احادیث کے بارے میں امام بخاریؒ کو بالواسطہ علم نہیں تھا کہ ان کے حالات امام بخاریؒ سے مخفی ہوئے، اس کے برعکس امام مسلمؒ کے مطعون رجل متقدمین میں سے ہیں۔ جہاں تک شذوذ اور عدم تعلق کا تعلق ہے امام بخاریؒ کو فضیلت حاصل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ کی احادیث پر بمقابلہ امام مسلمؒ کے کم تنقید کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مصنف کی حیثیت سے امام بخاریؒ کا درجہ امام مسلمؒ سے افضل ہے اور علم حدیث میں امام بخاریؒ زیادہ متبحر ہیں۔ امام مسلمؒ، امام بخاری کے شاگرد تھے، ان سے استفادہ کرتے تھے اور ان کے نقش قدم پر چلتے تھے، اور شہادت دیتے تھے کہ امام بخاریؒ اس فن میں ہر طرح منفرد ہیں اور ان کو سیدالمحدثین کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ امام دارقطنی کا قول ہے:

لولا البخاری لما راح مسلم ولا جاء

یعنی اگر امام بخاریؒ نہ ہوتے تو امام مسلمؒ اس فن میں ظاہر نہ ہوتے اور نہ اس

۱۲۔ علوم الحدیث: ص ۱۲۰

۱۳۔ فتح المغیث: سخاوی ص ۱۱

۱۴۔ نخبۃ الفکر: ص ۳

میدان میں قدم رکھتے -

اسی طرح ایک باریوں فرمایا کہ امام مسلم نے کہ صحیح بخاری کو لے کر اس کی حدیثوں کا استخراج کیا اور کچھ اضافہ کیا -
وقال ابن خزيمة :

مَا دَأَيْتُ تَحْتَ اِدِيمِ السَّمَاءِ اَعْلَمَ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ
اسماعيل البخارى ربه

یعنی میں نے آسمان کی چھت کے نیچے محمد بن اسماعیل بخاری سے زیادہ حدیث کا عالم کسی کو نہیں پایا -
ایک جگہ منقول ہے:

وجاء مسلم بن الحجاج فقبله بين عيينه وقال : دعنى اقبل رجلك
يا استاذ الاستاذين ، وسيد المحدثين ، وطيب الحديث فى عله ربه
یعنی امام بخاری کے پاس مسلم بن حجاج آئے اور انھوں نے ان کی آنکھوں کا
بوسہ لیا - پھر فرمایا ، اے استاذ الاستاذہ ، اے سید المحدثین ، اے طیب حدیث -
مجھے اجازت دیجیے کہ آپ کے پاؤں چوم لوں -
امام ترمذی نے ان کے بارے میں کہا:

”لم ادنى العلل والرجال اعلم من البخارى“ ربه

علل ورجال سے متعلق میں نے امام بخاری سے زیادہ کسی کو عالم نہیں دیکھا -
مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح دی گئی ہے اور
صحیح بخاری کو اس کے مقابلے میں فضیلت حاصل ہے -

۱ تذکرۃ الحفاظ : ج ۲ - ص ۱۲۳

۲ علوم الحدیث : ص ۳۹۷

۳ ایضاً

چوتھا باب

بشریح صحیح بخاری

صحیح بخاری کے جلیل القدر اور بلند پایہ کتاب ہونے کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ سلف سے لے کر خلف تک علمائے اسلام بلا امتیاز مسلک فقہی اس کو لائق اعتناء قرار دیتے رہے۔ کسی نے اس کی شرح لکھی، کسی نے صرف اس کے رجال پر توجہ کی، بعض نے اس کے فقہی تراجم ابواب کے دقائق کی چھان بین کی، کسی نے اس کی تجرید کی، کسی نے اختصار۔ بعض اہل علم نے اس کے تعلیقات کو ضروری سمجھا، بعض اہل علم نے الفاظ غریب مشکلا کے لغات لکھے، کسی نے نحوی مسائل کے شواہد جمع کیے، بعض اساتذہ فن نے اس کی شروط صحت پر بحث کی، بعض محدثین نے اس کی حدیثوں کی تنقید پر کتابیں لکھیں، کئی اصحاب قلم نے حواشی و تعلیقات لکھے، کسی نے مستدرک لکھی۔ شرح میں بھی کسی نے بسوط لکھی، کسی نے مخقر، کسی نے متوسط اور ہر ایک کے مقاصد اور عنوان الگ الگ بیان کیے۔ صحیح بخاری کی شروع یا اس کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کا استقصا کرنا بڑا دشوار اور محنت طلب کام ہے۔ مختلف کتب اور فہر اس کی ورق گردانی کے بعد جس قدر شروع و حواشی کا علم ہو سکا ہے وہ ضبط تحریر میں آگئی ہیں۔ لیکن انتہائی کوشش کے باوجود بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تمام شروع و حواشی کا استیعاب کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ ابھی بہت سے کتب خانے ایسے ہیں جن تک ہماری رسائی نہیں اور جن کی فہرستیں بھی تیار نہیں ہوئیں۔

جن شروع و حواشی کا علم ہو سکا ہے، ان کی تعداد دو سو سے زیادہ ہے اور ان کا تذکرہ یہاں شارحین کے سینہ وفات کی ترتیب سے کیا گیا ہے۔ پہلے عربی شروع کا ذکر کیا جائے گا، پھر حواشی، مختصرات اور

ترجم و عمل کا اور سب سے آخر میں فارسی اور اردو شروح کا ذکر ہوگا۔

۱۔ اَعْلَامُ السُّنَنِ

یہ کتاب امام ابوالسلیمان حمد بن محمد النُسَیّی المعروف بالخطابی نے لکھی، لیکن لوگوں میں حمد کی بجائے احمدان کا نام مشہور ہو گیا۔ ۱۷ھ امام خطابی ۳۱۹ھ (۶۹۳۱) میں پیدا ہوئے۔ یہ بڑے بلند پایہ محدث اور شاعر تھے۔ انھوں نے علم حدیث کے مختلف فنون پر تصانیف چھوڑی ہیں، آخری عمر میں تصوف کی طرف میلان ہو گیا تھا۔ ۶۰ ربیع الاول ۲۸۶ھ (۶۹۹۶) کو وفات پائی۔ ۱۷ھ حاجی خلیفہ نے سن وفات ۳۸۸ھ (۶۹۹۸) لکھا ہے۔ ان کی تصنیفات میں معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، غریب الحدیث، علم الحدیث خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ۱۷ھ

اعلام السنن صحیح بخاری کی نہایت عمدہ شرح ہے۔ ابتدا الحمد لله المنعم سے کی گئی ہے۔ مصنف نے اپنی مشہور کتاب معالم السنن شرح سنن ابی داؤد سے فرصت پا کر بیخ میں لوگوں کے انتہائی اصرار پر ایک جلد میں یہ کتاب لکھی۔ محمد بن تیمی نے ان ضروری متروکات کے پورا کرنے کا التزام کیا جو خطابی نہیں کر پائے تھے، اور جس قدر اہم خطابی اس شرح میں صادر ہوئے، اس پر بھی انھوں نے بحث کی ہے۔ ۱۷ھ براکمن نے ایک جگہ اس کا نام شرح صحیح البخاری لکھا ہے ۱۷ھ اور دوسری جگہ اعلام المحدثات تحریر کیا ہے۔ ۱۷ھ

اس کے قلمی نسخے بانکی پور، پٹنہ اور آریا صوفیا میں موجود ہیں۔ ۱۷ھ

۱۷ براکمن: تاریخ الادب العربی ج ۳۔ ص ۲۱۳

۱۷ ایضاً

۱۷ ایضاً۔ نیز دیکھیے، بستان المحدثین ص ۲۰۸

۱۷ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۴۵

۱۷ براکمن: ج ۳۔ ص ۲۱۳

۱۷ ایضاً ج ۳۔ ص ۱۶۷

۱۷ ایضاً

۲۔ شرح المہلب

یہ شرح مہلب بن ابی صفرة الازدی (متوفی ۳۵۴ھ) نے لکھی۔ شرح کے علاوہ مہلب نے صحیح بخاری کی تجزیہ بھی کی ہے۔ (یہ مہلب اموی سپہ سالار مہلب بن ابی صفرة متوفی ۸۴ھ کے علاوہ ہے۔)

۳۔ شرح ابن بَطَّال

اس شرح کے مصنف امام ابوالمحسن علی بن خلف ابن بَطَّال ہیں جو ۴۹۴ھ (۱۰۵۷ء) میں فوت ہوئے۔ اس شرح کے اکثر حصے میں مذہب مالکیہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ گویا مولف نے اصل موضوع (شرح) سے الگ ہو کر اس شرح کو مالکی مذہب کا گنجینہ بنا دیا ہے۔ ابن فرحون نے شرح صحیح البخاری ابوالمحسن بن خلف بن بَطَّال المالکی درج کیا ہے۔ براکلن نے اپنی کتاب تاریخ الادب العربی میں ابوالمحسن علی بن خلف بن عبد الملک المعروف بابن بَطَّال لکھا ہے۔

تسخیر

اس کے قلمی نسخے قاہرہ، مدینہ اور بریل میں موجود ہیں۔

۴۔ مختصر شرح المہلب

یہ ابو عبید اللہ محمد بن خلف ابن المرابط الاندلسی الصدیقی (متوفی ۴۸۵ھ) تلمیذ مہلب نے لکھی۔ اسی شرح مہلب کو مختصر کر کے اس پر بہت سے فوائد کا اضافہ کیا ہے۔



۱۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۴۵

۲۔ ایضاً ج ۲- ص ۵۴۶

۳۔ الدیباچ المذہب: ص ۵۳

۴۔ براکلن: ج ۳- ص ۱۶۷

۵۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۴۵

۵۔ شرح صحیح البخاری

ابوالقاسم اسماعیل بن محمد الاصفہانی الحافظ (متوفی ۵۳۵ھ) اس کے مصنف

ہیں۔

۶۔ کتاب النجاح فی شرح کتاب اخبار الصحاح

امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی الحنفی (وفات ۵۳۷ھ) کی تصنیف ہے۔

اس شرح کے آغاز میں مصنف نے اپنا سلسلہ سند امام بخاری تک پچاس طریقوں سے بیان کیا ہے۔ بلکہ صاحب کشف الظنون نے اس کے بارے میں اور کچھ نہیں لکھا۔

۷۔ شرح صحیح البخاری

قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی المالکی الحافظ (وفات ۵۴۳ھ) اس کے

مصنف ہیں۔ بلکہ اس شرح کا بھی مفصل حال نہ صاحب کشف الظنون نے بتایا ہے، نہ نواب صدیق حسن خاں نے الحطّ فی صحاح ستہ میں بیان کیا ہے۔

۸۔ شرح صحیح البخاری

امام رضی الدین حسن ابن محمد الصغانی الحنفی صاحب مشارق الانوار (متوفی

۶۵۰ھ) اس کے شارح ہیں۔ یہ مختصر شرح صرف ایک جلد میں ہے۔

۹۔ شرح صحیح البخاری للثووی

علامہ امام محی الدین یحییٰ بن شرف الشافعی (متوفی ۶۷۶ھ/۶۱۲۷۷) اس

کتاب کے مصنف ہیں۔ اس شرح کا ذکر علامہ موصوف نے مسلم کی شرح کے مقدمے

۱۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۴

۲۔ ایضاً ج ۲۔ ص ۵۵۳

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

میں کیا ہے۔ افسوس یہ شرح ممکن نہ ہو سکی، صرف کتاب الایمان تک پہنچی۔ مصنف نے اس کے بارے میں لکھا ہے۔

انہ جمع فیہ جملہ مشتملة علی نقائس من انواع العلوم۔
یہ شرح گونا گوں علوم کی بہت ہی نفیس باتوں کے مجموعے پر مشتمل ہے۔

نسخے

اس کے قلمی نسخوں کی نشان دہی براکلمن نے کی ہے۔ - یسپنگ اول ۳۰۶، شہید

علی ۲۲۳ - ۱۰

۱۰۔ بَهْجَةُ النَّفُوسِ وَغَايَتُهَا

عبداللہ بن سعید بن ابی جمرۃ الازدی الاندلسی (وفات ۶۹۹ھ) نے صحیح بخاری کا ایک اختصار النہایۃ فی بدء الخیر والغایۃ کے نام سے کیا۔ اس کا تحشیہ علامہ محمد شنوائی (متوفی ۱۲۳۳ھ) نے لکھا اور یہ مختصر مع حاشیہ شنوائی ۱۳۰۵ھ کو قاہرہ میں طبع ہوئی۔ پھر مولف موصوف نے اس اختصار کی خود ہی ایک شرح بھجۃ النفوس وغایتہا کے نام سے لکھی۔ اس کے ابتدا کے الفاظ یہ ہیں: الحمد لله الذي فتق رتق ظلمات جهالات القلوب۔ خود صاحب الاختصار نے یہ شرح بھی لکھی۔ کتب خانہ ولی الدین بایزید جامع شریفی واقع قسطنطنیہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

یہ کتاب ابو عبداللہ (بن سعد) بن ابی جمرہ کی تصنیف ہے (بستان المحدثین میں اس کا سن وفات ۶۹۵ھ درج ہے) اس میں تقریباً سو حدیثوں کو بخاری سے انتخاب کر کے ان کی شرح دو جلدوں میں کی ہے اور بہت سے دقیق علوم و معارف اس میں درج

۱۰۔ کشف الظنون ج ۲ - ص ۵۵۰

۱۱۔ تاریخ الادب العربی: براکلمن ج ۳ - ص ۱۶۸

۱۲۔ کشف الظنون: ج ۲ - ص ۵۵۱

کیے ہیں۔ وہ اپنے وقت کے عارفین اور اکابر اولیاء میں سے تھے۔ یہ براکلمن نے مختصر کا نام جمع النہایۃ فی بعض الخیر والقیابۃ لکھا ہے،^۱ اور مولف کی ولایت سعد کی بجائے سعید (عبداللہ بن سعید) رقم کی ہے۔ حاجی خلیفہ نے لاندسی کی نسبت بھی درج کی ہے۔^۲ براکلمن نے شرح کا نام بہجۃ النفوس و تحلیما و معرفۃ ما علیہا و مالہا تحریر کیا ہے۔^۳ حاجی خلیفہ نے اس شرح کا پورا نام بہجۃ النفوس و غایتہا بمعرفۃ مالہا و ما علیہا درج کیا ہے۔^۴

براکلمن نے شارح کا سن وفات ۶۹۹ھ (۶۱۳۰۰) لکھا ہے۔^۵ حاجی خلیفہ نے اس حدیث کی تعداد تقریباً تین سو درج کی ہے۔^۶ النہایۃ کئی مرتبہ قاہرہ سے شائع ہو چکی ہے اور عبدالجمید الشرنوبی کا حاشیہ بھی اس پر درج ہے۔ شرح بہجۃ النفوس قاہرہ میں ۱۳۲۸ھ (۱۹۳۰) میں شائع ہوئی۔^۷

اس کے قلمی نسخے الجزائر، رام پور، برٹش میوزم، قاہرہ، رباط، آصفیہ، پٹنہ کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔^۸ عبداللہ بن سعید الازدی کی النہایۃ کی ایک شرح التعلیق الفخری کے نام سے محمد عباس علی خان نے کی ہے جس کا ایک نسخہ قاہرہ میں موجود ہے۔

- ۱۔ استان المحدثین: ص ۲۰۶، ۲۰۷
- ۲۔ براکلمن: ج ۳- ص ۱۷۵
- ۳۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۵۱
- ۴۔ براکلمن: ج ۳- ص ۱۷۵
- ۵۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۵۱
- ۶۔ براکلمن: ج ۳- ص ۱۷۵
- ۷۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۵۱
- ۸۔ براکلمن: ج ۳- ص ۱۷۵
- ۹۔ ایضاً

۱۱۔ شرح صحیح البخاری للحلبی

اس کے شارح قطب الدین عبدالکریم ابن عبدالنور یا ابن عبدالغفور رہ ابن منیر، الحلبي الحنفی (وفات ۳۵۷ھ ۶۱۳۳۴) ہیں۔ یہ شرح دس جلدوں میں صرف نصف کتاب تک پہنچی ہے۔ علامہ حلبی نے ایک طویل شرح لکھنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن اس کے مقاصد کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ رہ اس کا قلمی نسخہ برلن میں ہے، جس کا نمبر ۱۱۹۳ ہے۔ رہ

۱۲۔ شرح صحیح البخاری

حافظ عماد الدین اسماعیل ابن عمر ابن کثیر الدمشقی (المتوفی ۷۷۷ھ) کی تصنیف ہے جو صحیح بخاری کے صرف ایک جز کی شرح ہے، اختتام کو نہ پہنچ سکی۔ رہ

۱۳۔ ارشاد السامع والقاری المنتقى من صحیح البخاری ومن الکتب

المصنفة علی صحیح البخاری

اس کے شارح علامہ بدر الدین حسن ابن عمر بن حبیب الحلبي (المتوفی ۷۷۹ھ) ہیں۔ گو اس کا کچھ حال معلوم نہ ہو سکتا، ہم نام سے واضح ہوتا ہے کہ اس میں صحیح بخاری کی احادیث کو مختلف شروح بخاری سے حل کیا گیا ہے۔ رہ

۱۴۔ کذا فی کشف الظنون مسیر بالمیہ ثم السین مہملہ والصحیح منیئاً بالمیہ بعد ہانوں و کذا الصحیح فی سنة وفاته ماکتب ابن مجد فی الدرر الكامنة ج ۲۔ ص ۳۹۸۔ انہ مات ۷۳۵ھ

۱۵۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۲۶

۱۶۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۱۶۸

۱۷۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۰

۱۸۔ ایضاً ج ۲۔ ص ۵۵۲

۱۴۔ شرح صحیح البخاری

علامہ رکن الدین احمد ابن محمد بن عبد المؤمن القرظی (المتوفی ۸۳ھ) کی شرح ہے۔ یہ وہی شرح ہے جس کا ذکر شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے عینی کی شرح بخاری کی تفصیل کے جواب میں کیا ہے۔ ۱۵

۱۵۔ اللکواکب الدراری

اس کے شارح علامہ شمس الدین محمد ابن یوسف بن علی الکرمانی ہیں، جنہوں نے ۸۶ھ میں وفات پائی۔

یہ ایک مشہور اور متوسط شرح جامع فوائد و زوائد اور اہل علم کے لیے انتہائی مفید ہے۔ اس کا آغاز الحمد لله الذی النعم علینا بجلال النعم و دقائقها الخ کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ اس شرح کے ابتدا میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ علم حدیث سب علوم سے افضل اور صحیح بخاری علم حدیث کی کتابوں میں سب سے اعلیٰ اور تعدیل و غبطہ کے اعتبار سے سب کتابوں پر فائق ہے۔ لائق مصنف نے اعراب نحویہ، الفاظ مشککہ، غریبیہ کو نہایت عمدہ اسلوب سے حل کیا ہے۔ روایات، اسما، الرجال، القاب، روایت کو بھی ضبط کیا ہے۔ احادیث سے تعارض کو رفع کیا ہے۔ انہوں نے ۵، ۶، ۷ میں کئی معطلہ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔ لیکن حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ اس کی نقل میں بہت سے ادھام و اغلاط واقع ہوئے ہیں۔ یہ مفید کتاب مصر میں طبع ہو چکی ہے۔ ۱۶

مؤلف موصوف کو طواف سے فارغ ہونے کے بعد مطاف شریف میں اس کا نام سوجا تھا۔ فاضل مؤلف کا اسم گرامی محمد بن یوسف بن علی بن عبد الکریم کرمانی اور

۱۶۔ کشف الظنون ج ۲: ص ۵۶۹

۱۷۔ الدرر الكامنة: ج ۴: ص ۳۱۱

۱۸۔ کشف الظنون ج ۲: ص ۵۶۶

لقب شمس الدین ہے۔ آخر عمر میں انھوں نے بغداد کو اپنا مسکن بنا لیا تھا۔ ۱۶ جمادی الثانی ۱۷۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ پہلے اپنے والد بزرگوار سے علم حاصل کیا۔ پھر قاضی عضد الدین بھٹی سے استفادہ کیا۔ بارہ سال کی مدت دراز تک ان کی صحبت میں رہے۔ اس کے بعد مختلف شہروں کی سیاحت شروع کی۔ علمائے مصر و شام اور حجاز و عراق سے مستفید ہوئے۔ بعد ازاں بغداد میں اقامت اختیار کی۔ تیس سال تک وہاں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ دنیا داروں سے میل جول سے بہت گریز کرتے تھے۔ علمی مشغلے پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ حسن خلق اور تواضع میں یکتائے روزگار تھے۔ ایک دفعہ کوٹھے پر سے گر گئے تھے اور ایک پاؤں بیکار ہو گیا تھا، اس لیے لاٹھی کے سہارے کے بغیر نہیں چل سکتے تھے۔ آخر عمر میں حج کا قصد کیا۔ حج سے فارغ ہو کر بغداد کی طرف (جس کو اپنا مسکن بنا لیا تھا) مراجعت فرمائی۔ اثنائے راہ میں ۱۶ محرم ۸۶۷ھ کو بمقام روض وفات پائی۔ وہاں سے ان کی نعش بغداد پہنچائی گئی۔ اپنے زمانہ حیات ہی میں اپنے لیے حضرت شیخ ابوالسحاق شیرازی کے مزار کے جوار میں اپنی قبر بنالی تھی اور وہیں دفن کیے گئے تھے۔ ۱۷ امام شوکانی نے لکھا ہے کہ انھوں نے شرح ابن بطلال، شرح حلبی اور شرح مغلطائی سے خطبہ کتاب میں استفادہ کیا ہے۔ ۱۸

اس کے قلمی نسخے برلن، گوتا، بودلیانا، گٹرٹ، اسکاریال، الجزائر، آيا صوفيا، پلٹنہ، لینبرگ، پیٹرزبرگ، دامادزادہ، سلیمانہ قلیج علی، مکتبہ جامع الزیتونہ، موصل، حلب، پشاور، آصفیہ میں موجود ہیں۔ ۱۹

۱۸ بستان المحدثین، ص ۱۹۲

۱۹ البدرا الطالع، ج ۲، ص ۲۹۲

۲۰ براکلن، ج ۳، ص ۱۶۸

۱۶۔ التلویح شرح الجامع الصحیح

اس کتاب کے مصنف امام الحافظ علاؤ الدین مغلطائی بن قلیج الترمذی ہیں۔ ۴۹۰ھ کے قریب پیدا ہوئے اور ۹۲۲ھ میں وفات پائی۔

یہ نہایت طویل شرح ہے۔ اس کے شروع کے الفاظ یہ ہیں۔ الحمد لله الذی یقظ من خلقه الخ۔ امام شوکانی نے ان کا نام حافظ علاؤ الدین مغلطائی بن قلیج بن عبداللہ الحنفی لکھا ہے اور انھیں صاحب تصانیف کثیرہ قرار دیا ہے۔ بہت سی شرح اور کتب حدیث و سیرت کے مصنف ہیں۔ امام شوکانی نے ان کے نزدیک ان کی وفات ۴۳۳ھ میں ہوئی۔ ۱۷

۱۔ مختصر شرح مغلطائی

جلال الدین رسولابن احمد البستانی (المتوفی ۹۳۳ھ) نے علاؤ الدین مغلطائی کی شرح کو مختصر کیا ہے۔ لیکن امام شوکانی نے ان کا نام جلال بن یوسف التبریزی المعروف بالبتانی درج کیا ہے۔ البتانی کی نسبت البتائتہ کی طرف ہے جو قاہرہ کے باہر ایک مقام تھا، جہاں جلال الدین موصوف نے ۵۰۰ھ سے قبل سکونت اختیار کی تھی۔ امام شوکانی نے ان کی دینداری اور نیکی کی تعریف کی ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ علمائے احناف کے سرخیل تھے۔ حدیث سے بڑی محبت رکھتے تھے، بڑے اچھے عقیدے کے مالک تھے، اہل بدعت سے انھیں بڑی نفرت تھی۔ کسی مرتبہ انھیں عمدہ قضا پیش کیا گیا، لیکن ہر بار یہ عمدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ۱۸

۱۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۲۶

۲۔ البدر الطالع: ج ۲۔ ص ۳۱۲، ۳۱۳

۳۔ کشف الظنون: ج ۱۔ ص ۵۲۶

۴۔ البدر الطالع: ج ۱۔ ص ۱۸۶

۱۸۔ التلخیص لألفاظ الجامع الصحیح

شیخ بدرالدین محمد بن بہادر بن علی بصری زکشی شافعی (وفات ۹۴۲ھ - ۱۳۹۲ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ ایک مختصر شرح ہے۔ لائق مصنف نے اس میں الفاظ مشکطہ کی شرح اور اعراب غامضہ کا ایضاح کیا ہے اور جن انسایبِ روات یا اسمائے روات میں تصحیف یا اشتباہ کا خیال تھا ان کا ضبط کیا ہے۔ نیز مختلف اقوال سے جو قول صحیح تھا یا مختلف معانی سے جو واضح تر تھا، کو اختیار کیا ہے اور ایسے فوائدِ ایزاد کیے ہیں جن پر عادی ہو جانے سے ایک ذہین شخص بڑی بڑی شروح سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

علامہ بدرالدین (۹۴۵ھ - ۱۳۴۴ھ) میں پیدا ہوئے۔ سلفہ حافظ علاء الدین مغلطانی کے شاگردوں میں سے تھے۔ جلال الدین السنواریؒ سے بھی فنِ حدیث میں استفادہ کیا۔ حدیث و فقہ کا شرفِ سماع حافظ ابن کثیرؒ اور زرعیؒ سے بھی حاصل تھا۔ صاحبِ تصانیف بزرگ تھے، بالخصوص فقہ شافعی اور علوم قرآن کی بڑی خدمت کی۔ ان کی تصانیف میں تخریج احادیث الدافعی ہے جو پانچ جلدوں میں ہے۔ الخادم الدافعی بیس جلدوں میں ہے۔ اور بخاری کی ایک دوسری شرح بھی ہے جو بہت طویل ہے، جس کی شرح ابن لطفن سے تلخیص کی ہے اور بہت سے دیگر مسائل کا اس میں اضافہ کیا ہے۔ دو جلدوں میں جمع الجوامع کی شرح لکھی۔ منہاج کی شرح دس جلدوں میں اور اس کی مختصر کی شرح دو جلدوں میں تالیف کی۔ اصول فقہ میں تجرید بھی ان کی تالیف ہے جو تین جلدوں میں ہے اور متوسط درجے کی ایک شرح بھی لکھی ہے۔ انھوں نے قاہرہ میں ۳ رجب ۹۴۲ھ (۱۳۹۲ھ) میں وفات پائی۔

اس کے قلمی نسخے بادیس، برٹش میوزیم، لیبنرگ، آیا صوفیا، اسکندریہ، پلٹنہ،

۱۔ کشف الظنون، ج ۲۔ ص ۵۴۹

۲۔ شذرات الذهب، ج ۷۔ ص ۱۸۱

۳۔ بستان المحدثین ص ۱۹۸۔ نیز دیکھیے شذرات الذهب، ج ۷۔ ص ۱۸۱

مکتبہ القرویین فاس، مکتبہ جامع زیتونیہ، مکتبہ الرباط اسکوریال، حلب اور پشاور میں موجود ہیں۔

۱۹۔ شواہد التوضیح

سراج الدین عمر بن الملحق شافعی (متوفی ۴۰۲ھ) کی تصنیف ہے جو بیس جلدوں میں مچھلی ہوئی صحیح بخاری کی ایک ضخیم شرح ہے۔ یہ اولہ ربنا اتنا من لدنک رحمة الخ ہے۔ مصنف نے نہایت اہم مقدمہ بھی لکھا ہے، جس میں یہ بیان کیا ہے کہ ہر حدیث کے مقاصد و اقسام میں مختصر ہیں۔ علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس شرح میں ابن ملقن کا اعتماد زیادہ تر اپنے شیخ مغلطائی کی شرح التلویح پر ہے۔ شوکانی نے تاریخ ولادت ربیع الاول ۲۳ھ لکھی ہے اور انھوں نے "الاندلسی، التکروری، المصری" کی نسبتیں بھی درج کی ہیں۔ براکلن نے تاریخ وفات ۸۰۵ھ تحریر کی ہے، لیکن شوکانی اور حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون نے ۸۰۴ھ ہی لکھی ہے۔ نیز براکلن نے کتاب کا پورا نام التوضیح بشرح الجامع الصحیح لکھا ہے۔ اس کے قلمی نسخے برلن، حلب، آصفیہ، برٹش میوزیم میں موجود ہیں۔

۲۰۔ الفیض الجاری

علامہ سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی قاہری شافعی (متوفی ۵۰۵ھ) الفیض الجاری کے مصنف ہیں۔ ان کی ولادت ۲۲۷ھ میں ہوئی۔

۱۔ براکلن ج ۳- ص ۱۶۸

۲۔ البدر الطالع: ج ۱- ص ۵۰۸

۳۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۲۷

۴۔ البدر الطالع: ج ۱- ص ۵۰۸

۵۔ براکلن: ج ۳- ص ۱۶۹

۶۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۵۰

۷۔ البدر الطالع: ج ۱- ص ۵۰۶

امام شوکانیؒ کے قول کے مطابق اَبُلُقَیْنِی نے بخاری کی صرف بیس حدیثوں کی شرح دو جلدوں میں لکھی۔ ابن حجر کے حوالے سے شوکانی رقم طراز ہیں کہ اَبُلُقَیْنِی اپنی وسعتِ علم کی وجہ سے بہت طویل بحثیں کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف غیر مکمل رہیں۔

۲۱۔ شرح صحیح البخاری

یہ قاضی مجدالدین اسماعیل ابن ابراہیم البلیغیؒ (وفات - ۸۱) کی تالیف ہے۔

۲۲۔ منخُ الباری

یہ شرح علامہ مجدالدین ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی الشیرازی صاحب القاموس (متوفی ۱۱۷۷ھ) نے لکھی۔ صرف ربع عبادات تک یہ شرح بیس جلدوں میں پہنچی۔ علامہ موصوف نے اس کے اختتام کا اندازہ چالیس جلدوں میں کیا تھا۔ علامہ سخاوی نے الضوُّ اللامع میں لکھا ہے کہ اس شرح میں ابن عربی کی فتوحاتِ مکہ کے اکثر مضامین درج کیے گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ محدثین کے لیے مرغوبِ خاطر نہ ہوئی۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کی نظر سے اس کا کچھ حصہ گذرا تھا، لیکن نہایت کرم خوردہ تھا۔

شوکانی نے اس شرح کا نام فتح الباری فی شرح صحیح البخاری لکھا ہے۔ مجدالدین فیروز آبادی بڑے جید عالم، ماہر لغت اور صاحبِ تصانیف کثیرہ و مفیدہ تھے۔ تفسیر و حدیث، لغت، تراجم و طبقات پر نادر کتابوں کے مصنف اور ابن حجر، مقرر بنی اور برہان الحلیمی جیسے کبار ائمہ حدیث کے استاد تھے۔

۱۔ البدرا الطالع: ج ۱- ص ۵۰۷

۲۔ نسبة الی بلیغین بکسوا الیائین وسکون اللامویا وسین مہملہ ضبط

نصرا لاسکندری قال والعامۃ تقول بلیغی

۳۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۵۳

۴۔ قاموس: لغت کی کتاب ہے۔

۵۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۵۰

۶۔ البدرا الطالع: ج ۲- ص ۲۸۲

۷۔ ایضاً ج ۲- ص ۲۸۰-۲۸۲

۲۳۔ الافہام لمانی صحیح البخاری من ایہام

اس کے شارح ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمن بن عمر البلقینی ہیں، جنہوں نے

۸۲۴ھ (۱۴۲۱ء) میں وفات پائی۔

اس کا قلمی نسخہ آیا صوفیا میں موجود ہے، جس کا نمبر ۴۹ ہے۔

۲۴۔ مصابیح الجامع الصحیح

علامہ بدرالدین محمد بن ابی بکر الدمامینی رحمۃ اللہ علیہ (۸۲۸ھ) کے شارح ہیں، اولہ

الحمد لله الذي جعل في خدمة السنة النبوية اعظم السيادة الخ۔ مشہور تو یہ ہے کہ یہ شرح سلطان ہند احمد شاہ بن محمد بن مظفر شاہ کے لیے لکھی گئی تھی، لیکن صاحب کشف الظنون تحریر فرماتے ہیں کہ مصنف نے اس کتاب کے دیباچے میں اس کا ذکر نہیں کیا جو مصنفین کے عام قاعدے کے خلاف ہے۔ یہ کتاب ۸۲۸ھ میں بروز شنبہ بوقت ظہر بمقام زبیدین میں اختتام کو پہنچی۔ رحمۃ اللہ علیہ کتب خانہ نور عثمانیہ جامع شریفی واقع قسطنطنیہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

علامہ بدرالدین کی ولادت ۷۴۳ھ میں ہوئی، ابتدا ہی سے تحصیل علم میں مشغول رہے اور اس میں تمام زندگی صرف کردی۔ ذہن کی تیزی، ادراک اور قوتِ حافظہ میں اپنے ہم عصروں میں یکتا تھے۔ خصوصاً علم ادبیہ، نحو اور نظم و نثر میں سب پر برتری حاصل تھی۔ نقیبات، علم شریعت اور سجلات میں بھی اصحاب فن کے ساتھ مشارکت تامہ رکھتے تھے۔ جامع ازہر میں عرصے تک طلباء کو علم نحو پڑھاتے رہے پھر اسکندریہ لوٹ آئے۔ تجارت پیشہ تھے اور روٹی اور سوت کا کارخانہ تھا۔ آخر میں زندگی نہایت

۱۔ براکلن ج ۳۔ ص ۱۶۹، نیز دیکھیے شذرات الذهب ج ۷۔ ص ۱۶۹

۲۔ نسبة الی دمامین بفتح اولہ و بعد الالف میم اخوی مکسودۃ
ویا تحتہا نقطتان ونون ہی قریۃ کبیرۃ بالصعید شرقی النیل
علی شاطئہ

۳۔ کشف الظنون ج ۲۔ ص ۵۴۹

خوش حالی سے گزرنے لگی، یہاں تک کہ ماہ شعبان ۸۲۸ھ میں انتقال کر گئے۔ ان کی موت ناگہانی واقع ہوئی تھی، اس لیے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ کسی نے ان کو زہر دے دیا ہے واللہ اعلم۔ علم حدیث میں ان کی صرف یہی شرح ہے، مگر علم ادب میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں، جن کا ذکر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں کیا گیا ہے۔ شوکانی نے السکندری الممالکی کی نسبتیں بھی درج کی ہیں، نیز لکھا ہے کہ وہ آخر میں ہندوستان چلے گئے تھے اور وہاں ان کی بڑی قدر و منزلت ہوئی اور ان کے علم و ادب کے بڑے چرچے ہوئے، دیہی وفات پائی۔ یہ شرح بخاری برصغیر پاک و ہند کی علمی خدمات اور محدثانہ کارناموں میں شامل ہے۔

ابن العماد نے مصنف کا نام اور نسبت یوں درج کی ہے: بدرالدین محمد بن ابی یکر بن عمر المخزومی القرظی المعروف بابن الدمامینی۔ ان کا سن پیدائش ۷۴۳ھ (۶۱۳-۶۲) ہے اور سال وفات ۸۲۷ھ (۷۲۲-۲۲) درج کیا ہے۔ براکلمن نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

اس کے قلمی نسخے۔ نور عثمانیہ، بریل، ہوتسا، سلیم آغا، مکتبہ جامع الذیتونیا اور موصل میں موجود ہیں۔

۵۔ اللامع الصبیح بشرح الجامع الصحیح

علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبدالداؤد موسیٰ البرماوی (متوفی ۸۳۱ھ-۴۲۸)

۱۔ بستان المحدثین: ج ۲۰۰

۲۔ البدر الطالع: ج ۲- ص ۱۵۰

۳۔ شذرات الذہب: ج ۷- ص ۱۸۱

۴۔ براکلمن: ج ۳- ص ۱۶۹

۵۔ ایضاً ج ۳- ص ۱۶۹

۶۔ بستان المحدثین میں اس کا نام "اللامع الصحیح" درج ہے اور کشف التظنون میں اللامع الصبیح مرقوم ہے۔

س کے مصنف ہیں۔ اولاً الحمد لله المرشد الى الجامع الخ۔ خود مؤلف نے لکھا ہے
 - میری یہ شرح زرکشی کی شرح اور کرمانی کی شرح سے ماخوذ ہے۔ اس میں ایضاً تہنیتات
 و فوائد کا اضافہ ہے۔ بڑی عمدہ شرح ہے اور چار جلدوں میں ہے۔
 شوکانی نے ان کی تدریسی اور تصنیفی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو فقہ
 اصول فقہ اور عربیت کا امام قرار دیا ہے۔

شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الدائم بن موسیٰ بن عبد الدائم بن عبد اللہ نعیمی۔ نعیم
 کی طرف بصیغہ التصغیر منسوب ہیں۔ اصل کے اعتبار سے عسقلانی اور سکونت کے لحاظ
 سے براہوی مصری ہیں۔ شافعی المذہب تھے۔ ۱۵۔ ذی قعدہ ۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ علمی
 مشاغل میں نشوونما پائی، علم حدیث برہان بن جماعہ، تاج الدین بن الفصح، برہان الدین
 شامی، ابن السیخ، سراج الدین بلقینی، زین الدین عراقی اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے
 حاصل کیا۔ فقہ، اصول فقہ اور علوم عربیہ میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آخر میں بدر الدین زرکشی
 کی صحبت اختیار کی اور ان کے شاگردان رشید کی جماعت میں داخل ہوئے۔ اسے زمانے
 کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے اور بہت لکھنے والے تھے۔ اکثر نسخوں کے حواشی اور تعلیقات
 بھی لکھے۔ فتاویٰ نویسی اور خوش خطی میں ممتاز تھے۔ ان کمالات کے ساتھ ساتھ خوش
 کلام، نیک صورت، باوقار اور کم گفتار تھے۔ زندگی سادہ بسر کرتے تھے۔ محبوبیت اور
 مقبولیت کا حصہ بھی خدانے ان کو عنایت فرمایا تھا۔ ان کی تصنیفات میں سے ایک
 تو بخاری کی یہ شرح ہے جو کرمانی اور زرکشی کا منتخب ہے۔ چند فوائد مقدمہ شرح ابن حجر
 سے لے کر بھی اس میں درج کیے ہیں۔ اصول فقہ میں ان کی کتاب القیہ ہے۔ جو نہایت
 عمدہ اور بہت سی خوبیوں کی حامل ہے اور کتب متقدمین میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اس
 کے علاوہ کئی اور کتابیں ہیں، لیکن افسوس ان کے انتقال کے بعد ان کی کتابیں متفرق اور

رد کشف الظنون: ج ۲ - ص ۵۴۷

رد البدر الطالع: ج ۲ - ص ۱۸۱

منتشر ہو گئیں۔ ۲۰ جمادی الآخریٰ ۸۳۱ھ کو جمعرات کے دن وفات ہوئی جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں حضرت شیخ ابو عبد اللہ قبرسی کی قبر کے قریب دفن کیے گئے۔ ۱۵

اس کے قلمی نسخے برلن، نور عثمانیہ، آیا صوفیا، مکتبہ زیتونیہ، پشاور میں موجود ہیں۔
۲۶۔ اللکوکب الساری فی شرح صحیح البخاری

محمد بن احمد بن موسیٰ الکفیری (المتوفی ۸۳۱ھ ۲۲۲۸۷) اس کے مصنف ہیں۔
قلمی نسخہ برلن میں ہے۔ ۱۶

۲۷۔ التلخیص لفقہ قاری الصحیح

برہان الدین ابراہیم بن محمد الحلبي المعروف بسبط ابن العجمی اس کے مصنف ہیں۔ انھوں نے ۸۴۱ھ میں وفات پائی۔ مؤلف کے خط سے یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور کارآمد شرح ہے۔ ۱۷

شوکانی نے ان کو الطرابلسی، الشامی اور الشافعی لکھا ہے۔ تاریخ پیدائش ۵۳۰ھ بتائی ہے نیز ان کو مجتہد فی الحدیث قرار دیا ہے، یہ بھی بتایا ہے کہ حلبي نے صحیح بخاری کو ساٹھ مرتبہ پڑھا اور صحیح مسلم کو تقریباً بیس مرتبہ پڑھا اور صحیح بخاری کی مختصر شرح چار جلدوں میں لکھی۔ ۱۸

امام سخاوی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حلبي ایک امام، علامہ، حافظ، متبحر، متدین، پرہیزگار بزرگ تھے۔ حسن اخلاق اور وفور عقل میں مشہور تھے۔ زہد و ورع،

۱۔ بستان المحدثین: ص ۲۰۲، ۲۰۳

۲۔ براکمن: ج ۳- ص ۱۶۹

۳۔ ایضاً

۴۔ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۴۷

۵۔ البدر الطالع: ج ۱- ص ۲۸، ۲۹

اور صیام و قیام میں مداومت کے ساتھ ساتھ بڑے خوش خلق، ملنسار، حدیث اور اہل حدیث سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ حافظ قرآن، کثیر التلاوات اور مجیب الدعوات تھے۔ سیرت النبویہ پر ان کی سیرت خلیفہ مشہور کتاب ہے۔

۲۸۔ المُنَجَّرُ الرَّبِيعُ وَالْمُسْعَى الرَّجِيحُ

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن سرزوق التلمسانیؒ الماکی شارح البرزخ (متوفی ۸۴۲ھ) نے یہ کتاب تالیف کی۔ بقول صاحب کشف الظنون یہ شرح نا تمام رہی ہے۔ البدر الطالع میں ان کی ایک کتاب کا نام انواع الدراری فی طرقات البخاری ہے۔

۲۹۔ افتتاح القاری الصحیح البخاری

محمد بن عبد اللہ بن محمد الجموی الاصل الدمشقی الشافعی المعروف یا بن ناصر الدین۔ پیدائش ۷۷۷ھ میں اور وفات ۸۴۲ھ میں ہوئی۔ صحیح بخاری کے شارح ہیں۔ یہ کتاب نایاب ہے۔

۳۰۔ نکلت

یہ کتاب قاضی محب الدین احمد بن نصر اللہ البغدادی الحنبلی (وفات ۸۴۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اور علامہ زرکشی کی شرح پر یہ بھی نکلت لکھے گئے ہیں۔

۳۱۔ شرح صحیح البخاری

شہاب الدین احمد بن رسلان المقدسی الدلی الشافعی (متوفی ۸۴۲ھ) اس کے

- ۱۔ البدر الطالع، ج ۱، ص ۲۸-۲۹۔ نیز دیکھیے البدر الطالع ج ۲، ص ۱۲۰
- ۲۔ نسبة الی تلمسان بکسر التاء وسکون المیم وسین مہملہ مدینہ
- ۳۔ کشف الظنون، ج ۲، ص ۵۵۰
- ۴۔ البدر الطالع، ج ۲، ص ۱۹۸-۱۹۹
- ۵۔ ایضاً
- ۶۔ کشف الظنون، ج ۲، ص ۵۴۹

مصنف ہیں۔ یہ شرح تین جلدوں میں ہے۔

۳۲۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری

شیخ الاسلام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (وفات ۸۵۲ھ - ۱۲۴۸ھ)۔
اس کتاب کے مصنف ہیں۔ یہ وہی شرح ہے جس کی نسبت لاہجرت بعد الفتح مشہور ہے۔ علامہ ابن خلدون نے اپنی مشہور تاریخ کے مقدمے میں فرمایا تھا کہ بخاری کی شرح کا قرض امت پر باقی ہے، حالانکہ علامہ موصوف کے عصر تک کتنی شرحیں لکھی جا چکی تھیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ صحیح بخاری کے وہ نکات جو فن حدیث اور رجال کے متعلق ہیں یا وہ تدقیقات فقہیہ جو تراجم البواب سے تعلق رکھتے ہیں، ان پر آج تک کسی نے محققانہ بحث نہیں کی ہے۔

اس شرح کے بعد حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ غالباً امت سے یہ قرض ادا ہو گیا۔
صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں:

وشهرته وافراده بما يشتمل عليه من الفوائد المحمدية والنكاح
الادبية والفوائد الفقهية تفنى عن وصفه:

یعنی کتاب کی شہرت اور علم حدیث کے فوائد، ادبی نکات اور فقہی فوائد کے پیش نظر کتاب کسی قسم کی تعریف اور ستائش سے بے نیاز ہے۔

احادیث مکررہ کی شرح کرنے کا یہ قاعدہ رکھا ہے کہ جس مقصد کے لیے جہاں اس حدیث کو امام بخاریؒ لیتے ہیں، اسی کی شرح و بسط سے وہاں کام لیتے ہیں اور پوری حدیث کی شرح کا حوالہ دوسری جگہ پر دیتے ہیں، جہاں پوری حدیث کی شرح لکھی ہے تحقیقات اور تدقیقات کے اعتبار سے یہ شرح منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ محققین جس وقت کی نگاہ سے اس کو دیکھتے ہیں اس کے لیے لاہجرت بعد الفتح کا جملہ کافی ہے۔ ابتدائے تالیف ۸۱۷ھ سے ہوئی، اس سے پہلے ایک مقدمہ لکھا تھا۔ جب

۱۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۴

۱۔ مقدمہ پورا ہو گیا تو شرح کی تالیف اس طرح شروع کی کہ روزانہ تھوڑا تھوڑا لکھتے، جب ایک ہفتہ حصہ پورا ہو جاتا تو ائمہ محدثین کی ایک جماعت اس کو نقل کر لیتی۔ ہر ہفتے میں ایک روز اس پر مباحثہ اور معارضہ ہوتا اور مقابلہ کیا جاتا۔ علامہ برہان بن خضر پڑھتے اور لوگ لینے اعتراضات و سوالات و مباحثات پیش کرتے۔ حافظ ابن حجر جواب دیتے۔ اس طرح جس قدر شرح لکھی جاتی سب مقابلہ کر کے مہذب اور صاف کر لی جاتی اور پھر اسی وقت انہیں عالم میں پھیل جاتی یہاں تک کہ ۸۶۲ھ میں شرح مکمل ہو گئی۔ تکمیل کے بعد مصنف نے اس میں کچھ اضافہ کیا لیکن اہتمام تالیف مصنف کی عمر کے ساتھ ہوا۔ شرح مکمل ہونے کی خوشی میں عام دعوت کی گئی، جس میں پانچ سو اشرافیاء خرچ کی گئیں۔ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی کہ سلاطین زمانہ نے اشرافیوں سے تول کر خریدی اور چشم زدن میں تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئی۔ مشہور ہے کہ وکل من جا بعدہ فہو عیالہ۔ یعنی جو ان کے بعد آیا انھیں کی تحقیقات کا خوشہ چین رہا۔ ۱۰

اس کے قلمی نسخے: برلن، ایسنبرگ، پیرس، سنی، کوبریلی، برٹش میوزیم، بولونیا اسکوریا، مکتبہ جامع الذیتونہ، مکتبہ القرویین بفاس، سلیمانہ، مکتبہ تلیج علیا دابراہیم، مشہد، پشاور، آصفیہ، رام پور، باتانیا میں موجود ہیں۔
فتح الباری۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱ھ میں بولاق میں شائع ہوئی اور اس طرح ۱۳۲۵ھ میں مطبع الخیرہ قاہرہ میں شائع ہوئی۔ ۱۱

ابن حجر عسقلانی نے ایک شرح اس سے بھی بڑی لکھنی شروع کی مگر وہ مکمل نہ ہو سکی۔ بقول امام سیوطی ابن حجر نے فتح الباری کا ایک ملخص بھی تیار کیا تھا لیکن وہ بھی لودھارا ہوا امام سیوطی نے اس ملخص کی تین مجلدات دیکھنے کا ذکر کیا ہے۔ ۱۲

۱۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۲۷، ۵۲۸

۲۔ یراکلمن: ج ۳۔ ص ۱۶۹

۳۔ نظم العتبان: سیوطی ص ۲۶

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے مصنف ہیں۔ یہ وہی مقدمہ ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ یہ مقدمہ ایک ضخیم جلد میں ہے اور خود ایک مستقل اور جامع شرح ہے اور اس قدر ضروری ہے کہ اگر کہا جائے کہ اس کے بغیر صحیح بخاری کی حقیقت سے آگاہی غیر ممکن ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اس مقدمے میں دس فصلیں ہیں اور ہر فصل کے ضمن میں بہت سی فصلیں ہیں۔

پہلی فصل میں صحیح بخاری کی تالیف کے اسباب سے بحث کی گئی ہے۔ اس وقت حدیث کی تدوین راجح نہ تھی، یہ کیونکر شروع ہوئی اور ترقی کرتے کرتے کس حد تک پہنچی، اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

دوسری فصل میں یہ مذکور ہے کہ صحیح بخاری کا اصل موضوع کیا ہے اور اس کتاب کی حدیثوں کے لیے کیا کیا شروط ہیں۔ یہ کتاب اصح الکتب کیونکر ہوئی، اس کے تراجم البواب میں کیے گئے ہیں اور اس قسم کی تدقیقات فقہیہ ہیں، جن کی وجہ سے صحیح بخاری کو تمام کتب حدیث پر فوقیت حاصل ہوئی۔

تیسری فصل میں حدیثوں کی تقطیع، اختصار اور تکرار کی صورتیں اور حکمتیں اور فوائد بیان کیے گئے ہیں۔

چوتھی فصل میں احادیث مرفوعہ کے معلق لانے اور آثار موقوفہ کے ذکر کرنے کی وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ اس ضمن میں کل احادیث مرفوعہ معلقہ کے سلسلہ سند کو بھی بیان کر دیا ہے اور جس محدث نے ان کو موصول کیا ہے اس کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ پانچویں فصل میں الفاظ مشککہ غریبہ کو جو متون حدیث میں آئے ہیں بہ ترتیب حروف تہجی حل کیا ہے۔ یہ فصل ایک اچھی حاصی لغت کی کتاب ہے۔

چھٹی فصل میں بہ ترتیب حروف تہجی ان اسما اور القاب اور نسبتوں کا ذکر کیا ہے جو صحیح بخاری میں مذکور ہیں، جن کی صورتیں تو یکساں ہیں لیکن تلفظ مختلف ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کا اشتباہ صحیح بخاری ہی کے روایت کے ساتھ ہے۔

دوسرے وہ جن کا اشتباہ ان روایات سے ہے جو صحیح بخاری سے خارج ہیں۔ اس تحقیق کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ یہ راوی کس کتاب اور کس باب اور کس حدیث و سند میں ہے۔

ساتویں فصل میں امام بخاریؒ کے ان شیوخ کی وضاحت کی گئی ہے جن کو امام بخاریؒ نے مبہم ذکر کیا ہے، حالانکہ وہ مشترک ہیں، جیسے محمدؐ۔ اس لیے جن میں اشتراک کم ہے ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ بقیہ جس قدر فصل و مبہم تھے، سب کو بترتیب حروف تہجی ذکر کیا ہے۔

آٹھویں فصل میں ان احادیث کا سلسلہ سند مذکور ہے جن پر امام دارقطنی یا دیگر نقاد فن نے تنقید کی تھی۔ ایک ایک حدیث ذکر کر کے ان کے تسکین بخش جواب دیے ہیں اور یہ واضح کیا ہے کہ امام بخاریؒ کی شرط کے خلاف کوئی حدیث نہیں ہے۔

نویں فصل میں ان روایات کا ذکر ہے جن پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے۔ ان کو بترتیب حروف تہجی ذکر کر کے ہر ایک کے جواب دیے ہیں اور جواب میں بڑے انصاف سے کام لیا ہے، جمال قدح کا رجحان ہے، وہاں یہ بتایا ہے کہ یا تو جس جہت سے قدح ہے اس حیثیت سے امام بخاریؒ نے احتراز کیا ہے یا اس کے راوی کی موافقت میں اس سے کوئی بڑھا ہوا راوی مذکور ہے یا کسی دوسری وجہ سے اس حدیث کو صحیح بخاری میں لائے ہیں۔

دسویں فصل میں کتاب کے ابواب کی خاصی فہرست ہے اور ہر باب میں جس قدر احادیث میں ان کو گنا یا ہے جس سے احادیث مکررہ کا پتا چلتا ہے۔ پھر صحیح بخاری میں جس قدر حدیثیں مذکور ہیں ان کی فہرست ہے اور یہ بتایا ہے کہ کس قدر احادیث اس کتاب میں موجود ہیں۔ مقدمے کے خاتمے میں امام بخاری کی سیرت اور سوانح عمری و بقیہ تالیفات و تلامذہ کا ذکر ہے۔

اس کے قلمی نسخے، برلن، المکتبۃ المندی، برٹش میوزیم، الجزائر، رینی، آیا صوفیا پنہ، اسکوریال، امبروزیانا میں موجود ہیں۔

یہ مقدمہ ۱۳۰۱ھ میں بولاق میں شائع ہوا۔ مکتبۃ الخیریہ قاہرہ میں ۱۳۲۵ھ میں اس کی اشاعت ہوئی۔ براکلمن نے ہدی الساری کی جگہ اس کا نام ہدایۃ الساری لکھا ہے بلکہ

۳۴۲۔ الإعلام بمن ذکر فی البخاری من الأعلام

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی مشہور و معروف کتاب ہے تہذیب الکمال میں جو روایات مذکور ہیں ان کے علاوہ اس میں ذکر کیسے گئے ہیں۔

۳۵۔ تعلیق التعلیق

یہ بھی شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھی۔ اس میں صحیح بخاری کے تعلیقات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور آثار اور موقوفات ہر ایک کی صحت و ضعف و متابعت سے پوری بحث کی ہے اور بن جن محدثین نے ان تعلیقات، آثار، موقوفات کا اخراج کیا ہے، ان سب کی تفصیل بتائی ہے۔ مقدمہ الفتح میں اس کی تلخیص کی گئی ہے۔ ۸۰۲ھ میں ۵۰ اس کی تسوید سے فارغ ہوئے۔ اس کا ایک مختصر حافظ موصوف نے التثویق کے نام سے لکھا اور ایک اور مختصر التوفیق کے نام سے تحریر کیا ہے۔

۳۶۔ انتقاض الاعتراض

یہ بھی حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی تصنیف ہے۔ اولہ اللہم انی احمدک الخ اس میں ان اعتراضات کے جواب دیے گئے ہیں جو علامہ عینی نے اپنی شرح حافظ ابن حجر پر وارد کیے تھے۔ لیکن انوسس یہ کتاب تمام نہ ہونے پائی اور مصنف نے داعی

۱ براکلمن: ج ۳- ص ۱۰۰

۲ نظم العتبان: سیوطی ص ۲۴۲

۳ اس کتاب کی وجہ تالیف میں کہا جاتا ہے کہ جب فتح الباری مکمل ہو گئی تو اس کی طرف لوگوں کی اس قدر رغبت ہوئی کہ سلاطین وقت نے فرمائشیں بھیجیں علامہ عینی نے برتنائے معاصرت اس پر کچھ اعتراضات وارد کیے، اس کتاب میں ان کا جواب دیا گیا ہے۔

۴ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۵۱

اجل کو لبیک کہا۔

اس کا قلمی نسخہ دمشق عمومیہ میں موجود ہے۔

اس پر ایماہ ایم بن علی الشافعی النعمانی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام الفریدرکھا۔

اس کا نسخہ اسکوریالی میں موجود ہے۔

چونکہ حافظ ابن حجرؒ کا مقام بہت اونچا ہے اور ان کی شرح بہترین شرح شمار کی جاتی ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حافظ ابن حجرؒ کے حالات زندگی ذرا تفصیل کے ساتھ درج کر دیے جائیں تاکہ ان کے علمی موقف اور خدمات حدیث و رجال کا ہلکا سا تصور آنکھوں کے سامنے آسکے۔

حافظ ابن حجر العسقلانیؒ

نام و نسب

قاضی القضاة، خاتم الحفاظ ابو الفضل شہاب الدین احمد ابن حجر العسقلانی ایک مشہور محدث اور شارح صحیح بخاری ہو گزرے ہیں۔ حافظ موصوف ابن حجرؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ سخاوی کا کہنا ہے کہ حافظ موصوف کے آبا و اجداد میں سے کسی بزرگ کا لقب ابن حجر تھا۔

ابن العماد کے قول کے مطابق ابن حجر آل حجر کی طرف منسوب ہے۔ آل حجر ایک قوم تھو جو بلاد الجرید کے جنوبی حصے میں بستی تھی۔ شوکانی نے بھی سخاوی کا قول نقل کیا ہے۔ چونکہ حافظ ابن حجر مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں پروان چڑھے اور

۱۔ براکمن: ج ۳ - ص ۱۶۹

۲۔ الضوء اللامع، ج ۲ - ص ۳۶

۳۔ شذرات الذهب: ج ۴ - ص ۲۴۰

۴۔ البدر الطالع، ج ۱ - ص ۸۷

دیہی وفات پائی، اس وجہ سے المصری القاہری کہلائے۔ فقہیات میں امام شافعیؒ کے مسلک کو ترجیح دینے کے باعث الشافعی مشہور ہوئے۔

حافظ ابن حجر کا گھرانہ علم و ادب کا گہوارہ تھا، ان کے آباؤ اجداد نے علوم و معارف میں بڑا نام پیدا کیا اور وہ بھی علم و فضل میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھے۔

پیدائش اور تعلیم و تربیت

اکثر سیرت نگاروں کا اتفاق ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی ۲۲ شعبان ۷۳۳ھ و پیدا ہوئے۔ ابن حجر کی عمر بمشکل چار برس کی تھی کہ ان کے والد ماجد نے اس دار فانی کو خیر باد کہا۔ والد کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد ابن حجر کی کفالت و تربیت مرحوم کے نامزد کردہ وصی شیخ زکی الخزوی نے کی۔

پانچ برس کی عمر میں ابن حجر کو مدرسے بھیجا گیا۔ قدرت نے ذہانت اور ذکاوت کی بخشش میں بڑی فراخ دلی اور فیاضی سے کام لیا تھا، قوت حافظہ کی کرشمہ سازیاں کم کم تعجب انگیز نہ تھیں۔ سورہ مریم ایک دن میں یاد کر لی۔ نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔

حسن اتفاق ملاحظہ ہو کہ ابن حجر اپنے کفیل شیخ زکی الخزوی کے ساتھ ۷۸۴ھ میں مکہ مکرمہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر بھی ارض مقدس میں قیام رہا اور رمضان شریف میں وہیں قرآن مجید محراب سنایا۔ خوش نصیبی اور سعادت مندی نے ایسا ساتھ دیا کہ ۷۸۵ھ میں مکہ معظمہ میں گزرا اور العقیف التشارکی سے صحیح بخاری سننے کا اتفاق ہوا۔

۱۔ لحظہ الالمحاط: ص ۳۲۶

۲۔ نظم العتبان: ص ۲۵

۳۔ لحظہ الالمحاط: ص ۳۲۶

۴۔ الصور اللامع: ج ۲- ص ۳۶

۵۔ ایضاً

۶۔ لحظہ الالمحاط: ص ۳۲۶

اساتذہ ابن حجر

حافظ ابن حجر کے اساتذہ اور شیوخ کی فہرست خاصی طویل ہے اور ان کے اساتذہ میں ایسے قبحر اور ماہرین علوم و فنون نظر آتے ہیں جن کی مثال تلاش کرنا آسان نہیں۔ ابن حجر کی اس سے بڑھ کر اور کیا خوش بختی ہو سکتی تھی کہ انھیں ایسے اساتذہ سے تحصیل علم کا موقع ملا جو اپنے اپنے فن میں یکتائے زمانہ تھے اور یہ ایسی سعادت تھی جو ان کے کسی اور ہم عصر کو نصیب نہ ہو سکی۔

شعر و ادب کا شوق

حافظ ابن حجر کو شعر و شاعری سے طبعی لگاؤ تھا۔ ابتدا میں شعر و سخن اور ادب و تاریخ میں بڑی دسترس حاصل کی۔ ۱۶ نویں صدی ہجری میں مصر میں سات چوٹی کے مشہور شاعر تھے، ہر ایک کا لقب شہاب الدین تھا، ابن حجر کو فصیلت اور درجے کے اعتبار سے ان شعرا میں دوسرا درجہ حاصل تھا۔

ینس سیرت نگاروں نے کہا ہے :

كان شاعراً طبعاً، محدثاً صناعةً و فقیهاً تكلفاً۔^{۱۶}

یعنی ابن حجر طبعاً شاعر تھے، فن حدیث میں محنت کر کے آئے اور علم فقہ تکلفاً حاصل کیا۔

جب علم حدیث کا چسکا لگا تو شوق و انہماک حدیث کے باعث شعر گوئی کی طرف توجہ کم ہو گئی۔

شوق تحصیل علم حدیث

حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ ابن حجر کی تحصیل علم حدیث کا زمانہ ۷۹۲ھ سے شروع ہوتا ہے۔^{۱۷} حافظ سخاوی کے نزدیک ۷۹۳ھ ہے۔ البتہ اس سے انہماک و شغف

^{۱۶} حسن المحاضرة: ج ۱- ص ۱۵۳

^{۱۷} شذرات الذهب: ج ۲- ص ۲۷۱

^{۱۸} ذیل طبقات الحفاظ: سیوطی ص ۳۸-

اور شیفتگی و وابستگی ۱۹۶۷ء میں پیدا ہوئی۔^۱ پھر اس میں اتنا نام پیدا کیا کہ اساتذہ، معاصرین علماء اور تلامذہ سب سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ جہاں کہیں علمِ حدیث کا دیار روشن رکھا فوراً وہاں پہنچے۔ قاہرہ، حرین شریفین، اسکندریہ، بیت المقدس، نابلس، رملہ، غزہ، یمن اور دیگر علاقوں میں سماعتِ حدیث کی۔^۲

سلسلہ درس و تدریس

حافظ ابن حجر نے بہت سی درس گاہوں میں تفسیر، حدیث اور فقہِ طہمانی، حافظ موصوف کی فضیلت و علمیت کا یہ حال تھا کہ ہر مدرسہ، فکر کے اکابر علماء کو ان کے تلمذ اور شاگردی کا فخر حاصل ہوا۔^۳

ان کے شاگردوں میں بہت سے لائق محدثین، فاضل فقہاء، نامور مؤرخین اور شہرہ آفاق سیرت نگار پیدا ہوئے، لیکن شمس الدین سخاوی تمام تلامذہ سے بڑھ گئے۔

عمدہ قضا

حافظ ابن حجر اکیس برس تک عمده قضا پر فائز رہے۔ پہلی مرتبہ محرم ۸۲۷ھ میں منصبِ قضا قبول کیا، لیکن مشاغل کی کثرت اور ضعفِ پیری کے باعث اس منصب سے مستعفی ہو گئے۔

تنقید نگاری

ان کی تنقید بڑی کڑی ہوتی ہے۔ حافظ موصوف کے خیال کے مطابق کسی شخص کے محاسن کے ساتھ انسانی کمزوری اور بشری خامیوں کو بھی اجاگر کر کے لکھنا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ایک آدمی علم و معرفت اور عقل و دانش کے اونچے زینے پر پہنچ کر بھی لغزشوں اور کوتاہیوں کا شکار ہو سکتا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں

^۱ الضوء اللامع : ج ۲ - ص ۳۷

^۲ لحظہ الحماظ : ص ۲۲۷

^۳ الضوء اللامع : ج ۲ - ص ۳۸-۳۹

ان کی کتاب الدرد والکامنہ فی المائۃ الشامنہ میں ملتی ہیں۔

اخلاق و عادات

حافظ ابن حجر بڑے متواضع اور حلیم و بردبار تھے۔ عبادت گزار، سخی اور خوش مزاج تھے۔ غلط سلوک کرنے والوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرتے تھے۔ مذاق بڑا سلجھا ہوا اور طبیعت بڑی سنبھلی ہوئی تھی۔ غرضیکہ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر انگشت نمائی کی جاسکے۔

ابن قسطلی لکھتے ہیں کہ حسن اخلاق، شیوس بیانی اور شعلہ مقالی کے ساتھ حافظ ابن حجر بڑے زود نویس بھی تھے۔ اس کے علاوہ سربح القرائت تھے۔ صحیح بخاری نظر اور عصر کی درمیانی دس مجلسوں میں ختم کی۔ دمشق میں دو مہینے کے قیام میں ایک سو کے قریب کتب میں پڑھ ڈالیں۔

حافظ موصوف کو تمام علماء محدثین اور صلحائے متقدمین و متاخرین سے نہایت درجہ محبت و الفت تھی۔ لیکن شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے۔

وفات:

حافظ ابن حجر کی وفات ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب ۲۸ ذوالحجہ ۸۵۲ھ کو نماز عشا کے تھوڑا عرصہ بعد ہوئی۔ ۳۵ پچاس ہزار مسلمان نماز جنازہ میں شریک تھے۔

سلسلہ تالیف و تصنیف

حافظ ابن حجر کی تالیفات میں بڑا تنوع پایا جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود

۱۔ الضوء اللامع: ج ۲- ص ۳۹

۲۔ لحظہ الاحاط: ص ۳۳۶، ۳۳۷

۳۔ النجوم الظاہرہ: ج ۷- ص ۳۲۶

ان کی تصنیفی تلگ و دو کام کزی نقطہ علم حدیث ہے، عمر بھر اسی موضوع پر لکھتے رہے بقول حافظ سخاوی علامہ ابن حجر کی تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد ہے۔ بعض رائے دوسرے مؤرخین اور سیرت نگاروں کی ہے۔ ان تصنیفات میں سے الاصابہ فی تمییز الصحابہ، الدرر الکامنه فی المائتہ الثامنه، فتح الباری شرح صحیح البخاری، منجۃ الفکر اور بلوغ المرام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۳۔ عمدۃ القاری

علامہ بدرالدین ابو محمد نمودین احمد العینی الحنفی (۸۵۵ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ مشہور شرح دس جلدوں میں ہے اور بیروت میں شائع ہوئی ہے۔ خود علامہ موصوف نے لکھا ہے کہ میں بلاد شامیہ میں ۸۰۰ھ سے قبل اپنے ہمراہ صحیح بخاری لے کر پہنچی تو بعض شیوخ سے مجھے اس کتاب کے متعلق بڑی نادر معلومات حاصل ہوئیں۔ پھر جب میں مصہو پلٹا تو جامع ازہر کے قریب غلغلاہ کتاب میں ۸۲۹ھ میں اس کی شرح لکھنی شروع کی اور ۸۶۷ھ تک چھٹا حصہ مکمل ہو گیا۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

واستمد فیہ من فتح الباری بحیث ینقل منه الورقۃ بکمالہا وکان
یستعیرہ من البرہان بن الخضر باذن مصنفہ لہ ویعقبہ فی مواضع۔

یعنی علامہ عینی نے اپنی شرح میں فتح الباری سے بہت مدد لی، یہاں تک کہ اس کا پورا ورق نقل کر دیتے ہیں۔ برہان بن خضر سے مصنف کی اجازت سے عاریتاً لیتے۔ علامہ موصوف نے حافظ ابن حجر پر یہ تعقیبات بھی کیے ہیں۔

جو باتیں حافظ ابن حجر نے عمداً چھوڑ دی تھیں، وہ بہت طوالت سے لکھی ہیں۔ مثلاً (۱) پوری حدیث متن میں نقل کرنی (۲) ہر راوی کا پورا ترجمہ لکھنا۔ (۳) انسب روایات کی بحث (۴) معانی و بیان کے سلسلے میں کسی نے حافظ ابن حجر سے عرض کیا کہ علامہ عینی کی شرح کو آپ پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ اس میں معانی، بیان، بدیع

وغیرہ زائد ہیں۔ حافظ ابن حجر نے بے ساختہ جواب دیا کہ یہ باتیں عینی نے علامہ رکن الدین کی شرح سے نقل کی ہیں۔ مجھے شیخ رکن الدین کی شرح پہلے ہاتھ لگی تھی لیکن کتاب نامتام تھی۔ اس وجہ سے میں نے اس سے نقل کرنا مناسب نہیں سمجھا، چنانچہ علامہ عینی اس طکرے کے ختم ہونے کے بعد سے معانی و بیان اور بدیع نوادر وغیرہ سے بالکل سکتا ہوں کیونکہ جو ماخذ تھا اس کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:

وبالجملة فان شرحه حافل كافي في معناه لكن له يشتهر كاشتهاد فتح الباري في جيوته مولفه ۱۱

یعنی شرح عینی مطالب کی توضیح تو خوب کرتی ہے لیکن اسے فتح الباری کی ہی شہرت نصیب نہ ہو سکی۔

فتح الباری عالم لوگوں کے لیے مفید ہے اور عینی کی شرح طالب علموں کے لیے مفید ہے۔

اس کے قلمی نسخے برلن، باریس، الجزائر، راعب، نور عثمانیہ، آیا صوفیا پٹنہ اسکوریال، مکتبہ القروین فاس، مکتبہ جامع زیتونہ سلیمانہ۔ دامادزادہ، سلیم آغا، پشاور۔ رام پور۔ آصفیہ۔ بوہار۔ یا لکی پور میں موجود ہیں۔ ۱۱

۳۷۔ تلخیص ابی الفتح لمقاصد الفتح

اس کے شارح ابوالفتح شرف الدین محمد بن ابی بکر بن الحسن القرشی المراغی المدنی (وفات ۸۵۶ھ/۱۴۵۵ء) ہیں۔ ۷۷۵ھ (۱۳۷۴ء) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے فتح الباری کا اختصار کیا ہے۔

امام سیوطی نے اس کا نام شرح البخاری درج کیا ہے ۱۱ لیکن امام شوکانی

۱۱ کشف الظنون: ج ۲: ص ۵۴۸

۱۲ یراکلمن ج ۳ - ص ۱۷۰

۱۳ نظم العتبان: ص ۱۳۹، ۱۴۰

نے اس شرح کے نام کی وضاحت کر دی ہے اور بتایا ہے کہ یہ ابن حجر کی فتح الباری کی تلخیص ہے اور چار جلدوں میں ہے۔ ۱۷

۳۸۔ شرح البخاری

اس کتاب کے شارح شرف الدین یحییٰ بن عبدالرحمن بن محمد الکندی المقرئ البغیسی (وفات ۶۸۶۲ھ) ہیں۔ قاہرہ میں فوت ہوئے۔ یہ ۷۷۷ھ میں ارتضیٰ عیسیٰ میں پیدا ہوئے، اس لیے البغیسی کہلائے۔ حافظ قرآن تھے اور تحصیل علم کے لیے بہت سے شہروں میں گئے اور متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ صحابہ کی تاریخ اور نوادر کے حافظ تھے۔ ۱۸

۳۹۔ مختصر شرح البخاری للیہان الحلبي

کمال الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمن المصری الشافعی المعروف بابن امام الکاملیہ اس کے مصنف ہیں جو ۸۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۷۴ھ میں وفات پائی۔ موافق مصوف نے التلیح لفہم قادی الصیحیح للحلبی (وفات ۸۴۱ھ) کی شرح کا اختصار کیا ۱۹ اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے اس سے التفات کیا ہے۔ ۲۰

۲۰۔ التوہیح للادوہام الوقعہ فی الصیحیح

اس کتاب کے مصنف ابوذر احمد بن ابراہیم ابن السبط الحلبي (متوفی ۸۸۲ھ) ہیں۔ اس کتاب میں صحیح بخاری کی مشکلات کا حل درج ہے۔ ۲۱ یہ اس کے مصنف نے شرح کرمانی اور فتح الباری اور شرح بر ماوی سے تلخیص کی ہے۔ ۲۲

۱۷ البدر الطالع : شوکانی ج ۲ - ص ۱۴۸، ۱۴۷

۱۸ نظم العتیدان : ص ۱۷۷

۱۹ البدر الطالع : ج ۲ - ص ۳۳۸

۲۰ البدر الطالع : ج ۲ - ص ۲۴۲

۲۱ كشف الظنون : ج ۲ - ص ۵۵۳

۲۲ ایضاً

۴۱۔ الدرر فی شرح صحیح البخاری

احمد بن ابراہیم الحلبي (متوفی ۸۸۴ھ/۲۱۲۷۹) اس کے مصنف ہیں۔ قلمی نسخہ قاہرہ میں موجود ہے۔

۴۲۔ شرح البخاری

ابو البقا محمد بن عبدالرحمن بن احمد البکری المصری الشافعی المعروف بالجلال البکری (متوفی ۸۹۱ھ) اس کے مصنف ہیں۔ ۸۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تھے اور ابن حجر کے شاگردوں میں سے تھے۔ بخاری کی شرح کھنی شروع کی، لیکن معلوم نہ ہو سکا کہ کہاں تک لکھ سکے۔ اپنے زمانے میں شافعی فقہ کے حافظ تھے۔

۴۳۔ الکوشرا البخاری علی ریاض البخاری

احمد بن اسماعیل الکوران سنفی (وفات ۸۹۳ھ/۱۴۸۸) کی تصنیف ہے جو ایک متوسط شرح ہے۔ اس شرح میں متعدد مقامات پر علامہ کرمانی اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر کا رد بھی کیا ہے۔ ان روایات کے اسما بھی (جن میں اشتباہ کا اندیشہ ہے) ضبط کیے گئے ہیں۔ لغات مشککہ کا حل بڑی خوبی سے کیا ہے۔ تبس شرح کے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور مصنف کے مناقب جمیلہ اور صحیح بخاری کی خوبی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جمادی الاولیٰ ۸۷۴ھ میں مصنف اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ اس کے قلمی نسخے آیا صوفیا، راعب داماد زادہ میں موجود ہیں۔

۴۴۔ شرح صحیح البخاری

امام زین الدین ابو محمد عبدالرحمن بن ابی بکر عینی سنفی (وفات ۸۹۳ھ) اس کے

۱۔ براکلن : ج ۳ - ص ۱۷۰

۲۔ البدر الطالع : ج ۲ - ص ۱۸۲

۳۔ کشف الظنون : ج ۲ - ص ۵۵۳

۴۔ براکلن : ج ۲ - ص ۱۷۰

۲۷۔ شرح لکتاب الصوم من صحیح البخاری

اسماعیل الجراحی (قبل از ۹۱۵ھ / ۱۵۰۹ء) اس کے مولف ہیں۔ قلمی نسخہ بریل

میں موجود ہے۔ ۱۔

۲۸۔ ارشاد الساری علی صحیح البخاری

ی کتاب شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی مصری (وفات ۹۲۳ھ / ۱۵۱۴ء)

کی تالیف ہے۔ اس کے ساتھ متن بھی ہے۔ شرح اور متن کا اس طرح امتزاج کیا گیا ہے کہ حدیث کے الفاظ اور شرح کو علیحدہ نہیں کیا گیا اور عام قاری کے لیے سمجھنا مشکل ہے۔ مشکلات کو حل، مہملات کو صاف اور مہمات کو واضح کیا گیا ہے۔ جو الفاظ مشکلہ مکرر آئے ہیں ان کی شرح بھی مکرر کی ہے۔ صحیح بخاری کے درس دینے والوں کے لیے یہ شرح بڑی مفید ہے۔ ۱۔

یہ شرح بڑی بڑی شرح کی تلخیص ہے۔ بالخصوص فتح الباری تو اس کا اصل ماخذ ہے۔ اس کا ایک مقدمہ لکھا گیا ہے، جس میں کئی فصلیں ہیں۔ مثلاً فضیلت علم حدیث، جن لوگوں نے فن حدیث کو پہلے جمع کیا اور جو ان کے بعد آئے، اصول حدیث، صحیح بخاری کی شروط اور ترجیح، امام بخاریؒ کی سوانح عمری، شرح بخاری۔ مقدمہ مع ایک مختصر شرح کے علیحدہ بھی طبع ہو گیا ہے۔ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی مصری شافعی ۱۲ ذیقعدہ ۸۵۱ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر ہی میں علم قرأت کی تحصیل میں مشغول ہو گئے تھے۔ قرأتِ سبعہ کے عالم ہوئے۔ پھر دوسرے فنون کی طرف توجہ دی۔ صحیح بخاری پانچ مجلسوں میں احمد بن عبدالقادر شاوی کو سنائی۔ پھر جامع عمری میں درس اور وعظ میں مشغول ہو گئے۔ ان کا وعظ سننے کے لیے بڑی تعداد میں لوگ آتے تھے۔ اپنے وقت کے یہ بہت اچھے عالم اور واعظ تھے۔ مدت دراز کے بعد

۱۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۱۷۱

۲۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۲

تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ بہت سی مقبول تصانیف اپنی یادگار چھوڑیں۔ ان سب میں بڑی یہ شرح ہے، جس میں فتح الباری اور کرمانی کا اختصار کیا ہے۔ الموهب اللدینہ ان کی سیرت کی ایک کتاب ہے جو بڑی شاندار ہے۔ اس کے علاوہ کئی اور کتابیں تصنیف کیں جن کا ذکر بستان المحدثین میں کیا گیا ہے۔^{۱۵} ایک کتاب ”تحفۃ السامع والقاری بختم صحیح البخاری“ ہے۔ اس کا ذکر علامہ سخاوی نے الضوء اللامع میں کیا ہے۔ اس کے موضوع بحث کا علم نہیں ہو سکا۔ غالباً صحیح بخاری کے ختم کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

اس کے قلمی نسخے برلن، باریس، انڈیا آفس لائبریری، کوبریل، راعب، نور عثمانیہ، آیاصوفیہ، پٹنہ، ماچنسطر، اسکوریال، شہید علی، یحییٰ آفندی، سلیم آغا، سلیمانہ، مکتبہ القرویین، فاس، مکتبہ جامع الزيتونہ، موصل، آصفیہ، رام پور میں موجود ہیں۔ یہ کتاب بولاق، قاہرہ، دہلی، لکھنؤ، جونپور اور فاس میں کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔^{۱۶}

۲۹- تحفۃ الباری بشرح صحیح البخاری

شیخ الاسلام ذکریا بن محمد بن احمد انصاری قاہری (متوفی ۹۲۶ھ/۱۵۳۰ء) نے صحیح بخاری کی یہ شرح لکھی۔ یہ ۸۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ قلمی نسخے نور عثمانیہ، مکتبہ الجامع الزيتونیہ، مکتبہ القرویین فاس، آصفیہ،

باتاقیا میں موجود ہیں۔^{۱۷}

۵۰- شرح عدۃ احادیث صحیح البخاری

محمد بن عمر بن احمد السفیری الحلبی (المتوفی ۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء) کی تصنیف ہے۔ قلمی نسخے برلن اور اسکندریہ میں موجود ہیں۔^{۱۸}

۱۵ بستان المحدثین: ص ۲۰۴، ۲۰۵

۱۶ براکمن: ج ۳- ص ۱۷۱

۱۷ ایضاً ج ۳- ص ۱۷۲

۱۸ ایضاً

۵۱۔ شرح صحیح البخاری

علامہ زین الدین بن عبد الرحیم بن عبد الرحمن بن احمد العباس الشافعی (المتوفی ۹۶۳ھ) کی تصنیف ہے۔ اس شرح کی ترتیب بالکل انوکھی اور نئے انداز کی ہے۔ علامہ ابن اثیر الجزری کی جامع الاصول کی طرز پر ہے۔ لائق مصنف نے احادیث کو سلسلہ سند سے مجرد کر کے ہر حدیث کے مقابل حاشیے پر ایک حرف یا کئی حروف بطور علامت لکھے ہیں، جس سے اُنھوں نے ضحاح خمسہ کے مخزجین کی طرف اشارہ کیا ہے، جنھوں نے امام بخاری رحمہ کی اس حدیث کی تخریج میں موافقت کی ہے۔ پھر کتاب کے خاتمے پر الفاظ عزیز پیر کی شرح کا باب قائم کیا ہے اور ہر لفظ کی شرح میں حاشیے پر اس لفظ کو بعینہ درج کر دیا ہے۔ اس شرح پر علامہ برہان الدین ابو شریف در علامہ عبدالبر بن شمنہ نے تقریظیں لکھی ہیں۔

۵۲۔ فیض الباری

علامہ سید عبدالاول جو نیوری (متوفی ۹۶۸ھ) اس کے مصنف ہیں۔ اس شرح کا ذکر نواب صدیق حسن خان نے اپنی قابل قدر تاریخ اتحاف النبلا میں کیا ہے۔

۵۳۔ ہدایۃ القاری فی ختم صحیح البخاری

از محمد بن سلیم بن علی الطیلاوی (المتوفی ۹۶۹ھ/۶۱۵۶۱)۔ قلمی نسخے گیرٹ، قاہرہ میں موجود ہیں۔

۵۴۔ فتح الباری

یہ کتاب حافظ زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب حنبلی (وفات ۹۹۵ھ)

۱۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۱

۲۔ Indias Contribution By Mohommad Isahag. ص ۱۳۶

۳۔ براکلمن: ج ۳۔ ص ۱۷۲

کی تصنیف ہے۔ صحیح بخاری کے ایک جُمزہ کی شرح ہے۔ مصنف نے اس کا نام بھی فتح الباری رکھا۔ یہ کتاب صرف کتاب الجنائز تک پہنچی۔ طبقات حنابلہ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ کشف الظنون میں مصنف کا سن وفات ۹۹۵ھ بیان کیا گیا ہے، لیکن البدر الطالع میں سن ۹۵۷ھ درج ہے اور نام عبدالرحمن بن احمد بن رجب البغدادی ثم المدمشقی الحنبلی الحافظ تحریر کیا ہے۔

۵۵۔ الخیر الجاری شرح صحیح البخاری

محمد یعقوب البنانی (متوفی ۱۰۰۳ھ) کی تالیف ہے۔ صحیح بخاری کی یہ شرح قسطلانی، عینی، فتح الباری وغیرہ سے ماخوذ ہے۔ حل بڑا عمدہ ہے۔ لائق مصنف نے اس میں بہت سی کارآمد باتیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔ مولانا وحید الزمان شارح صحیح بخاری نے اپنی ضخیم اردو شرح تسہیل القاری میں یعقوب بنبانی لکھا ہے۔ ثقافت الاسلامیہ فی الہند میں بھی اس شرح کا ذکر کیا گیا ہے قلمی نسخے بانکلی پور، رام پور وغیرہ میں موجود ہیں۔

۵۶۔ شرح صحیح البخاری

یعقوب بن حسن العرنی الکشمیری (وفات ۱۰۰۳ھ) نے یہ شرح لکھی۔

۵۷۔ ضیاء الساری

اس کے مصنف علامہ عبداللہ بن شیخ سالم بصری مالکی (متوفی ۱۱۳۴ھ) ہیں۔ اس شرح کا ذکر علامہ نواب صدیق حسن خان نے الحط میں اور علامہ مجلونی نے القوائد الدراری

۱۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۰

۲۔ البدر الطالع: ج ۱۔ ص ۳۲۸

۳۔ تسہیل القاری: ج ۴۔ ص ۴

۴۔ براکلن: ج ۳۔ ص ۱۷۴

۵۔ ثقافت الاسلامیہ فی الہند: ص ۱۵۰

میں کیا ہے۔

کتاب خانہ قسطنطنیہ نور عثمانیہ جامع شریفی میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے یہ

۵۸۔ فیض الباری شرح صحیح البخاری

مصنف خواجہ اعظم بن سیف الدین سرہندی - ۶۶ھ میں پیدا ہوئے اور

۱۱۱۴ھ میں وفات پائی۔

۵۹۔ المختصر علی تحفۃ الباری

ابوالحسن بن عبدالمصادی السندی (وفات ۱۱۳۶ھ / ۲۳ / ۶۱) اس کتاب کے
مصنف ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۰۰ھ میں طبع ہوئی اور قاہرہ میں ۱۳۱۸ھ میں یہ کتاب
طبع ہوئی۔

۶۰۔ نور القاری

شیخ نور الدین احمد آبادی (وفات ۱۱۵۵ھ) اس کے مصنف ہیں۔ اس شرح کا
ذکر علامہ نواب صدیق حسن خاں نے اپنی تصنیف اتحاف النبلاء میں کیا ہے۔

۶۱۔ شرح علی الاحادیث المشتملہ فی کتاب الاخیار

اس کتاب کے مصنف تاج العارفین بن موفق الدین یمنی، جنہوں نے تقریباً
۱۱۶۰ھ (۱۷۳۴) میں وفات پائی۔

قلمی نسخہ برلن میں موجود ہے۔

۶۲۔ فیض الجاری

اسماعیل مجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ (تلمیذ علامہ سندھی) اس کے مصنف ہیں۔

۱۔ الخط فی ذکر صحاح ستہ: ص ۹۷

۲۔ الثقافت الاسلامیہ فی السند: ص ۱۵۱

۳۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۱۷۲

۴۔ الثقافت الاسلامیہ فی السند: ص ۱۵۱

۵۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۱۷۲

ابتداءً تصنیف ۱۱۴۱ھ میں کی۔ علامہ موصوف نے جامع اموی کے قبہ نسیم میں صحیح بخاری کی تدریس کے زمانے میں اس شرح کو ضبط کتابت میں لانے کا آغاز کیا تھا۔ علامہ موصوف نے الفوائد الدراری فی ترجمۃ البخاری میں اس شرح کی تالیف کا سبب لکھا ہے۔

قلمی نسخہ مدینہ میں ہے۔

۶۳۔ القیض الطاری

از جعفر بن محمد مقصود عالم شاہی۔

قلمی نسخہ، آصفیہ میں ہے۔

۶۴۔ الاعلام بشرح احادیث سید الأمام

از اسماعیل الجرجانی (وفات ۱۱۶۲ھ / ۶۱۷۹) یہ کتاب الصوم کی شرح ہے۔

قلمی نسخہ گیرٹ میں موجود ہے۔

۶۵۔ نجات القاری

ابو عبد اللہ محمد الشیربہ یوسف آفندی (متوفی ۱۱۶۷ھ / ۶۱۷۳) اس کے

مصنف ہیں۔

قلمی نسخہ آیا صوفیا۔ نور عثمانیہ۔ بحی آفندی۔ مدینہ۔ خود مولف کے ہاتھ کے

نسخے مکتبات الفلاح، ولی الدین، حمیدیہ میں ہیں۔

۶۶۔ اضاة الدراری

علامہ شہاب احمد المنینی العثماني (متوفی ۱۱۷۲ھ) کی تصنیف ہے اس کا ذکر المختار

۱۔ یراکلن : ج ۳ - ص ۱۷۲

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً ص ۱۷۲ - ۱۷۳

۵۔ المنینی المنسوب الی امین بالفتح ثم اللسور ثم یلا مثناة، نون اخری قریۃ من اعمال الشام۔

یہ مصنف ابن عابدین نے کیا ہے۔

۶۷۔ ضوء الدراری

علامہ غلام علی بلگرامی (وفات ۱۲۰۰ھ) اس کے مصنف ہیں۔ ابتدا سے لے کر آخر کتاب الزکوٰۃ تک کی شرح ہے۔ خود مصنف نے اس شرح کا ذکر اپنی کتاب بحجتہ المرجان میں کیا ہے۔ نواب صدیق حسن لکھتے ہیں کہ یہ شرح بڑی تفصیل سے لکھی شروع کی لیکن ناتمام رہی۔

۶۸۔ شرح علی الاحادیث المشروحة فی الکتاب الاخیر

سلیمان عجیلی (وفات ۱۲۰۴ھ / ۱۷۸۹ء) کی تالیف ہے۔

قلبی نسخہ برلن میں ہے۔

۶۹۔ زاد المجد الساری بشرح صحیح البخاری

ازابن علی محمد التاؤودی ابن سودة المری (وفات ۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۵ء)۔ یہ شرح

فارسی زبان میں ہے اور ریاض میں موجود ہے۔ ۱۳۲۸ھ - ۱۳۳۰ھ میں چار اجزا میں

شائع ہوئی۔

۷۰۔ نیل الاوطار

نیل الاوطار منتقی الاخبار کی شرح ہے۔ لیکن چونکہ اس میں متفق علیہ احادیث

میں یعنی بخاری کی احادیث بھی ہیں۔ اس لیے براکمن نے اسے شرح بخاری میں

شامل کیا ہے۔ محمد بن علی شوکانی (وفات ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۲ء) اس کے مصنف ہیں۔

یہ قاہرہ میں طبع ہو چکی ہے۔

۱۔ الخطة فی ذکر صحاح ستہ (از نواب صدیق حسن خاں) ص ۹۷

۲۔ براکمن: ج ۳ - ص ۱۷۲

۳۔ ایضاً ص ۱۷۳

۴۔ ایضاً ص ۱۷۴

۱۔ نور الساری

علامہ شیخ حسن العدوی المحمزاوی (وفات ۱۳۰۳ھ) کی تصنیف ہے۔
قاہرہ میں جو صحیح بخاری ۱۲۷۹ھ میں دس جلدوں میں طبع ہوئی، اس کے حاشیے پر یہ
شرح بھی طبع ہوئی۔

قاہرہ میں ۱۲۷۹ھ میں اور بولاق میں ۱۲۹۶ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

۲۔ عون الباری لمحل اذلة البخاری

علامہ نواب صدیق حسن خاں بہادر (وفات ۱۱۳۰ھ) اس کے مصنف ہیں۔ علامہ
زبیدی نے جو تجرید کی تھی وہ تجرید الصحیح کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ ان کی شرح
عربی میں ہے۔ اس کے علاوہ اس تجرید کی شرح علامہ سرتاوی اور شیخ الغزی نے بھی
لکھی ہے۔

بولاق میں ۱۲۹۷ھ میں کتاب منقھی الاحکام لابن تیمیہ کے حاشیے پر طبع ہوئی تھی،
اسی طرح ۱۲۹۷ھ بولاق میں نیل الاوطار کے حاشیے پر بھی طبع ہوئی۔ ۲۹۹ء اور
۱۳۰۷ھ میں مجبویال میں بھی شائع ہوئی۔

۳۔ شرح صحیح البخاری

قاضی زین الدین عبدالرحیم ابن الرکن احمد (وفات ۸۶۴ھ) کی تالیف ہے،
اس شرح کا مفصل حال نہ صاحب حیطہ نے لکھا ہے نہ صاحب کشف الظنون نے۔

۴۔ شرح صحیح البخاری

امام عقیف الدین سعید بن سعود الکاذرونی (وفات ۷۵۸ھ) اس کے مصنف ہیں۔
بقول حاجی خلیفہ صاحب کشف الظنون کے ۷۶۶ھ میں شہر شیراز میں مصنف نے اس

۱۔ براکن: ج ۳۔ ص ۱۷۶

۲۔ ایضاً

۳۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۳

کی تالیف سے فراغت پائی۔^{۱۵} اس شرح کی تالیف فراغ اور وفات کے سن میں تضاد ہے۔ جسے یہاں درج کر دیا گیا ہے۔

اب ذیل میں ان شروح کا ذکر کیا جاتا ہے، جن کے لکھنے والوں کے سنیں وفات نہیں مل سکی۔

۷۵۔ شرح السراج

یہ شرح علامہ ابو الزناد نے لکھی۔^{۱۶} سن وفات کا علم نہیں ہو سکا۔ اس شرح کے متعلق صاحب کشف الظنون نے کچھ نہیں لکھا۔

۷۶۔ شرح صحیح البخاری

اس شرح کے مصنف ابو حفص عمر بن الحسن ابن عمر القوری الاشجیلی ہیں۔^{۱۷} صاحب کشف الظنون نے ان کے بارے میں اور کچھ نہیں لکھا۔

۷۷۔ شرح صحیح البخاری

اس کے نصف ابو القاسم احمد بن محمد بن عمر بن ورد الیمسی ہیں۔ یہ شرح بڑی بسیط ہے۔^{۱۸}

۷۸۔ شرح ابن التین

اس کے مصنف امام عبد الواحد بن التین ہیں۔^{۱۹} حافظ ابن حجر فتح الباری میں اس شرح کے اکثر اقوال پیش کرتے ہیں۔^{۲۰}

۱۵ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۵۳

۱۶ ایضاً ص ۵۴۶

۱۷ ایضاً

۱۸ ایضاً

۱۹ بالتاء مشناة ثم بالياء

۲۰ کشف الظنون: ج ۲- ص ۵۴۶

۷۹۔ شرح ابن المنیر

یہ شرح امام ناصر الدین علی بن محمد بن المنیر الاسکندرانی کی ہے، جن کے سن وفات کا علم نہیں ہو سکا۔ یہ شرح دس ضخیم جلدوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ امام ناصر الدین نے ابن بطلال کی شرح پر حواشی بھی لکھے ہیں۔

۸۰۔ المتواری علی تراجم البخاری

اس کے مصنف بھی امام ناصر الدین علی بن محمد بن المنیر الاسکندرانی ہیں۔ امام مہر صفی نے صحیح بخاری کے چار سو سوالاتِ مشککہ جن کر ان کو بڑی خوبی سے حل کیا ہے۔

۸۱۔ شرح صحیح البخاری

یہ شرح ابوالاصح عیسیٰ بن سہل بن عبداللہ الاسدی نے لکھی ہے۔ اس شرح کا حال بھی صاحب کشف الظنون نے کچھ نہیں لکھا۔

۸۲۔ مجمع البحرین و جواہر البحرین

تقی الدین یحییٰ بن الکرمانی اس کے مصنف ہیں۔ ان کی وفات کا سن نامعلوم ہے۔ اس شرح میں علامہ یحییٰ نے اپنے والد کی شرح الکوایب الدراری سے مدد لی ہے۔ اور ابن ملقون کی شرح اور زرکشی اور دمیاتی اور فتح الباری اور البدر الطالع سے اضافہ کیا ہے۔ یہ شرح آٹھ جلدوں میں ہے۔

۸۳۔ غایۃ التوضیح للجامع الصحیح

یہ شرح علامہ عثمان بن ابراہیم صدیقی الحنفی نے لکھی۔ شاہی کتب خانہ رام پور میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ جلد اول ۷۶، صفحات پر مشتمل ہے جو اول کتاب

۱۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۲۶

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً ص ۵۲۷

بدء الوحی سے باب القران فی التمر عند الاکل تک ہے۔ چہا، ثانی باب رقیۃ النبیؐ سے آخر کتاب تک ہے۔

۸۴۔ الکوکب السادی فی شرح الجامع الصحیح للبخاری

تلمی نسخۃ المکتبۃ الہندی اول، آصفیہ، پٹنہ میں ہیں۔ یہ
شیخ ابوالحسن علی بن حسین عروۃ الموصلیؒ سے اس کے مصنف ہیں۔
تلمی نسخۃ رام پور میں ہے۔

۸۵۔ شرح صحیح البخاری

علامہ عبد الرحمن البہرہ جلد اول تلمی ۲۹۲ کا ہے جو ناقص باب کیف کان بدء الوحی سے باب القراءۃ تک ہے۔ نیز تلمی جلد اول از باب بدء الوحی تا باب القراءۃ بخط نسخ کتب خانہ رام پور میں دو نسخے موجود ہیں۔

۸۶۔ شرح صحیح البخاری

یہ شرح بھی کتب خانہ رام پور میں صفحات ۳۹۴ از ابتدائاً تا باب الشروط تلمی بخط نستعلیق موجود ہے۔ غالباً یہ کتاب حافظ عبد الرحمن بن احمد بن رجب البغدادی دمشقی متوفی ۷۹۵ھ کی ہے۔

۸۷۔ داؤدی

ابوجعفر احمد بن سعید الداؤدی کی تصنیف ہے۔ بعض مقامات میں قال الداؤدی بھی لکھا ہے۔ اس شرح سے ابن التین اکثر نقل کرتے ہیں۔ شرح داؤدی بڑی مفید شرح ہے۔ حل مطالب و دفع اشکالات و دفع تعارض و

۱۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۲۷۳

۲۔ بالفتح و کسر الصاد نسبة الی الموصول

۳۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۷۴

۴۔ سیرت البخاری۔ ص ۳۱۴

۵۔ البدر الطالع، ج ۱۔ ص ۳۲۸۔

تطبیق احادیث میں مصنف نے نہایت عمدہ پیرایہ اختیار کیا ہے، اس لیے اس نسخے پر بہت سے حواشی ہیں۔

۸۸۔ شرح صحیح البخاری

یہ شرح علی بن مصطفی الشافعی الحلیسی کی ہے جو کہ علامہ سندھی کے شاگرد ہیں۔ شرح غزوات تک پہنچی اور مکمل نہ ہو سکی۔ اس کا ذکر سبک الدردی فی اعیان القرون الثانی عشر میں علامہ محمد خلیل آفندی نے کیا ہے۔

۸۹۔ شرح صحیح البخاری

برہان الدین ابراہیم بن نعمان اس کے مصنف ہیں۔ صرف کتاب الصلوة تک پہنچی اور جس بات کا مصنف نے التزام کیا تھا پورا نہ ہو سکا۔

۹۰۔ البارع الفیصیح فی شرح جامع الصحیح

اسے ابوالبقا محمد بن علی ابن خلف الاعمدی المصری الشافعی نے تصنیف کیا۔ یہ ایک گھویل شرح ہے۔ ابتدائے تالیف ۹۰۹ء ہے۔ شروع کرمانی، عیسیٰ فتح الباری وغیرہ سے ملخص کر کے شارح نے شرح تیار کی ہے۔ لائق مصنف کا اپنی شرح کے بارے میں یہ مقولہ بہت درست ہے کہ: جعلته كالوسيط بزرخاً بین الوجیز والبسیط۔

یعنی یہ طویل اور مختصر دونوں کے درمیان ہے۔

۹۱۔ بغیة السامع فی شرح الجامع

جلال الدین ابو یوسف اس کے شارح ہیں۔ اس کا نسخہ کتب خانہ ولی الدین

۱۔ اتحاف النبلاہیں ۵۰

۲۔ سبک الدرر بحوالہ مبارک پوری

۳۔ اتحاف النبلاہ: ص ۵۴

۴۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۱

سلطان بایزید واقع جامع شریفی قسطنطنیہ میں موجود ہے بلکہ
 ۹۲۔ معونۃ القاری

ابوالحسن علی بن ناصر الدین محمد بن محمد المالکی کی یہ مفید شرح ہے۔ اس کا ذکر علامہ عجلمونی
 نے اپنی قابل قدر کتاب الفوائد الدراری میں کیا ہے۔ علی بن ناصر الدین امام سیوطی کے
 تلمیذ ہیں۔

قلمی نسخہ مکتبہ القرویین فاس میں ہے بلکہ

۹۳۔ مصباح القاری

امام عبدالرحمن الابدلی البیہقی المتوفی ۸۵۵ھ قال الشوکانی "فی البدر الطالع الحسین
 بن عبد الرحمن الحسینی العلوی الشافعی المعروف بالاهدول صنف حاشیہ
 علی البخاری انتقا صامن شرح الکومانی مع زیادة سماها مفتاح القاری
 لجامع البخاری

۹۴۔ سلم القاری

سید علامہ محمد بن احمد الابدلی البیہقی اس کے مصنف ہیں۔ نواب صدیق حسن خان نے
 اس کا پورا نام سلم القاری بآدرک فی افادته واقاضته الباری رقم کیا ہے بلکہ
 ۹۵۔ شرح صحیح البخاری

یہ شرح علامہ عبد الباقی وفات ۱۲۵۱ھ کی قلمی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ حسب بیان
 علامہ عجلمونی ایک حصہ معتد بہا کی شرح ہے۔ ان کا پورا نام ابوالحسین عبد الباقی بن قانع
 بن مرزوق بن واثق ہے۔ ان کی معجم ابن قانع مشہور کتاب ہے۔ نامور محدثین میں شمار

۱۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۱

۲۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۱۷۴

۳۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۴۔ ان دونوں شرحوں کا ذکر نواب صدیق حسن خاں

نے الحطری فی ذکر صحاح ستہ میں کیا ہے۔

۴۔ الحطری فی ذکر صحاح ستہ: ص ۹۸

ہوتے ہیں۔ دارقطنی، امام ابوعلی بن شاذان اور ابوالقاسم بن بشر ان سے روایت کرتے ہیں۔

۹۴۔ شرح صحیح البخاری

علامہ سید ابراہیم الشہیر بابت حمزہ نقیب الشراف دمشق، علامہ عجلمونی لکھتے ہیں کہ اس شرح کو کتاب الصلوٰۃ تک میں نے بحشم خود دیکھا ہے۔ ہر باب کی شرح میں خطبہ (حمد و نعت) لکھتے ہیں۔

۹۷۔ شرح صحیح البخاری

شیخ علی شامی حدیدی کی تصنیف ہے۔ بقول نواب صدیق حسن خاں مرحوم یہ صحیح بخاری کے پارہٴ اول کی شرح ہے۔ نواب صاحب موصوف نے ۱۲۸۵ھ میں شیخ علی الشامی سے ملاقات بھی کی تھی۔

۹۸۔ شرح صحیح البخاری

محمود بن ابراہیم بن محمد اسلامی اس کتاب کے مصنف ہیں۔
قلمی نسخہ آیا صوفیا میں موجود ہے۔

۹۹۔ مقدمہ و شرح للکتا بین الاولین من صحیح البخاری

از عمر بن محمد عرف نہروالی اس کتاب کے مصنف ہیں۔
قلمی نسخہ: المکتبہ السندی اول ۱۳۱ھ۔

۱۰۰۔ الفیض الطاری شرح صحیح البخاری

شیخ جعفر بن محمد بخاری گجراتی کی تصنیف ہے جو دو جلدوں میں ہے۔

۱۔ اتحاف النبلا: ص ۳۱۰

۲۔ ایضاً ص ۵۶

۳۔ براکمن: ج ۳ - ص ۱۴۳

۴۔ ایضاً ص ۱۴۲

۵۔ اتحافت الاسلامیہ فی السند: ص ۱۵۱

۱۰۱۔ شرح صحیح بخاری

شیخ طاہر بن یوسف سندھی برہانپوری اس کتاب کے مصنف ہیں اور یہ قسطلانی سے ماخوذ ہے۔ انھوں نے ۱۰۰۴ھ میں وفات پائی۔ ۱۰۰۴ھ

مختصرات و منتخبات صحیح بخاری کی شرح

کتاب الثلاثیات للبخاری

صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جو تین واسطوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہیں، ان کی تعداد بائیس ہے۔ ان میں اکثر مکی بن ابراہیم کے واسطے سے مروی ہیں۔ مکی بن ابراہیم امام بخاری کے طبقہ اولیٰ کے شیوخ میں سے ہیں اور تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے قلمی نسخے برلن، پٹنہ، پیر پٹر برگ اور پشاور میں ہیں۔ ۱۰۰۴ھ

اس کتاب کی شرحیں

۱۰۲۔ شرح از احمد بن محمد العجمی الوفائی

(متوفی ۱۰۸۶ھ/۷۱۶۷۵)

قلمی نسخے کو بریل، مکتبہ جامع الزیتونہ، باتا قیام میں موجود ہیں۔ اور یہ کتاب دہلی میں ۱۲۹۰ھ میں اردو ترجمے کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔ ۱۰۰۴ھ

۱۰۳۔ شرح للقاری الہروی

(متوفی ۱۰۱۴ھ/۷۱۶۰۵)

اس کا قلمی نسخہ شہید علی میں ہے۔ ۱۰۰۴ھ

Anders Contribution P. 133 ۱

براکمن ج ۳ - ص ۱۷۷ ۲

ایضاً ص ۱۷۸ ۳

ایضاً ۴

۱۰۵۔ شرح الشنوائی

مذکورہ بالا مختصر کی ایک شرح محمد بن علی الشافعی (الشنوائی المتوفی ۲۳۳ھ/۶۸۱ء) نے لکھی اور قاہرہ سے ۱۳۰۵ھ میں شائع ہو چکی ہے۔
اس کے قلمی نسخے پیرس، مکتبہ القرویین ناس، مکتبہ سباط وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔

۱۱۰۔ فتح المبدی

صیحح بخاری کا ایک عمدہ انتخاب "تہذیب الصیحح" کے نام سے ۱۲۵ھ احمد بن احمد شرجی الزبیدی (المتوفی ۸۹۳ھ/۱۴۸۸ء) نے کیا ہے۔ القذافی شعبان سنة ۸۸۹ھ میں اسائید کو حذف کر دیا ہے اور نئی ترتیب کے ساتھ کتاب کو مرتب کیا ہے۔
اس پر عبد اللہ شرقاوی (المتوفی ۱۲۲۷ھ/۱۸۱۲ء) نے ایک شرح لکھی۔
اس کے قلمی نسخے مکتبہ جامع الزيتونة، المدینة، الاسكندرية میں ہیں۔ قاہرہ میں ۱۳۳۳ھ اور ۱۳۳۳ھ میں تین اجزا میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۱۱۔ عون الباری

نواب صدیق حسن خان نے بھی ایک شرح لکھی۔ یہ بولاق میں ۱۲۹۷ھ میں کتابنتی الاحکام (ابن تیمیہ) کے حاشیے پر چھپ چکی ہے۔ یہ کتاب ۱۲۹۷ھ میں نیل الاوطار شوکانی کے حاشیے پر بھوپال میں ۱۲۹۹ھ، ۱۳۰۷ھ میں شائع ہوئی۔

۵۔ براکمن: جلد ۳۔ ص ۱۷۵

۶۔ عند محمد بن جعفر الکتانی (م ۱۳۴۵ھ) فی الرسالة المستطرفة ص ۴۴

۷۔ کشف الظنون: ج ۳۔ ص ۵۵۴

۸۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۱۷۶

۹۔ ایضاً

۱۱۲۔ شرح مختصر البخاری

علامہ احمد بن علامہ سیح احمد الشجاعی (وفات) اس کتاب کے مؤلف ہیں۔

۱۱۳۔ حل صحیح البخاری

مزا حیرت دہلوی کی تصنیف ہے۔ من مولانا حافظ احمد علی مرحوم کلہ ہے۔ لیکن صحیح بخاری کے حل میں قسطلانی اور فتح الباری سے کچھ زیادہ مدد لی ہے۔ صحت و صفائی کے اعتبار سے بھی اچھی شرح ہے۔ حل لغات علیحدہ ہے، ابن السطور کے حواشی نکال دیے ہیں۔ اس سے حل مشکلات میں کمی ہوگئی۔

۱۱۴۔ صیانة القاری عن المخطا فی صحیح البخاری

ابوالحسن علی بن ناصر الدین (المتونی) اس کتاب کے مصنف ہیں۔ علامہ عجلونی نے اپنی قابل قدر کتاب الفوائد الدراری میں اس کا ذکر کیا ہے۔ علی بن ناصر الدین امام سیوطی کے تلمیذ ہیں۔

۱۱۵۔ شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح

شیخ جمال الدین محمد بن عبداللہ بن مالک النخوی (المتونی ۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) اس کتاب کے مصنف ہیں۔ اس میں صحیح بخاری کے اعراب مشککہ کے دلائل و شواہد بیان کیے گئے ہیں۔

قلمی نسخے بریل، بوتسما، اسکوریال، مکتبہ القرویین فاس، مکتبہ الجامع الترتوتیہ تیونس، الظاہریہ دمشق، آسفیہ میں موجود ہیں۔
الہ آباد میں ۱۳۱۹ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۔ سیرت البخاری: مولانا عبید السلام مبارک پوری۔ ص ۲۳۸

۲۔ الفوائد الدراری بحوالہ مبارک پوری

۳۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۳

۴۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۱۷۷، ۱۷۸

۱۱۶۔ زُبْدَةُ الْبُخَارِي

یہ شرح عمر ضیاء الدین کی ہے۔ ۱۳۳۰ھ میں قاہرہ میں شائع ہوئی اور استنبول میں ترکی ترجمے کے ساتھ ۱۳۴۱ھ میں تین اجزا میں طبع ہوئی۔

۱۱۷۔ الالف المختارة

اس کے مؤلف عبدالسلام محمد ہارون ہیں۔ مؤلف موصوف نے امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح کی ایک ہزار احادیث منتخب کر کے ان کی مختصر شرح لکھی ہے اور چار مشہور شارحین بخاری یعنی کرمانی، ابن حجر، عینی اور عسقلانی سے بہت استفادہ کیا ہے۔ اس کے چھ جز طبع ہو چکے ہیں۔

۱۱۸۔ النور الساری من فیض صحیح البخاری

حسن عدوی الخمرادی (وفات ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء) کی تصنیف ہے۔ قاہرہ میں ۱۲۷۹ھ میں اور بولاق میں ۱۲۹۶ھ میں بخاری کے حاشیے پر طبع ہوئی۔

۱۱۹۔ جواہر البخاری

یہ محمد مصطفیٰ عمارہ کی شرح ہے، جس میں سات سو احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔ یہ شرح قاہرہ میں ۱۳۴۱ھ میں طبع ہوئی۔

۱۲۰۔ الکوکب الساری فی اختصار البخاری

الواعلیٰ محمد بن عیسیٰ ابن عبداللہ بن حروز (وفات ۹۶۰ھ/۱۵۵۲ء) کی تصنیف ہے۔ قلمی نسخہ الہ آباد میں ہے، جس کا نمبر ۶۹ ہے۔

۱۔ براکمن؛ ج ۳۔ ص ۱۷۶، ۱۷۷

۲۔ ایضاً ص ۱۷۱

۳۔ ایضاً ص ۱۷۶

۴۔ ایضاً

۱۲۱۔ مختصر البخاری

عبداللہ بن ابی جبرہ اس کے مؤلف ہیں۔ قلمی نسخے راغب اور آصفیہ میں ہیں۔

۱۲۲۔ مختصر لعید الحق

عبدالحق بن عبدالرحمن الازدی نے صحیح بخاری کی یہ مختصر شرح لکھی۔ مؤلف

موصوف نے ۵۸۱ھ - (۶۱۱۸۵) میں وفات پائی۔

قلمی نسخہ پیرزبرگ میں ہے۔

۱۲۳۔ مختصر للنووی

امام نووی نے بھی صحیح بخاری کی ایک مختصر شرح تالیف کی۔ امام موصوف نے

۶۷۶ھ (۶۱۲۷۷) میں وفات پائی۔ اس کا دیباچہ جو تائیں موجود ہے۔

۱۲۴۔ مختصر صحیح البخاری

امام جمال الدین ابوالعباس احمد بن عمر الانصاری القرطبی (المتوفی ۴۵۶ھ (۱۰۵۸))

اس کے مصنف ہیں۔ اس مختصر کی کوئی کیفیت صاحب کشف الظنون نے نہیں

بتائی، نہ اس کی شرح کا حال معلوم ہو سکا اور نہ اختصار کی کوئی غرض معلوم ہوئی۔

براکلمن نے اس مختصر کو "اختصار صحیح البخاری و شرح غریبہ" کے نام سے رقم کیا

ہے۔

قلمی نسخے قاہرہ اور مکتبہ القرویین فاس میں موجود ہیں۔

۱۲۵۔ تجرید التفسیر

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ کتاب تصنیف کی۔ سورتوں کی ترتیب

۱۔ براکلمن: جلد ۳۔ ص ۱۷۶

۲۔ ایضاً ص ۱۷۵

۳۔ ایضاً

۴۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۴

۵۔ براکلمن: ج ۳۔ ص ۱۷۶

سے تغیرات صحیح بخاری کو علامہ کیا ہے۔
 ۱۲۶۔ شرح تجرید الصحیح از زبیدی

۱۲۷۔ شرح ابن القاسم الغزالی (المتوفی) اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ اس
 شرح کا ذکر علامہ ابوالطیب نو اب صدیق حسن خان نے اپنی شرح عون الباری میں کیا
 ہے۔ عون الباری ہنبل الاوطار فی شرح منتقى الاخبار کے حاشیے پر طبع ہوئی ہے۔
 ۱۲۸۔ تحریر علی کتاب العلم من صحیح الامام البخاری۔
 عبدالعزیز محمد بنار مفتی الہ یارا التونیہ اس کتاب کے مؤلف ہیں اور یہ تونس
 میں ۱۳۲۵ھ طبع ہوئی۔

۱۲۸۔ منحة الباری فی جمع روایات البخاری

یہ کتاب عبید سندی المدنی نے تصنیف کی۔
 قلمی نسخہ مدینہ میں موجود ہے۔

۱۲۹۔ نکت

اس کتاب کے مصنف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں۔ علامہ زرکشی
 کی شرح التفتیح پر نکت لکھے ہیں۔ لیکن افسوس ہے بقول حاجی خلیفہ کے یہ مکمل نہ ہو سکی۔
 ۱۳۰۔ حاشیہ

ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن بن زکری الفاسی المتوفی ۱۱۴۴ھ/۶۱۷۳۱ اس کے
 مؤلف ہیں۔ اس کا قلمی نسخہ الرباط میں ہے جس کا نمبر ۳۲-۳۳ ہے۔

۱۔ اتحاف النبلاء: ص ۵۷

۲۔ الثقافة الاسلامیہ فی التمدن: ص ۱۵۱

۳۔ براکمن: ج ۳ - ص ۱۷۷

۴۔ ایضاً

۵۔ کشف الظنون: ج ۲ - ص ۵۴۹

۶۔ براکمن: ج ۳ - ص ۱۷۳

۱۳۱۔ حاشیہ صحیح بخاری

ابوالعباس السندی احمد زروق کی شرح ہے۔ علامہ مجلونی نے لکھا ہے کہ یہ ایک حاشیہ ہے جو صحیح بخاری کے حل میں ہے۔

حاشیہ شیخ سیدی زروق فاسی علی البخاری کے نام سے بستان المحدثین میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد عیسیٰ برتسی فاسی ہیں، جو زروق کے نام سے مشہور ہیں۔ بروز پنجشنبہ بوقت طلوع آفتاب ۲۸ محرم ۸۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً سات سال کی عمر میں والدین کا انتقال ہو گیا، دیار مغرب کے بڑے بڑے علماء مثلاً غوری، مجاہی، استاد ابو عبداللہ صیغرا، امام صہبائی، ابراہیم فاری، سیوسی، سخاوی مصری، رصاع دومئی اور اس نواح کے دوسرے بزرگوں سے علوم حاصل کیے۔ ان کی تصانیف نفع بخش اور بے حد مفید ہیں۔ جہاں انھوں نے اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں ان میں سے ایک یہ حاشیہ بھی ہے جو نہایت عمدہ ہے۔

وہ جلیل القدر عالم تھے، ان کے مرتبہ کمال کا بیان تحریر و بیان سے باہر ہے۔ یہ متاخرین صوفیائے کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنھوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا۔ شیخ شہاب الدین قسطلانی، شمس الدین لقانی، خطاب البکیر طاہر بن زبان رداوی اور ان جیسے بڑے بڑے علما نے ان کی شاکری پر فخر کیا ہے۔ ماہ صفر ۸۹۹ھ میں بلاد طرابلس الغرب میں ان کا انتقال ہوا۔

۱۳۲۔ تعلیقات علی اعراب القاری

براکن نے اس کو اعراب القاری علی اول باب البخاری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ قاری ہروی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) کی تصنیف ہے اور اس پر محمد بن محمد النجاشی (المتوفی ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵) نے تعلیقات لکھی ہیں۔ اعراب القاری کے قلمی نسخے بزاز پٹنہ، میونخ، ورنہ، مانچسٹر اور قاہرہ میں موجود ہیں۔

۱۔ بستان المحدثین: ص ۲۰۵، ۲۰۶

اس کے تعلیقے کا نسخہ برلن میں موجود ہے۔^{۱۳}

۱۳۳۳۔ تعلیقہ

علامہ سندی الحنفی (وفات ۱۱۳۸ھ) اس کے مؤلف ہیں۔ یہ صحیح بخاری مطبوعہ

مصر کے حاشیے پر طبع ہوئی۔

۱۳۳۴۔ تعلیقہ صحیح البخاری

یہ مولوی لطف اللہ بن حسن التوقانی لاقتول (۱۰۹۰ھ) کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہے۔ یہ

تعلیقہ صرف اوائل صحیح بخاری کے متعلق ہے۔^{۱۴}

۱۳۳۵۔ تعلیقہ

یہ تعلیقہ علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا (متوفی ۱۰۴۰ھ) کا تصنیف

کردہ ہے، اس کا کچھ حال معلوم نہیں ہو سکا۔^{۱۵}

۱۳۳۶۔ تعلیقہ

مصالح الدین المصطفیٰ بن شعبان السُروری (المتوفی ۹۶۹ھ) اس کتاب کے

مصنف ہیں۔ یہ ضخیم حاشیہ نصف صحیح بخاری تک ہے۔^{۱۶}

۱۳۳۷۔ تعلیقہ

یہ کتاب مولوی حسین الکنوی (وفات ۱۰۱۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کے بارے

میں تفصیلات نہیں معلوم ہو سکیں۔ علامہ زرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ میں اس کا ذکر

کیا ہے۔

۱۔ براکن: ج ۳۔ ص ۱۰۲۔ نیز دیکھیے التحاف النبلا ص ۲۰

۲۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۴

۳۔ ایضاً

۴۔ نسبة الی سرور وھی مدینة بقرهتان

۵۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۴

۶۔ ایضاً

۱۳۸۔ تعلیقہ

مولوی فضیل بن علی الجہال (متوفی ۹۹۱ھ) کی تالیف ہے۔ اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ پتا نہیں چل سکا۔

کتب تراجم و رجال

۱۳۹۔ تعلیقات علی البواب البخاری

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس کتاب کے مؤلف ہیں۔

قلمی نسخہ پٹنہ میں ہے جس کا نمبر: ۴۱۱ ہے۔

۱۴۰۔ شرح تراجم البواب صحیح البخاری

یہ کتاب بھی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تالیف ہے۔ حیدرآباد میں ۱۳۲۳ھ

میں طبع ہوئی۔

۱۴۱۔ حل اغراض البخاری المبہمہ فی الجمع بین الحدیث والترجمہ

فیقہہ ابو عبد اللہ محمد ابن منصور بن حمامہ المغراوی السجلیانی۔ (المتوفی

اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ مؤلف موصوف نے اس کتاب میں صحیح بخاری کے سو ترجموں پر بحث کی ہے۔

اب ذیل میں ان کتابوں کا ذکر کیا جاوے گا جو رجال کے متعلق ہیں:

۱۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۴

۲۔ براکمن: ج ۳۔ ص ۱۷۳

۳۔ ایضاً ص ۱۷۷

۴۔ نسبۃ الی سجانا بکسر اولہ وثانیہ وسکون اللام وبعد الف

سین مہماتہ مدینۃ فی جنوب الغرب فی بلاد السودان۔

۵۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۱

۱۴۲۔ الاحتمال فی بیان احوال الرجال

اس کے مؤلف حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ہیں۔ اس میں مؤلف نے تہذیب الکمال پر زیادات اور اضافے کیے ہیں۔

۱۴۳۔ اسماءُ التابعین

اس کتاب کے مؤلف امام دارقطنی (المتوفی ۳۸۵ھ) ہیں، اس میں تابعین کے اسمائے گرامی کا ذکر ہے۔ نیز ان تبع تابعین کا بھی اس میں تذکرہ ہے جن سے امام بخاری کے نزدیک اخذ روایت کرنا درست ہے۔

۱۴۴۔ اسماء رجال الصیح

یہ کتاب کلاباذی کی ہے۔ اس میں اسمائے رجال صیح بخاری کا ذکر ملتا ہے۔ ان کا نام ابو نصر احمد بن الحسین الکلاباذی ہے۔ (وفات ۳۹۸ھ اور بقول حافظ ذہبی وفات ۳۷۸ھ) ہے۔ کشف الظنون میں اس کا نام اسماء صحف أو رجال الصیح للبخاری ہے۔ اس کا ایک نام براکلن نے الکلام علی رجال البخاری بتایا ہے۔

تلمی نسخہ آصفیہ، مکتبہ القرویین فاس میں ہے۔

۱۴۵۔ ہدایۃ الباری الی ترتیب احادیث البخاری

یہ کتاب عبدالرحیم عنبر کی تصنیف ہے۔ اس میں حروف تہجی کے اعتبار سے راویوں کے نام لکھے ہیں۔ یہ قاہرہ میں ۱۳۴۰ھ میں طبع ہوئی۔

۱۔ نظم العتیان: ص ۶۶

۲۔ براکلن: ج ۳۔ ص ۱۷۷-۲۱۲

۳۔ عبداللہ بن عبدالرحمن نے اس کا ایک مختصر تیار کیا جو کہ بیرس میں موجود ہے۔ نیز

یک مختصر محمد بن طاہر قیرانی (المتوفی ۵۰۷ھ) نے تیار کیا (براکلن: ج ۳۔ ص ۲۲۸)

۴۔ اتحاف النبلاء: ص ۱۱۳

۵۔ براکلن: ج ۳۔ ص ۱۷۷

۶۔ ایضاً

۱۴۶۔ اسامی الرواۃ صحیح البخاری

حسن صوفی زادہ (وفات ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء) اس کے مؤلف ہیں۔ مقدمہ ترکیب کے ساتھ یہ کتاب استنبول میں ۱۲۸۲ھ میں طبع ہوئی۔

۱۴۷۔ عقد الجمعان اللامع المنتقی من قعر بحر الجامع

اس کے مؤلف محمد بن محمد بن علی التوجیلی ہیں۔ بخاری کے راویوں کو حروف تہجی کی ترتیب سے اشعار میں بیان کیا ہے۔ اس کا نسخہ الجزائر اول میں موجود ہے۔

۱۴۸۔ اشارات صحیح البخاری و اسانید

یہ کتاب ابو محمد عقیف الدین عبداللہ ابن سلیم البصری الشافعی (المتوفی ۱۱۳۴ھ / ۱۷۷۲ء) کی تصنیف ہے۔ اس کے کلمی نسخے بریل، ہولکسا، گیرٹ میں موجود ہیں۔

۱۴۹۔ اسماء من روا عنہم بخاری

اس کتاب کے مصنف ابن القطان عبداللہ بن عدی الجرجانی ہیں۔ انھوں نے ۳۶۰ھ میں وفات پائی۔ مصنف نے اس کتاب میں ان راویوں کے نام ضبط کیے ہیں جن سے امام بخاری نے روایت کی ہے۔

کلمی نسخہ کتب خانہ زہریہ میں موجود ہے۔

۱۵۰۔ فیض الباری

یہ شرح شیخ فضل احمد انصاری کی ہے اور اردو میں ہے۔

۱۵۱۔ تفسیل القاری

یہ مولوی وحید الزماں کی تصنیف ہے اور اردو زبان میں یہ بہترین شرح تصور کی جاتی ہے۔

۱۔ براکمن ج ۳ - ص ۱۷۷

۲۔ ایضاً ص ۲۲۶

۳۔ الثقافت الاسلامیہ فی المند: ۱۵۱

۴۔ ایضاً

۱۵۲۔ فضل الباری

یہ صحیح بخاری کا اردو میں ترجمہ ہے۔ لیکن اسے ایک طویل شرح متصور کیا جاتا ہے۔ لاہور میں طبع ہوئی۔

۱۵۳۔ ترجمہ صحیح بخاری

یہ مرزا حیرت دہلوی کا اردو ترجمہ ہے۔ ترجمہ نہایت مطلب نغز ہے اور بریکٹ میں جا بجا مشکل باتوں کو حل بھی کر دیا ہے۔ زیادہ وضاحت کے لیے حاشیہ اور نوٹ بھی لکھے ہیں۔

۱۵۴۔ تیسیر الباری

اس کتاب کے مصنف مولانا وحید الزمان ہیں۔ یہ ترجمہ مطلب نغز ہے اور صحیح بخاری کے ساتھ چھپا ہے۔ لائق مصنف نے اس کی ابتدا میں ایک مقدمہ لکھا ہے، جس میں اپنا سلسلہ سند امام بخاری تک دس طریقوں سے ملایا ہے۔ جا بجا حواشی اور حل بھی لکھے ہیں اور نہایت آب و تاب اور بڑی خوش اسلوبی سے چھپ کر شائع ہوا ہے۔

۱۵۵۔ ترجمہ صحیح بخاری (بزبان انگریزی)

یہ کتاب ایک یورپی مصنف مسٹر کریزن کی تالیف ہے جو ۱۲۹۶ھ میں یورپ کے شہر بلک میں طبع ہوئی اور دس جلدوں میں ختم ہوئی۔

۱۵۶۔ ترجمہ جامع صحیح البخاری (بزبان فرانسیسی)

ادھوداس و ڈبلو مارکوئیس

مع حواشی و فہرست جملہ مضامین و الفاظ بہ ترتیب حروف تہجی پانچ جلدوں میں
۱۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا۔ صحیح بخاری کے دو پاروں کا انگریزی ترجمہ
مع مختصر نوٹ اور حواشی علامہ اسد جرنی نو مسلم کے قلم سے شائع ہو چکا ہے۔
ملک کے موقر اسلامی جرائد و رسائل نے ترجمے کے متعلق اچھی رائے ظاہر کی ہے۔

ختم ہوئی ہے، جلد اول ۶۸۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۵۷۔ غنیۃ القاری

علامہ نواب صدیق حسن خاں (وفات ۱۳۰۷ھ) اس کے مؤلف ہیں۔ ثلاثیات صحیح بخاری کا اردو میں یہ ترجمہ نہایت عمدہ ہے۔

۱۵۸۔ الأجویہ علی المسائل المستقریۃ من البخاری

یہ محمد بن عبدالبر المالکی (ولادت ۳۲۸ھ، وفات ۴۴۳ھ) کی تصنیف ہے۔ مہذب نے جن سوالوں کے جوابات دیے تھے، انہی کو علامہ ضبط کیا ہے۔ علامہ ابن مزم کے جوابات بھی ہیں۔

۱۵۹۔ التوضیح فی اعراب البخاری

محمد بن عبداللہ بن مالک التھومی (وفات ۶۷۲ھ/۶۷۳ھ) اس کتاب کے مؤلف

ہیں۔ قلمی نسخے دمشق عمومیہ اور اسکندریہ میں موجود ہیں۔

۱۶۰۔ ترجمان التراجم

ابو عبداللہ محمد بن عمر بن رشید التبی (متوفی ۷۲۳ھ) ترجمان التراجم کے مصنف ہیں۔ لائق مصنف نے صرف صحیح بخاری کے ابواب پر بحث کی ہے۔ لیکن بقول حاجی خلیفہ کے یہ نادر کتاب نامکمل رہی۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رقم طراز ہیں کہ باوجود ناتمام ہونے کے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔

۱۔ الثقافت الاسلامیہ فی التدریس ص ۱۵۱

۲۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۴۵۵

۳۔ براکلمن: ج ۳۔ ص ۱۶۸

۴۔ کشف الظنون: ج ۲۔ ص ۵۵۱

۱۶۱۔ الراموز علی صحیح البخاری

علی بن محمد الیومینی (المتوفی ۱۰۷۰ھ / ۲۱۳۰ء) اس کتاب کے مصنف ہیں۔
 قلمی نسخہ رام پور میں موجود ہے، جس کا نمبر ۱۱۸:۲ ہے۔

۱۶۲۔ غریب حدیث البخاری

ابو عبید قاسم بن سلام الجحی (المتوفی) اس کتاب کے مصنف ہیں۔
 اس کا قلمی نسخہ قسطنطنیہ میں علی پاشا کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۱۶۳۔ تقریب الغریب فی غریب صحیح بخاری

یہ کتاب حافظ ابن حجر کی تالیف ہے۔ اس میں صحیح بخاری کے الفاظ مشکلہ
 سے بحث کی گئی ہے۔

۱۶۴۔ شرح غریب صحیح البخاری

ابوالحسن محمد بن احمد الجیشانی النحوی (المتوفی ۵۴۰ھ) اس کے مصنف ہیں۔

۱۶۵۔ تیسیر منصل القاری فی تفسیر مشکل البخاری

از محمد بن محمد بن موسی الشافعی الحبلی۔ مولف موصوف نے یہ کتاب (۸۲۶ھ /
 ۱۴۲۲ء) میں تالیف کی۔

اس کا پہلا حصہ بصورت قلمی نسخے کے اسکوریال میں موجود ہے۔

۱۶۶۔ تزیین العیارة بدون تیز الاشارة

از قاری ہروی وفات ۱۰۷۱ھ / ۲۱۶۰ء

قلمی نسخے برلن اور قاہرہ میں موجود ہیں۔

۱۔ براکمن و ج ۳، ص ۱۶۸

۲۔ نظم العتبان، ص ۴۶

۳۔ نسبة الی مدینة جیآن بفتح الجیم ثم تشدید الیا و اخره نون۔

۴۔ کشف الظنون، ج ۲، ص ۵۵۳

۵۔ براکمن، ج ۳، ص ۱۶۹

۶۔ ایضاً ص ۱۷۲

۱۶۷۔ تَشْنِيفُ الْمَسَامِعِ لِبَعْضِ فَوَائِدِ الْجَامِعِ، أَوْ: الْحَوَاشِي الْفَرِيدَةُ

از ابو زيد عبد الرحمن بن محمد بن يوسف العريف الفاسي (المتوفى ۱۰۳۶ھ /

۶۱۶۲۶)

قلمی نسخہ الرباط میں موجود ہے، جس کا نمبر ۳۰ ہے۔ یہ کتاب فاس میں ۱۲۰۷ھ میں
طبع ہو چکی ہے۔ یہ

۱۶۸۔ حاشیہ

عبد القادر بن علی الفاسی (متوفی ۱۰۹۱ھ / ۶۱۶۸۰) نے صحیح بخاری پر حاشیہ لکھا
اور فاس میں ۱۲۰۷ھ میں طبع ہوا۔ یہ

۱۶۹۔ عثمانی

مولانا احمد علی (وفات ۱۲۹۸ھ) نے صحیح بخاری پر ایک حاشیہ لکھا۔ اس کا
مفصل حال نہیں معلوم ہو سکا۔

۱۷۰۔ حاشیہ العدة

عمدة القاری پر جو کہ علامہ عینی کی شرح ہے، ایک حاشیہ ابوالحسن علاؤ الدین
علی العطار نے لکھا جس کا نام العدة ہے۔

قلمی نسخہ شہید علی میں موجود ہے۔ یہ

۱۷۱۔ حل صحیح بخاری یعنی نسخہ عینتہ صحیحہ مع حل مشکلات

و حواشی و جمع نسخ

علامہ شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (وفات ۱۳۲۰ھ) تصنیف
ہے۔ یہ نسخہ بہت عتیق اور نہایت واضح خوش خط میں ہے۔ مع جمع نسخ و حل مشکلات

۱۔ براکمن، ج ۳ - ص ۱۷۳

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً ص ۱۷۰

حواشی ورق کلاں پر تین ضخیم جلدوں میں ختم ہوا ہے۔ اس نسخے کی صورت اس کی قدامت کی روشن دلیل ہے۔ یہ وہ نسخہ ہے جو بڑے بڑے اساتذہ اور شیوخ کے درس و تدریس میں رہا اور ہر زمانے میں بڑے بڑے فاضل علمائے اس پر حواشی و نکات لکھے۔ مختلف اوقات میں حواشی لکھنے کی وجہ سے حاشیہ لکھنے کا کوئی نظم نہیں، جس نے جہاں جگہ پائی، لکھ دیا۔ حضرت شیخ الکل کے اپنے ہاتھ سے حواشی لکھے ہوئے بھی اس نسخے پر موجود ہیں۔ مولف موصوف اس نسخے کی بڑی حفاظت فرماتے اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ اس کی تیس جلدیں ہیں اور ہر ایک علیحدہ علیحدہ ہے۔

یہ نسخہ صحت، قدامت، جامعیت اور نسخ و حل مشکلات و حواشی کے اعتبار سے یادگار سلف اور لعل بے بہا ہے۔ حل مشکلات کا یہ طریقہ ہے کہ جب کوئی مشکل مقام آیا متعدد شروع سے حل کر دیا ہے۔ اس طرح ایک ایک حاشیے میں فتح الباری، کرمانی، قسطلانی، داؤدی، توشیح، تنقیح، شرحیں موجود ہیں۔ پہلے پہل ہندوستان میں جو نسخہ مولانا احمد علی صاحب نے محشی کر کے شائع کیا وہ اسی نسخے سے مستفاد ہے۔ بوجہ اتحاد، ارتباط زمانہ قدیم حضرت میاں سید نذر حسین سے یہ نسخہ عاریتہ لے کر اپنا نسخہ طبع کرایا، شرح داؤدی اصل منقول عنہ میں موجود تھی اور (دال) سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ بجز اس نسخے کے اس کے وجود کا پتا نہیں چلتا۔ مولانا احمد علی سہارن پوری نے اس پر عینی شرح بخاری اور کتب حنفیہ سے مذہب حنفی کی تائید اور حدیثوں کی تاویل کا اضافہ کیا۔ گودونوں حضرات مولانا محمد اسحاق کے تلامذہ میں سے تھے، لیکن جب مولانا احمد علی صاحب دہلی تشریف لاتے تو حضرت میاں صاحب کی درس گاہ میں دوران درس دوڑا تو ہو کر خاموش بیٹھے۔ اور جب درس سے فراغت ہوتی تو بات چیت کرتے اور نہایت خلوص و عقیدت سے باتیں کرتے۔ اکثر فتاویٰ پیش کرتے یا کوئی اور علمی تذکرہ رہتا اور جب تک یقید حیات رہے اس وضع کو بنا ہا۔ (اس کے شواہد وہ خطوط ہیں جو مولانا احمد علی کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے مولانا شمس الحق کے پاس موجود ہیں جو انھوں نے بنام شیخ الکل لکھے تھے، علاوہ ازیں حضرت میاں صاحب کے

قدیم طلباء شاید تھے۔
۱۷۱۔ حل صحیح بخاری

حضرت مولانا احمد علی سہارن پوری تلمیذ شیخ محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ہے۔ مولانا مدوح نے صحیح بخاری کو صحت بلوغ کے ساتھ مع حل کے طبع کر کے تمام ہندوستان میں شائع کیا۔ اس نسخے کو دیکھ کر مولانا احمد علی نے صحیح بخاری کو شرح عینی اور دیگر کتب حنفیہ سے اول سے آخر تک مذہب حنفیہ کے مطابق کر دیا۔

مولانا نے اس حاشیے کا ایک مقدمہ لکھا ہے، جس میں فن حدیث کے اصول کے علاوہ صحیح بخاری کے متعلق بہت سی مفید باتیں لکھی ہیں۔ یہ مقدمہ تمام تر مقدمہ فتح الباری اور مقدمہ قسطلانی سے ماخوذ ہے۔ اور بعض مضامین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے رسالہ تراجم البواب بخاری سے ماخوذ ہیں۔

۱۷۲۔ مصابیح الاسلام من حدیث خیر الانام

یہ علامہ فقیر اللہ کی شرح ہے۔ یہ صحیح بخاری کا عمدہ انتخاب ہے۔ بہ ترتیب البواب فقہیہ صحیح حدیثوں کے سلسلے کی یہ ایک بے نظیر چیز ہے۔ مولف نے مدار الممام محمد امین خاں کے حکم سے اس کو مشکوٰۃ کے البواب پر ترتیب دیا ہے۔ مولف کا اپنا بیان ہے۔

انتخبته انتخاباً جامعاً للاحادیث المسندة مع بعض التعليقات حاذفا
الاسناد والمكررات مرتباً على ترتيب المشکوٰۃ کتاباً والبواب مع زیادة ونقصان
یسیر۔

یعنی میں نے اس میں سے مسند احادیث کا ایک جامع انتخاب کیا ہے۔ مزید برآں جہاں ضرورت محسوس کی وہاں ضروری تعلیقات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ البتہ اسناد احادیث اور مکرر احادیث کو حذف کر دیا ہے۔ کتاب کو مختلف البواب میں تقسیم کرتے وقت مشکوٰۃ کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے، اگرچہ اس ضمن میں کہیں کہیں قدرے کمی بیشی سے بھی کام لیا گیا ہے۔

۱۷۴۔ رجال الصحیحین

ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن حسن الطبری (المتوفی ۴۱۸ھ) اس کے مؤلف ہیں۔ اس میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں کتابوں کے رجال کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

۱۷۵۔ کتاب التجدیل والتجرح لرجال البخاری

قاضی ابوالوید سلیمان بن خلف الباجی (المتوفی ۴۷۴ھ) اس کے مؤلف ہیں۔ صاحب کشف الظنون نے اس کا مفصل حال نہیں لکھا۔

۱۷۶۔ الجمع بین الصحیحین أو التفسیر غریب مانی الصحیحین

علامہ حمیدی محمد بن ابی نصر الاندلسی القرطبی (المتوفی ۴۸۸ھ) اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ اس کتاب کا ذکر صاحب مشکوٰۃ نے مشکوٰۃ کے مقدمے میں کیا ہے۔ یہ ایک مشہور کتاب ہے، براکلمن نے اسے تفسیر غریب مانی الصحیحین لکھا ہے۔

قلمی نسخہ مکتبہ احمد تیور میں موجود ہے۔

۱۷۷۔ تقييد المهمل وتمييز المشكل

ابوعلیٰ حسین بن محمد الجیلانی الحافظ (وفات ۴۹۷ھ) اس کتاب کے مؤلف ہیں۔ اس کتاب میں ان روایات کے نام ضبط کیے گئے ہیں، جن سے بخاری اور صحیح مسلم کے رجال میں لفظی اشتباہ پایا جاتا ہے۔ یہ کتاب دو اجزاء میں ختم ہوئی۔

۱۷۸۔ کتاب الجمع بین رجال الصحیحین

علامہ مقدسی (متوفی ۵۰۷ھ) اس کے مصنف ہیں۔ حیدرآباد کے مطبع دائرة المعارف میں یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

۱۷۹۔ الجمع بین الصحیحین

ابو محمد عبدالحق بن عبد الرحمن الازدی الاشیشلی (وفات ۵۸۲) کی تصنیف ہے۔

۱۔ اتحاف النبلاء: ص ۱۷

۲۔ ایضاً

۳۔ براکلمن: ج ۳۔ ص ۱۷۷

اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ نور عثمانیہ جامع شریفی قسطنطنیہ میں موجود ہے۔
۱۸۰۔ کشف مشکل حدیث الصحیحین

ابوالفرج ابن الجوزی (وفات ۵۹۷ھ) نے یہ کتاب تصنیف کی۔ ۵۷۶ھ میں وہ اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ بعض اہل علم نے اس کو مختصر بھی کیا ہے اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ لائق مصنف نے احادیث مشککہ اور غیر مشککہ دونوں کا ذکر کیا تھا اور زیادہ ضافی حل نہیں کیا تھا۔ اس لیے اس صورت میں اس کا اختصار کیا گیا ہے کہ ایک صحابی کی حدیث کو ذکر کیا، پھر اس صحابی سے جس قدر حدیثیں آئی ہیں، ان کو ذکر کیا اور ترتیب پر رکھی کہ متفق علیہ حدیث کا پہلے ذکر کیا اور پھر فقط بخاری کی حدیث کو بیان کیا۔ اس کے بعد صرف مسلم کی حدیث کا اندراج کیا۔ جن صاحب نے یہ خدمت انجام دی، وہ ۷۶۷ھ میں اس سے فارغ ہوئے۔

۱۸۱۔ المعلم فی مارواہ البخاری علی شرط مسلم

ابوالعباس بن الدومیہ احمد بن محمد الاغیسی البتائی (وفات ۷۳۷ھ) اس کتاب کے مولف ہیں۔ صاحب کشف الظنون نے اس کی اور کوئی تفصیل نہیں بتائی۔

۱۸۲۔ المنہل الجاری

شیخ قطب الدین محمد بن محمد الحضیری الدمشقی الشافعی (المتوفی ۸۹۴ھ) اس کے مولف ہیں۔ اسے سوال و جواب کی صورت میں تحریر کیا ہے جو فتح الباری سے ماخوذ ہیں۔

۱۸۳۔ غایۃ المرام فی رجال البخاری

شیخ محمد بن داؤد بن محمد البازلی الکردی الحموی الشافعی (وفات ۹۲۵ھ) اس کے مولف ہیں۔ یہ کتاب ایک ضخیم جلد میں ہے۔ اس کا آغاز الحمد للہ الذی رفع منار الحق کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ لائق مصنف نے لکھا ہے کہ میں علم حدیث

لہ اتحاف النبلا: ص ۵۷

نی تحفیل میں مشغول رہا اور اس کے لیے تمام ملکوں میں پھرا، تکمیل کے بعد یہ کتاب حروفِ نبوی کی ترتیب سے لکھی۔ کتب خانہ نور عثمانیہ واقع قسطنطنیہ جامع شریفی میں اس کا نقلی نسخہ موجود ہے۔

۱۸۴۔ الریاض المستطابہ فی جملۃ من روی فی الصحیحین من الصحابہ

یہ کتاب امام عماد الدین یحییٰ بن ابوبکر العامری الیمانی نے تصنیف کی علامہ عماد الدین نے اس کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ پہلے ان صحابیوں کے نام گنوائے ہیں جو صحیحین میں مذکور ہیں اور ان کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سرف روایت یا روایت ثابت ہے۔ پھر متفق علیہ کا ذکر کیا ہے۔ پھر افراد بخاری کا تذکرہ ہے اور پھر افراد مسلم کا۔

۱۸۵۔ رفع اللبتاس

علامہ البوطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی اس کے مصنف ہیں۔

ایک رسالہ کسی نے عربی زبان میں صحیح بخاری مطبوعہ مصدقانی کے ساتھ علامہ عینی کی تقریرات کو لے کر شائع کیا تھا، جن میں امام بخاریؒ کے ان اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں جو امام بخاریؒ صحیح بخاری میں "قال بعض الناس" لکھ کر کرتے ہیں۔ اس رسالے کا نام "رفع الوسواس عن بعض الناس" ہے۔ علامہ شمس الحق نے اس رسالے کا جواب بنام "رفع اللبتاس" شائع فرمایا اور اس پر اپنا نام ظاہر نہیں فرمایا۔ اس رسالے کی بعض تحقیقات قابل مطالعہ ہیں۔ علامہ عینی کی ان غلط فہمیوں کا نہایت تحقیق سے جواب دیا ہے جو ان کو امام بخاری کے بارے میں پیدا ہوئی ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۰۹ھ میں شائع ہوئی۔

۱۸۶۔ الفوائد المنقیات المخرجة علی الصحیحین

تخریج ابو عبد اللہ الحمیدی (المتوفی)

علامہ البوطیب شمس الحق کے علاوہ بھی عینی کی تقریرات کے بہت سے لوگوں نے جواب لکھے ہیں اور امام بخاریؒ کے اعتراضات کو صحیح قرار دیا ہے۔

یہ شیخ ابوبکر احمد بن بدران الحلوانی بغدادی (وفات ۷۵۷ھ) کے اصول سماعت سے ہے۔

۱۸۷۔ قرۃ العین فی اسما الرجال الصحیحین

اس کتاب کے مؤلف علامہ بخرانی ہیں۔ حیدرآباد (دکن) میں شائع ہوئی۔

۱۸۸۔ اطراف الصحیحین

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے اطراف مستقل طور پر متعدد اہل علم نے لکھے ہیں۔ علاوہ ان کے جو صحاح ستہ کے ہمراہ لکھے گئے ہیں (مثلاً:

۱۔ شیخ حافظ انام ابو مسعود ایراسیم بن محمد بن عبید اللہ مشقی (متوفی ۴۰۰ھ) نے

۲۔ ابو محمد خلف بن محمد بن علی بن حمدون الواسطی (متوفی ۴۰۱ھ) نے

ان دونوں کا ذکر حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی کتاب الاشراف کے شروع میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ خلف کی کتاب باعتبار ترتیب کے بہت عمدہ ہے۔ ضبط اور وہم

اس میں بہت کم ہے۔ اسی وجہ سے الاشراف میں ہم نے اس پر التفاکی۔

۳۔ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی (متوفی ۵۱۷ھ) نے۔ اور

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے۔

۱۸۹۔ مفتاح صحیح البخاری

علامہ احمد شاکر نے جامع ترمذی مطبوعہ مصر ۱۳۵۶ھ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا محمد بن شریف بن المصطفیٰ التوقاوی نے جو کہ آستانہ کے علمائے سنی ہیں، دو کتابیں تالیف کیں، ایک مفتاح صحیح البخاری اور ایک مفتاح صحیح مسلم، ان دونوں کی تالیف سے ۱۳۱۲ھ میں فارغ ہوئے اور ۱۳۱۳ھ میں آستانہ میں ان کو طبع کروایا۔ انھوں نے اس مفتاح کو حروف تہجی کے لحاظ سے باعتبار اوائل لفظ نبوی ترتیب دیا ہے اور ہر حدیث کو البواب اور کتب کے حوالے سے درج کیا ہے، نیز اجزا اور

صفحات بھی درج کیے ہیں۔ متن بخاری کے ساتھ ابن حجر، عینی اور قسطلانی کی تشریح کے حوالے بھی دیے ہیں۔

۱۹۰۔ نبراس الساری فی اطراف البخاری

اس کا موضوع بھی وہی ہے جو مفتاح صحیح البخاری کا ہے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب اس کے مصنف ہیں۔ انھوں نے صحیح بخاری کی احادیث کے اطراف جمع کیے ہیں اور ایک ایک حدیث کے متعلق بتایا ہے کہ وہ کس کس باب میں مختصر یا مطول آئی ہے مصنف نے فتح الباری اور عمدۃ القاری کے صفحات بھی ذکر کر دیے ہیں۔ یہ کتاب ادل الذکر سے زیادہ مفید ہے۔

۱۹۱۔ مفتاح البخاری

اس کتاب کے مؤلف محمد شکر بن حسن ہیں۔ یہ کتاب استنبول میں ۱۳۱۳ھ میں طبع ہوئی۔

۱۹۲۔ مفتاح کنوز البخاری

یہ کتاب محمد قواد عبدالباقی کی تصنیف ہے جو قاہرہ میں ۱۹۳۵ھ میں چھپی۔

اب ذیل میں صحیح بخاری کی فارسی تشریح کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۹۳۔ شرح صحیح البخاری

یہ کتاب شیخ الاسلام بن حافظ فخر الدین نے تالیف کی، جنھوں نے ۱۱۸۰ھ کے قریب وفات پائی۔ یہ فارسی میں صحیح بخاری کی بہت عمدہ شرح ہے۔

۱۹۴۔ شرح صحیح الباری

اس کے مصنف شیخ الاسلام بن محب اللہ بخاری دہلوی ہیں۔

۱۹۵۔ شرح صحیح البخاری

اس کے مصنف کا پتا نہیں چل سکا۔ قلمی نسخہ لہذا اور یونیورسٹی کی لائبریری میں

۱۷ براکن: ج ۳، ص ۱۷۷

۱۷ ایضاً ص ۱۷۷

ہے، جس کا نمبر ۳۰۸ ہے۔

۱۹۶۔ تیسیر القاری

یہ علامہ نورالحق بن مولانا عبدالحق دہلوی (وفات ۱۰۷۳ھ / ۱۶۶۳م) کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے۔ جس زمانے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فارسی میں مشکوٰۃ کی شرح لکھنی شروع کی، اسی زمانے میں ان کے صاحب زادے علامہ نورالحق دہلوی نے صحیح بخاری کی شرح فارسی میں لکھنی شروع کی تھی۔

قلمی نسخے المکتبۃ الہندی، پشاور، بانکی پور میں موجود ہیں۔ یہ شرح ۱۳۰۵ھ میں لکھنؤ سے پانچ جلدوں میں شائع ہوئی۔

۱۹۷۔ منخ الباری

شیخ محمد حسن بن محمد صدیق پنجابی معروف بہ علامہ دراز پشاوری (المتوفی ۱۲۶۶ھ) کی تصنیف کردہ فارسی شرح بہت مفید ہے۔ یہ بھی لکھنؤ میں طبع ہو چکی ہے۔

۱۹۸۔ شرح فارسی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس کے مصنف ہیں۔ یہ شرح فارسی تیسیر القاری سے مختصر ہے۔ گویا ایک مطلب نیز ترجمہ ہے اور جایجا ایضاحات اور نہایت ضروری باتیں رقم فرمائی ہیں۔

یہ شرح لکھنؤ میں طبع ہوئی۔

بقایا ثلاثیات درج کی جاتی ہیں:

۱۹۹۔ شرح ثلاثیات البخاری

از محمد شاہ ابن الحاج حسن (وفات ۹۳۹ھ) اس کے مولف ہیں۔ ثلاثیات البخاری پر ایک عمدہ اور لطیف شرح ہے۔

۱۔ بر اکمن: ج ۳۔ ص ۱۷۷

۲۔ الثقافت الاسلامیہ فی السند: ص ۱۵۱

۳۔ ایضاً

۲۰۰۔ فضل الباری شرح ثلاثیات البخاری

علامہ ابوطیب شمس الحق العظیم آبادی کی ایک لطیف شرح ہے۔

۲۰۱۔ اعانتہ القاری

ترشح یحییٰ ابن امین العیاسی الہ آبادی (شرح بسیط)

۲۰۲۔ انعام المنعم الباری بشرح ثلاثیات البخاری

مولوی عبدالصبور بن مولانا عبدالقادر ملتانی نے بزمانہ طالب علمی فتح الباری ، قسطلانی ، داؤدی ، سندھی وغیرہ سے اخذ کر کے ثلاثیات بخاری کی یہ مترجم مرتب کی تھی۔ ۱۳۵۸ھ میں مصر سے شائع ہوئی۔

۲۰۳۔ درر الدراری فی شرح رباعیات البخاری

رباعیات البخاری سے مراد وہ احادیث ہیں، جن کی سند چار واسطوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔ علامہ احمد بن محمد شامی شافعی نے ایسی احادیث منتخب کی ہیں اور ان کی شرح زرکشی اور کرمانی سے اخذ کی گئی ہے۔ ہر حدیث کی شرح کے بعد قلت لکھ کر اپنی تحقیقات اور رائے قلم بند کر دی ہے۔

۲۰۴۔ مفتاح کنوز السنۃ

محمد فواد عبدالباقی نے اسے مرتب کیا اور بہت سی دیگر کتب حدیث کے ساتھ صحیح بخاری کے مضامین کی پوری اور تفصیلی فہرست بہ ترتیب حروف تہجی درج کی ہے۔ اگر کوئی شخص بخاری کے کسی عنوان کو دیکھنا چاہے تو یہ کتاب اس کی پوری راہنمائی کرتی ہے۔

۲۰۵۔ مشارق الانوار

قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ (وفات ۵۴۹ھ) اس کتاب کے مولف ہیں۔ اس میں دوسری کتب حدیث کے ساتھ صحیح بخاری کی غریب حدیث کی تفسیر ہے۔ کتاب مشارق الانوار فی تفسیر غریب حدیث الموطا و البخاری و مسلم و ضبط الالفاظ و التنبیہ علی مواضع الاوهام و التضعیفات و

ضبط اسما الرجال وهو كتاب لو كتب بالذهب او وزن بالجواهر
كان قليلاً في حقه ۱۶

یعنی کتاب مشارق الانوار ان غریب احادیث کی شرح ہے جو موطا، بخاری اور مسلم میں درج ہیں، نیز اس میں ان کے مشکل الفاظ کو ضبط کیا گیا ہے اور مقامات اوہام و تضعیفات سے قاری کو خبردار کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں راویوں کے نام ضبط کیے گئے ہیں اور ان کے صحیح اعراب بتائے گئے ہیں۔ یہ کتاب اس درجے اہمیت کی حامل ہے کہ اگر یہ خالص سونے سے لکھی جاتی اور جواہر سے تولی جاتی، تب بھی اس کی افادیت و اہمیت کا پورا حق ادا نہ ہو پاتا۔

۲۰۶۔ النصیحة فی شرح البخاری

از ابی جعفر احمد بن نصر الاسدی الداؤدی، وفات ۴۰۲ھ ۱۶

۱۶ کتاب الدیاج المذہب: ابن فرحون ص ۱۰۰

۱۶ ایضاً ص ۳۵

مآخذ ومصادر

- ۱ - طبقات الحنابلة: قاضی ابوالحسین محمد بن ابی یعلیٰ - مطبوعه السنة الحمدیہ
۶۱۹۵۲
- ۲ - طبقات الشافعیہ الکبریٰ: تاج الدین ابونصر عبد الوہاب ابن ثقی الدین السبکی -
مطبوعه مصر طبع اول
- ۳ - ترجمہ جامع صحیح البخاری: طبع مصر ۱۳۲۸ھ
- ۴ - تاریخ الادب العربی: کارل بروکلمان - الجزء الثالث - عربی ترجمہ ڈاکٹر عبد الحلیم
تجارت - دار المعارف مصر ۶۱۹۶۳
- ۵ - ضحی الاسلام: احمد امین الجزء الثانی - مطبوعه قاہرہ ۶۱۹۳۸
- ۶ - تسبیل القاری: وحید الزمان - مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۷ھ (جلد اول) *
- ۷ - نظم العتبان فی اعیان الاعیان: امام جلال الدین سیوطی - بتصحیح فلیپ ہٹی -
(Philip Hitti)
- ۸ - الرسالة المستطرفہ: محمد بن جعفر اللثانی - طبع کراچی - ۶۱۹۶۰ (المتوفی ۱۳۴۵ھ)
- ۹ - شذرات الذهب فی اخبار من ذہب: عبدالحی ابن العماد الحنبلی مکتبہ القدسی ۴۲۵ھ
- ۱۰ - فجر الاسلام: احمد امین - طبع ثانیہ ۶۱۹۳۴
- ۱۱ - وفيات الاعیان: ابن خلیکان (رقم ۵۴۱) ۵۷۶:۱
- ۱۲ - تاریخ بغداد: خطیب بغدادی - جلد دوم - مطبعة السعادة - ۵۵ - ۱۳۴۹ھ / ۶۱۹۳۱
- ۱۳ - تذکرة الحفاظ: الذہبی (المتوفی ۷۴۸ھ) الامام شمس الدین ابو عبد اللہ الذہبی
جلد دوم الطبعة الثانية - حیدرآباد دکن ۱۳۲۳ھ (مجلس دائرة المعارف النظامیہ)
- ۱۴ - ھدی الساری مقدمہ فتح الباری: حافظ ابن حجر عسقلانی - ادارة الطباعة المنيرية مصر
۱۳۴۷ھ

۱۵۔ مرآة الجنان: الیافعی (امام ابو محمد عبداللہ) (الجزء الثاني) الطبعة الاولى حیدرآباد دکن

۱۳۳۸ھ

۱۶۔ ذیل طبقات الحفاظ: جلال الدین سیوطی (فی الذیول الثلاثة)

۱۷۔ علوم الحدیث: الدكتور صحیحی الصالح۔ طبع ثالث ۱۹۶۵ء۔ بیروت

۱۸۔ بستان المحدثین، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ ترجمہ مولانا عبدالسمیع۔

تجارت کتب آرام باغ کراچی ۱۳۳۴ھ

۱۹۔ تہذیب التہذیب: حافظ ابن حجر عسقلانی ۲ جلد

دائرة المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۲۶ھ

۲۰۔ كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون: حاجی خلیفہ جلد دوم مطبع الہیہ ۱۹۴۱ء۔ ۱۲۶۶ھ

۲۱۔ فتح المغيث بشرح الفیۃ الحدیث: شمس الدین محمد سخاوی مطبع انوار محمدی ۱۳۰۱ھ

۲۲۔ الفوائد راری: علامہ عجلونی

۲۳۔ کتاب العلل: امام ترمذی

۲۴۔ الجامع الصحیح: محمد بن اسماعیل بخاری ۲ ج۔ طبع کراچی۔

۲۵۔ ثقات ابن جبان: ابن جبان

۲۶۔ مقدمہ قسطلانی: احمد بن محمد قسطلانی طبع مصر

۲۷۔ جامع بیان العلم: علامہ ابن عبدالبر۔ قاہرہ طبع منیرہ

۲۸۔ طبقات ابن سعد: ابن سعد لیدان ۱۹۲۵ء

۲۹۔ السنۃ قبل التدوین: محمد العجاج الخطیب قاہرہ ۱۹۶۳ء

۳۰۔ معرفۃ علوم الحدیث: امام حاکم (تصحیح ڈاکٹر معظم حسین) قاہرہ ۱۹۳۷ء

۳۱۔ صحیفہ ہمام بن منیہ: مؤلفہ دم تیرہ ڈاکٹر حمید اللہ۔ حیدرآباد دکن ۱۳۷۵ھ

۳۲۔ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب: ابن عبدالبر۔ قاہرہ ۱۹۳۹ء۔ برہانیشہ اصابہ جلد دوم

۳۳۔ فصول فی اصول التشریح الاسلامی: جاد مولیٰ سلیمان مصر ۱۳۶۹ھ

۳۴۔ جامع ترمذی: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔ مطبع مجتہبانی دہلی ۱۳۱۵ھ

- ۳۵ - سنن ابن ماجہ: ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ - کراچی نور محمد ۱۳۷۲ھ
- ۳۶ - سنن دارمی: امام عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی - کان پور - ۱۲۹۳ھ
- ۳۷ - سیرت رسول اللہؐ - ابن ہشام: مطبع مصطفیٰ مصر ۱۳۵۵ھ
- ۳۸ - مرآة المفاتیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح: علی القای - قاہرہ
- ۳۹ - أسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ: ابن الاثیر - قاہرہ ۱۲۸۶ھ
- ۴۰ - سنن دارقطنی: امام ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی - دہلی ۶-۱۳
- ۴۱ - کتاب المیزان: امام الشَّعْرَانِی - طبع قاہرہ
- ۴۲ - کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: شیخ علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین ہندی
الیربان مطبع دائرۃ المعارف حیدرآباد ۱۳۱۳ھ
- ۴۳ - کتاب الیباج: ابن فرحون - طبع اول مصر ۱۳۵۱ھ
- ۴۴ - نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ابن حجر عسقلانی - کتب خانہ رحیمیہ دیوبند -
- ۴۵ - الیدرا الطالع: (محمد بن علی) امام شوکانی - جلد اول و دوم - طبع اول ۱۳۴۸ھ
مطبع سعادت - قاہرہ
- ۴۶ - التعلیق الصیح علی مشکوٰۃ المصابیح: محمد ادریس کاناہ علوی -
طبع اول حیدرآباد (دکن) ۱۳۵۴ھ
- ۴۷ - الضوء اللامع شمس الدین سخاوی - طبع اول - مصر -
- ۴۸ - *India's Contribution by Mohammad Ashfaq. to the study of Hadith literature*
LAHORE 1955.
- ۴۹ - الثقافت الاسلامیہ: فی النہد: عبدالحی الحسینی دمشق ۱۹۵۸
- ۵۰ - حیات بخاری: جمال الدین قاسمی - مطبع العرفان - سیدالسنہ - ۱۳۳۳ھ
- ۵۱ - حسن المحاضرہ: امام جلال الدین السيوطی - مکتبہ شرفیہ - مصر
- ۵۲ - النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر و القاہرہ: ابن تغری بردی -

- ۵۳ - ہائنامہ ریحق: مدیر عطا اللہ حنیف اکتوبر ۱۹۵۶ء
- ۵۴ - سیرت البخاری: عید السلام مبارک پوری۔ طبع اول ۱۳۲۹ھ الہ آباد۔
- ۵۵ - ہدی الساری مقدمہ فتح الباری: حافظ ابن حجر العسقلانی ادارۃ الطباعۃ المنیرہ ۱۳۲۶ھ
- ۵۶ - التحاف النبلا: نواب سید صدیق حسن خان۔ مطبع نظامی کان پور ۱۲۸۸ھ
- ۵۷ - المحطہ فی ذکر صحاح ستہ: نواب سید صدیق حسن خان مطبع نظامی کان پور ۱۲۸۳ھ
- ۵۸ - فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث: شمس الدین محمد سخاوی مطبع انوار محمدی ۱۳۰۱ھ
- ۵۹ - باب الاعتصام بالسنتہ: الفتح الربانی۔ مستدام احمد بیویب جدید۔
- ۶۰ - الدرر الكامنہ فی اعیان المائتہ الثامنہ: حافظ ابن حجر عسقلانی۔ طبع اول۔
- حیدرآباد (دکن)

297-289

غ 895 ش